اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمتِ عملی

الطاف حسین

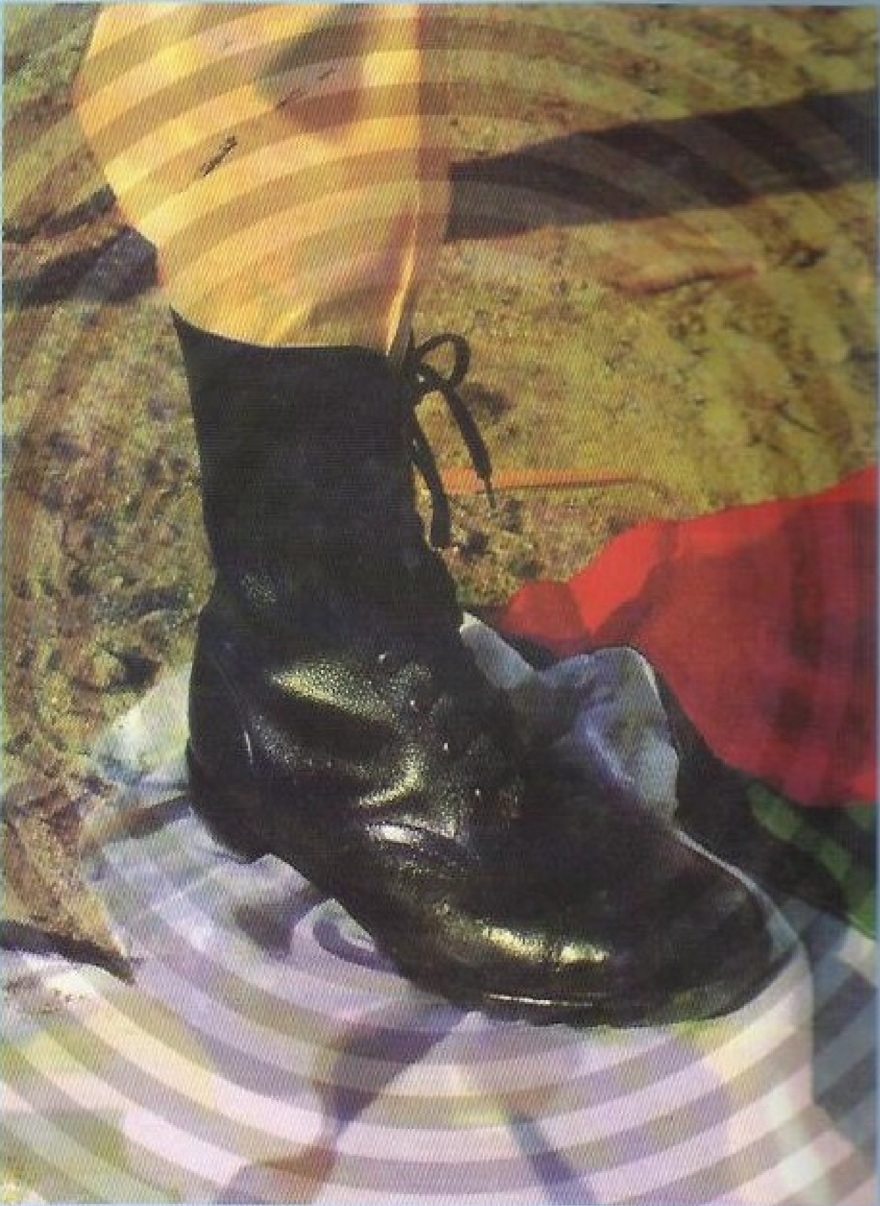

اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمتِ عملی

الطاف حسین

لوجیکل پرنٹرز

اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمت عملی

Three Pronged Strategy Of The Establishment

قائد تحریک الطاف حسین کے تاریخی لیکچرز

ترتیب و تدوین : مصطفیٰ عزیز آبادی

قائدِ تحریک الطاف حسین

انتساب

حق پرستی کے شہیدوں
اسیروں
جلاوطن ساتھیوں
تمام کارکنوں
اور قوم کی ماؤں، بہنوں،
بزرگوں اور نوجوانوں کے نام،
ظلم و جبر کے تمام تر ہتھکنڈے
جن کے حوصلوں کو شکست نہیں دے سکے

کتاب کا نام

اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمتِ عملی

قائدِ تحریک الطاف حسین کے فکر انگیز لیکچرز

ترتیب و تدوین

مصطفیٰ عزیز آبادی

سنہ اشاعت (نظرِ ثانی)

اکتوبر ۲۰۰۰ء

قیمت

۲۰۰ روپے

زیرِ اہتمام

شعبۂ اطلاعات (ایم کیو ایم)

نوٹ: (قائدِ تحریک جناب الطاف حسین نے یہ فکر انگیز اور تاریخی لیکچرز ماہِ دسمبر ۱۹۹۸ء میں اُس وقت دیے تھے جب ملک میں میاں نواز شریف کی حکومت قائم تھی)

﴿رابطے کا پتہ﴾

ایم کیو ایم (پاکستان)

494/8 عزیز آباد، فیڈرل بی ایریا، کراچی۔

فون نمبر ☜ **6329900 6313690**

فیکس نمبر ☜ **6329955**

MQM INTERNATIONAL SECRETARIAT,

70, COLINDALE AVENUE,

LONDON NW9 5ES,

UNITED KINGDOM.

Phone: ++44-208-3589000

Fax: ++44-208-9059527

Email: mqm@mqm.org

Website: http://www.mqm.org

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	پیشِ لفظ	9
2	دیباچہ	12
3	حرفِ چند	16
4	پہلا باب......اسٹیبلشمنٹ	17
5	اسٹیبلشمنٹ کیا ہوتی ہے؟	18
6	موجودہ دور میں اسٹیبلشمنٹ کا کردار	20
7	اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے مہاجروں اور ایم کیو ایم کی مخالفت کے اسباب	24
8	ایم کیو ایم کے خلاف سازشوں کا آغاز	38
9	دوسرا باب......اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمت عملی	48
10	وہی حربے وہی ہتھکنڈے	50
11	سہ جہتی حکمتِ عملی کیا ہے؟	51
12	تیسرا باب......آئسولیشن	54
13	آئسولیشن کیا ہے؟	56
14	لیڈر کی فزیکل آئسولیشن	57
15	لیڈر شپ کی فزیکل آئسولیشن	58
16	قوم یا کمیونٹی کی آئسولیشن	62

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
66	آئسولیشن کی پالیسی اور آپریشن کلین اپ	17
82	جیوگرافیکل آئسولیشن	18
88	فزیکل آئسولیشن	19
90	سائیکلوجیکل آئسولیشن	20
93	سوشل آئسولیشن	21
94	پولیٹیکل آئسولیشن	22
96	ڈائریکٹ اور اِن ڈائریکٹ آئسولیشن	23
97	کیا مہاجروں کو ایم کیو ایم نے آئسولیٹ کیا؟	24
98	چوتھا باب......کرمنلائزیشن	25
100	تعریف	26
102	کراچی، ایم کیو ایم اور کرمنلائزیشن کی پالیسی	27
111	مشتعل افراد اور دہشت گرد	28
123	دہشت گردی اور کراچی	29
139	ہر واقعے کا الزام ایم کیو ایم کے سر کیوں؟	30
143	سوئچ آن، سوئچ آف پالیسی	31
145	کراچی اور لاہور میں جرائم کا موازنہ	32
159	پنجابائزیشن کی پالیسی اور کراچی	33

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
34	اسٹیبلشمنٹ کی پالیسیاں اور میڈیا کا کردار	164
35	فوجی عدالتوں کا قیام اور میرٹ کا دعویٰ	170
36	عمل اور ردِ عمل	174
37	ایک گہری سازش	191
38	پانچواں باب......ڈی مورالائزیشن	195
39	ڈی مورالائزیشن کیوں اور کیسے؟	196
40	حقوق کی دیگر تحریکیں اور ایم کیو ایم	201
41	دعوتِ فکر	204
42	مایوسی گناہ ہے	206

پیشِ لفظ

سچائی دنیا میں ہمیشہ سادہ ہوتی ہے لیکن زندگی اور کائنات کے مختلف مظاہر میں بٹی اور چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ جو اہلِ بصیرت ہوتے ہیں وہ ٹکڑوں میں بٹی اور چھپی ہوئی سچائی کو نہ صرف دیکھتے ہیں بلکہ ان ٹکڑوں کو جوڑ کر، ترتیب دے کر ایک بڑی سچائی کو اخذ کرتے ہیں اور دنیا کے سامنے بے نقاب کرتے ہیں۔ مثلاً آئن اسٹائن کا مشہور فارمولا ہے۔ $E = mc^2$ یعنی کمیت کو روشنی کی رفتار کے مربع سے ضرب دیا جائے تو توانائی حاصل ہوگی۔ آئن اسٹائن سے پہلے بھی لوگ روشنی کی رفتار، کمیت اور توانائی کے بارے میں جانتے تھے لیکن آئن اسٹائن کی عظمت یہ ہے کہ اس نے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی اس سچائی کو ترتیب دے کر ایک بڑی سچائی اور سائنٹیفک نظریے کو بے نقاب کردیا۔ میر تقی میرؔ نے کہا تھا۔

سرسری تم جہان سے گزرے
ورنہ ہر جا، جہانِ دیگر تھا

ایم کیو ایم کے قائد جناب الطاف حسین بھی اہلِ بصیرت کی اِسی صف میں شامل ہیں اور اِن کے یہ فکر انگیز لیکچرز ان کے سیاسی نظریات میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دنیا میں جب سے انسان نے تہذیب کے دائرے میں قدم رکھا ہے ہر زمانے میں ظلم کے خلاف لڑنے والی تحریکیں جنم لیتی رہی ہیں اور ظالم و جابر طاقتوں نے ان تحریکوں کو کچلنے کے لیے سوچی سمجھی حکمت عملی کے تحت کم و بیش ایک ہی جیسے ہتھکنڈے استعمال کیے ہیں۔ یہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے لیکن جناب الطاف حسین نے ان بکھرے ہوئے حقائق کو ایک ترتیب دے کر اس سے ایک حقیقت پسندانہ اور سائنٹیفک نظریے کو اخذ کیا ہے جسے ظالم و جابر قوتوں یا اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمت عملی کا نام دیا گیا ہے۔ جناب الطاف حسین کے یہ

لیکچرز صرف ایم کیو ایم یا مہاجروں کے لیے ہی نہیں بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی لوگ ظلم کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں اور آنے والے وقتوں میں کریں گے اُن کے لیے مشعل راہ ہے، اسے پڑھ کر انہیں ظالم و جابر طاقتوں کی اس حکمت عملی کے تمام پہلوؤں کا علم ہوگا اور جب علم ہو جائے گا تو وہ اس کے مقابلے کیلئے اپنا لائحہ عمل بہتر طور پر تیار کر سکیں گے۔

جناب الطاف حسین نے اِن تاریخی لیکچرز میں ظالم و جابر قوتوں کی حکمت عملی کے وہ تمام مراحل ترتیب وار بیان کیے ہیں جن کا ظلم کے خلاف لڑنے والوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سب سے پہلے ان کا آئسولیشن کیا جاتا ہے اور نہ صرف لیڈر شپ اور تحریک کے افراد کو آئسولیٹ کیا جاتا ہے بلکہ اُن کے پیروکاروں، حتیٰ کہ پوری کمیونٹی کو بھی آئسولیٹ کر دیا جاتا ہے۔ پھر کرمنلائزیشن کا مرحلہ آتا ہے۔ جن لوگوں کو آئسولیٹ کیا جاتا ہے انہیں مجرم بنا کر پیش کیا جاتا ہے، ان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جاتا ہے، ان پر مجرم کا لیبل لگایا جاتا ہے اور مجرم کا لیبل لگا کر ان پر بے پناہ ریاستی مظالم ڈھائے جاتے ہیں، ان کا قتل عام کیا جاتا ہے، ان کی نسل کشی کی جاتی ہے اور ان کا جینا دوبھر کر دیا جاتا ہے۔ اس سے نہ صرف آئسولیشن کا عمل مزید پختہ ہوتا ہے بلکہ مسلسل ریاستی مظالم کی وجہ سے سہ جہتی حکمت عملی کا تیسرا مرحلہ، تیسرا فیز " ڈی مورالائزیشن" بھی شروع ہو جاتا ہے۔

ظالم و جابر قوتیں ہمیشہ صاحبِ اقتدار اور وسائل سے مالا مال ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کے خلاف چلنے والی تحریکیں ہمیشہ طویل اور صبر آزما ہوتی ہیں۔ منزل کا حصول فوری طور پر کہیں نظر نہیں آتا، جدوجہد کا اختتام دور دور تک نظر نہیں آتا اور جب طویل عرصے تک مظالم کے ساتھ ساتھ آئسولیشن اور کرمنلائزیشن سے گزرنا پڑتا ہے تو لوگوں کی امیدیں دم توڑنے لگتی ہیں اور اکثریت ڈی مورالائزیشن کا شکار ہو جاتی ہے لیکن جن لوگوں کو اپنے نظریے، مشن و مقصد، منزل اور رہنما پر کامل یقین ہوتا ہے ان کی امید نہیں ٹوٹتی۔ ان کا یقین ان کی امید کو زندہ رکھتا ہے۔ وہ نہ صرف خود ڈی مورالائز نہیں ہوتے بلکہ اپنی قوم کو

ڈی مورالائزیشن سے نکالنے کے لیے عملی اقدامات بھی کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یقین کامل رکھنے والے ان افراد کی بدولت نہ صرف قوم ڈی مورالائزیشن سے باہر نکل آتی ہے بلکہ نئے عزم سے جدوجہد کرتی ہے اور بالآخر منزل پر پہنچ جاتی ہے۔

بعض اوقات یہ عمل بار بار بھی ہوتا ہے۔ یعنی جب یقین کامل رکھنے والے افراد اپنی قوم کو ڈی مورالائزیشن سے نکالنے کیلئے عملی اقدامات کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں قوم ڈی مورالائزیشن سے باہر آنے لگتی ہے تو ظالم و جابر قوتیں مظالم کے ساتھ ساتھ آئسولیشن اور کرمنلائزیشن کے عمل کو پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ کرنے لگتی ہیں اور قوم پھر ڈی مورالائزیشن کی طرف جانے لگتی ہے لیکن یقینِ کامل رکھنے والے افراد ہمت نہیں ہارتے بلکہ قوم کو ڈی مورالائزیشن سے نکالنے کے لیے عملی اقدامات کرتے ہیں۔ جس طرح ڈی مورالائزیشن سے ڈی مورالائزیشن اور کم ہمتی سے کم ہمتی جنم لیتی ہے اسی طرح بہادری سے بہادری اور یقین سے یقین جنم لیتا ہے اور یقین کامل رکھنے والے افراد کی جدوجہد سے قوم ڈی مورالائزیشن سے باہر نکل کر نئے حوصلے سے جدوجہد کرتی ہے لیکن اگر تحریک کے تمام ہی لوگ ڈی مورالائزیشن میں چلے جائیں تو پھر ایسی تحریک اور قوم تباہ ہو جاتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے ظلم کے خلاف جدوجہد کرنے والی تحریکوں کے جو نظریاتی کارکنان ہوتے ہیں انہیں کسی بھی صورت میں ڈی مورالائز نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنے یقین کو ہر لمحہ زندہ و تابندہ رکھنا چاہئے، اپنے نظریے، رہنما اور منزل پر کامل یقین رکھنا چاہیے اور یہ یقین پختہ ہونا چاہیے کہ بالآخر فتح ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے کیونکہ یقین کائنات کی عظیم طاقت ہے اور اگر یہ طاقت ہمارے پاس ہے تو ہم ہر ظالمانہ و جابرانہ طاقت کا کامیابی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یقین کے بغیر وسائل کی دولت بھی کارآمد نہیں ہوتی، کامل یقین کے بغیر کوئی بھی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی لہٰذا منزل کے حصول کے لئے کامل یقین کا ہونا لازمی امر ہے۔

ڈاکٹر عمران فاروق

کنوینر، رابطہ کمیٹی (متحدہ قومی موومنٹ)

دیباچہ

کوئی بھی ایسی تحریک، جماعت یا قوم جو اپنے غصب شدہ حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کررہی ہو اس کا سچا اور صحیح معنوں میں لیڈر یا رہبر وہی ہوتا ہے جو نہ صرف اپنی قوم کے مسائل کا پوری طرح ادراک رکھتا ہو بلکہ استحصالی طبقے کی جانب سے اپنی تحریک اور قوم کے خلاف کسی بھی سطح پر اور کسی بھی شکل میں کی جانے والی سازشوں یا منصوبوں سے آگاہی رکھتا ہو، جو بصارت ہی نہیں بلکہ سیاسی بصیرت بھی رکھتا ہو اور جو حقوق کی جدوجہد میں نہ صرف قوم کی رہنمائی کرتا ہو بلکہ ہر موڑ پر اپنی تحریک کے کارکنان اور قوم کو تلخ حقائق اور آنے والے خطرات سے آگاہ بھی رکھتا ہو، جو اپنے قافلے میں شامل افراد کو سفر کی صعوبتوں، مشکلوں، اذیتوں، پریشانیوں اور درپیش نشیب و فراز اور پرپیچ راستوں سے باخبر رکھتا ہو اور انہیں کڑی مسافتوں کا سامنا کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کرتا ہو کیونکہ منزل کا حصول اسی صورت میں ممکن ہوتا ہے۔

جناب الطاف حسین بھی ان رہبروں اور رہنماؤں میں سے ایک ہیں جنہوں نے مظلوم عوام کے غصب شدہ حقوق کے حصول اور ان کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں کی جانے والی ناانصافیوں اور زیادتیوں کے خلاف نہ صرف ہر سطح پر آواز اٹھائی بلکہ تحریک اور قوم کے خلاف استحصالی قوتوں کی جانب سے کی جانے والی سازشوں کو ہر مرتبہ اپنی سیاسی بصیرت کے ذریعے وقت سے پہلے بے نقاب کیا۔ انہوں نے کبھی بھی اپنے کارکنوں اور عوام کو سبز باغ نہیں دکھائے بلکہ ایک سچے رہنما کی حیثیت سے انہیں ہمیشہ آنے والے حالات کی سنگینیوں اور خطرات سے باخبر رکھا، انہیں استحصالی قوتوں کی سازشوں سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی ان میں مصائب و مشکلات اور نامساعد حالات کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ بھی پیدا کیا۔

زیر نظر کتاب قائد تحریک جناب الطاف حسین کے اُن فکر انگیز لیکچرز پر مبنی ہے جس میں انہوں نے مہاجروں اور ایم کیوایم کے خلاف اسٹیبلشمنٹ کی گھناؤنی

سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) کو بے نقاب کیا ہے جس کے تحت مہاجروں اوراُن کی نمائندہ جماعت ایم کیوایم کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے پاکستان بھر میں خصوصاً کراچی اور سندھ کے دیگر شہروں میں بھیانک ریاستی آپریشن جاری ہے۔ جناب الطاف حسین نےاِن تاریخی اور فکر انگیز لیکچرز کا آغاز 9دسمبر 1998ء کوایم کیوایم کے انٹرنیشنل سیکریٹریٹ لندن میں کیا جس میں ایم کیوایم لندن یونٹ کے کارکنان کے علاوہ مقامی صحافیوں، کالم نگاروں، دانشوروں، ادیبوں، پروفیسروں اورسیاسی تجزیہ نگاروں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے بھی اِن طویل اور تاریخی نشستوں میں شرکت کرنے اور جناب الطاف حسین کےاِن تاریخی لیکچرز کو سننے کا شرف حاصل ہوا۔ اس سے بڑھ کر میرے لیے اعزاز کی بات یہ ہے کہ قائد تحریک جناب الطاف حسین نے اپنے اس اہم اور طویل لیکچر کو مرتب کرنے کا فریضہ مجھ ناچیز کو سونپا۔ اگرچہ یہ میرے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا لیکن قائد تحریک جناب الطاف حسین نے جو قوم کے رہبر ہی نہیں بلکہ قلم کاری میں میرے استادِ محترم بھی ہیں، اس معاملے میں میری بھر پور رہنمائی فرمائی۔ اِن کی شفقت ورہنمائی میں چھ روز کی مسلسل محنت کے بعداِن طویل لیکچرز کا خلاصہ تیار ہوا جو کمپوزنگ کے پندرہ صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ خلاصہ ایک خبر کی شکل میں 15 دسمبر 1998ء کو اخبارات کو جاری کیا گیا جو 16، دسمبر 98ء کو شائع ہوا۔ یہ خلاصہ اردو اور انگریزی میں کتابچے کی شکل میں بھی شائع کرایا گیا۔ میں یہاں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اخبارات میں اِن لیکچرز کے خلاصے کی اشاعت کے بعد بھی مختلف اوقات میں سہ جہتی حکمتِ عملی کے موضوع پر جناب الطاف حسین کے کئی لیکچرز ہوئے۔ اس کے بعد اِن تاریخی لیکچرز کو مکمل طور پر ایک کتاب کی شکل میں ترتیب دینے کا مرحلہ آیا جس میں کئی ماہ کا عرصہ لگا اور اب یہ تاریخی لیکچرز کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور اسی قسم کے کئی تکنیکی مراحل سے گزرنے کے بعد ایک کتاب کی صورت میں موجود ہیں۔ شعبہ اطلاعات کے وہ ساتھی بھی یقیناً خراجِ تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے اِن تاریخی لیکچرز کی تیاری، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور اس کو کتابی شکل میں ترتیب دینے میں بھر پور معاونت کی۔

ہو سکتا ہے کہ بعض قارئین کو زیرِ نظر کتاب میں درج بہت سے واقعات یا باتوں کو پڑھ کر

کنفیوژن ہو کیونکہ یہ لیکچرز اس وقت دیے گئے تھے جب ملک پر میاں نواز شریف کی حکومت تھی اور اب جبکہ یہ کتاب شائع ہونے جارہی ہے تو ملک کے سیاسی منظر میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ لہٰذا اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ یہ لیکچرز 1998ء کے اواخر میں اس وقت کے تناظر میں دیے گئے تھے۔ یہ کتاب کیونکہ قائد تحریک جناب الطاف حسین کے لیکچرز پر مشتمل ہے اس لئے قارئین کو اس میں بعض جگہ خطابیہ انداز بھی نظر آئے گا جسے شاید تحریری خامی قرار دیا جائے۔ چنانچہ ہم وضاحت کردیں کہ کہیں کہیں خطابیہ انداز برقرار رکھنے کا مقصد صرف یہی تھا کہ لیکچرز میں جو بات کہی گئی ہے اس کی روح برقرار رہے۔

اپنے ان فکر انگیز لیکچرز میں جناب الطاف حسین نے اسٹیبلشمنٹ کی مہاجر کش پالیسی کے مختلف پہلوؤں اور انکے پس پردہ مقاصد کو دلائل، منطق اور شواہد کی روشنی میں جس تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اسے اسٹیبلشمنٹ کی ایم کیو ایم کرش پالیسی کا "پوسٹ مارٹم" کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آج مہاجروں اور غریب و متوسط طبقے کے حقوق کے حصول کی جدوجہد کرنے والی جماعت ایم کیو ایم کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے جو بھیانک ریاستی آپریشن جاری ہے اس کے پیش نظر ایم کیو ایم کے تمام کارکنوں اور ہمدردوں کو جناب الطاف حسین کے ان لیکچرز کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ موجودہ حالات کے پس منظر اور پیش منظر، اسٹیبلشمنٹ کی سازشوں اور منصوبوں کو بخوبی سمجھا جاسکے اور کڑی مسافتوں کو طے کرنے کیلئے خود کو ذہنی طور پر تیار کیا جاسکے۔ سچائی جاننے والے وہ تمام صحافی، دانشور، ادیب، شاعر، کالم نگار، اساتذہ خصوصاً پولیٹیکل سائنس کے پروفیسر حضرات اور طلبہ و طالبات جو اس کتاب کا مطالعہ کریں گے وہ بھی اس بات سے متفق ہوں گے کہ یہ لیکچرز سچائی پر یقین رکھنے والے اور سچائی کی تلاش میں سرگرداں ہر فرد کے لیے غور و فکر کے دروازے کھولتے ہیں۔ جناب الطاف حسین کے یہ فکر انگیز لیکچرز صرف مہاجروں ہی کے لیے نہیں بلکہ ہر انقلابی کے لیے...... ہر اس شخص کے لیے جو ظلم کے خلاف کمربستہ ہے ......ان تمام مظلوموں کے لیے جو اپنے حقوق کا حصول چاہتے ہیں...... جو غلامی کی ذلت آمیز زندگی سے نفرت کرتے ہیں...... جو اپنی آئندہ نسلوں کے لئے باعزت زندگی کا حصول چاہتے ہیں، ان کے

لیے نہ صرف مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ صبر آزما، کٹھن اور اعصاب شکن حالات میں بھی جدوجہد جاری رکھنے کا عزم و حوصلہ اور نئی توانائی فراہم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام تر مصائب و مشکلات اور آزمائشوں کے باوجود حق پرستی کے اس سنگلاخ راستے پر چلتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ (آمین)

مصطفیٰ عزیز آبادی

انچارج شعبہ اطلاعات

(ایم کیو ایم انٹرنیشنل سیکریٹریٹ)

حرفِ ندا

جسے اللہ تعالیٰ حق پرستی کے لیے منتخب کرتا ہے، اُسے مظالم فنا نہیں کرسکتے اس لیے کہ سازشی آندھیاں پھولوں کو تو فنا کرسکتی ہیں مگر بیجوں کو نہیں..... جب تک بیج رہے گا پھول کھلتے رہیں گے..... اخوت کے پھول، پیار کے پھول، محبت کے پھول، سچائی کے پھول، اچھائی کے پھول، فکر کے پھول، شعور کے پھول..... بس ضرورت ہے ان پھولوں کو چننے والوں کی، وہ ایک بیج، تو پوری قوم کے لیے پھول کھلا رہا ہے..... کبھی زورِ خطابت سے، کبھی اپنی فصاحت سے، کبھی ذہانت سے، کبھی فطانت سے، کبھی جوش سے، ہمیشہ ہوش سے..... بس! ستم یہ ہے کہ جو غلاظت و تعفن کے ماحول کے عادی ہو جاتے ہیں اُنہیں پھولوں کی مہک اچھی نہیں لگتی، وہ چاہتے ہیں کہ یہ بیج ہی ختم ہو جائے تاکہ اس روز روز کی مہک سے جان چھوٹے، مگر میں عرض کرچکا ہوں گو کہ تکرار ہے مگر تمام "بوالہوسیوں" کی خدمت میں پھر عرض کرنا چاہوں گا کہ "اللہ اُسے منتخب کرچکا ہے"..... بہتر ہے کہ آپ سنبھل جایئے، اس کی باتوں کو بہت جایئے بلکہ تمام جایئے اور اب تو اس نے آپ کا کچا چٹھا کھول کر دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے..... آپ کے "آفاقی طریقۂ واردات" سے سب کو باخبر کردیا ہے، یہ کتاب آپ کے "سیاہ کارناموں" کی چیختی چنگھاڑتی تصویر ہے، آپ کے چہروں کی رونمائی اور آپ سے آشنائی اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی، آپ کی سہ جہتی حکمتِ عملی سے ہم صریحاً ناواقف تھے ..... ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا مگر جو انسان ہی نہیں ہیں اُنہیں منافقت کی مٹی میں لتھڑ کے بنایا..... کتاب پڑھی تو معلوم ہوا کہ اس لتھڑے وجود کا نام "اسٹیبلشمنٹ" ہے..... بہر کیف، میں اور پوری قوم اس کتاب کو پڑھنے کے بعد وہ پھول چن چکی ہے جو لیکچرز کے دوران محفل میں بکھر گئے..... اب آئسولیٹ ہونے کی باری آپ کی ہے، کرمنلائزیشن (انسانی تاریخ میں یہ اصطلاح متعدد معنوں کے ساتھ پہلی بار استعمال ہوئی، مورخ آنے والے وقتوں میں اسے الطاف حسین کا عظیم کارنامہ قرار دے گا) کے عمل سے اب آپ گذریں گے اور ڈی مورالائز اب آپ کا نصیب ہے..... یہ کتاب پڑھنے کے بعد گھبراہٹ آپ پر غالب آرہی ہے، جھنجھلاہٹ آپ پر طاری ہورہی ہے، غصے میں مٹھیاں بھنچ رہے ہیں، سانس، عالمِ وحشت میں زور زور سے کھینچ رہے ہیں کیونکہ انجام اب آپ کے سامنے ہے، مہاجر قوم کے متفقہ قائد نے بھری بزم میں راز کی بات جو کہہ دی..... یہ کتاب، مہاجر قوم کا آئین ہے، میں آنے والے وقت میں اسے نصاب کا حصہ دیکھ رہا ہوں اور وہ وقت بہت قریب ہے..... پھول چننے والے مونہہ میں کنکر دبانے والی ابابیلیں کب بن جائیں یہ میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بے شک جو میرا خدا جانتا ہے وہ کوئی نہیں جانتا لیکن کُلیہ یہ ہے کہ قوم کا ارادہ خدا کا ارادہ ہوتا ہے اور قوم کا ارادہ بلکہ وعدہ ہے کہ "ہاتھوں میں ہوگی یہی کتاب..... ہاں اسی کے صفحوں سے جنم لے گا انقلاب"۔

ڈاکٹر عامر لیاقت حسین

پہلا باب

اسٹیبلشمنٹ

The Establishment

اسٹیبلشمنٹ کیا ہوتی ہے ؟

(What is the Establishment ?)

چند اہم باتیں اور چند اہم ضروری نکات ایسے ہوتے ہیں جنہیں ان لوگوں کو ضرور جاننا چاہیے جو کسی تحریک ، مشن اور مقصد کے حصول کی جدوجہد کر رہے ہوں تاکہ وہ ان باتوں کو جاننے کے بعد ان سے دنیا کو آگاہ کر سکیں، ساتھیوں کو آگاہ کر سکیں اور اپنے عزیز واقارب، دوست احباب اور رشتے داروں کو آگاہ کر سکیں۔

دنیا بھر میں کسی مشن اور مقصد کے لیے چلائی جانے والی تحریکوں یا حقوق کے حصول کی تحریکوں کو کچلنے کے لیے استحصالی قوتوں کی جانب سے کچھ مسلمہ طریقے استعمال ہوتے چلے آئے ہیں مثلاً جبر و تشدد کا عمل، خرید و فروخت کا عمل ۔ یہ وہ مستند اور جانے پہچانے ہتھکنڈے اور حربے ہیں جو بڑی حکمراں طاقتیں یا بڑی قوتیں ان لوگوں کے خلاف ہمیشہ سے استعمال کرتی آئی ہیں جو کسی ظالمانہ نظام، کسی ظالم حکومت یا کسی طاقت کی بالادستی (Supremacy) کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں۔

بالادستی کا مطلب یہ ہے کہ طاقت کے بل پر اپنی حاکمیت قائم کرنا اور طاقت کے بل پر نہ صرف اپنے ملک بلکہ اردگرد کے ممالک کو بھی اپنے زیر اثر لانا۔ بالادستی کے اس عمل میں عمومی طور پر ایک طرف طاقت کا استعمال ہوتا ہے، جبر و ستم کیا جاتا ہے اور دوسری طرف خرید و فروخت کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ انسانی تاریخ جبر و ستم اور خرید و فروخت کے اس عمل سے بھری پڑی ہے۔ یہاں ہم برطانیہ کے اس اقتدار کا جائزہ لیتے ہیں جو اس نے آدھی سے زیادہ دنیا پر قبضہ کر کے قائم کیا تھا اور جس کے تحت برطانیہ میں بیٹھ کر مقبوضہ علاقوں یعنی کالونیوں کو چلایا جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ آدھی سے زیادہ دنیا کو کنٹرول کرنے کے لیے برطانیہ کو اپنی کالونیوں میں بھاری افرادی قوت کی ضرورت پیش آتی یا اگر برطانیہ نہیں کوئی اور ملک ہوتا اور وہ آدھی سے زیادہ دنیا پر قابض ہو جاتا تو اس کو بھی اپنی بنائی گئی کالونیوں (Colonies) پر اپنا راج، اپنا نظام قائم کرنے اور انہیں اپنے ملک کے زیر انتظام

چلانے کے لیے بھاری نفری کی ضرورت ہوتی۔ برطانیہ کی آبادی اتنی نہیں ہے کہ وہ آدھی سے زیادہ دنیا پر جہاں وہ قابض ہوا سے چلانے کے لیے اپنے ملک سے نفری فراہم کر سکے یعنی اپنے لوگ فراہم کر سکے اسی لیے اُس نے جہاں جہاں کالونیاں بنائیں اور جن جن ممالک پر قبضے کئے ان ممالک پر اپنا قبضہ قائم رکھنے اور وہاں اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لیے اُن تمام لوگوں کو جو مخالفت میں سامنے آئے اور جنہوں نے جنگ کی، انہیں اپنی عسکری برتری کی بنیاد پر ختم کر ڈالا اور باقی ماندہ سے ہتھیار ڈلوا کر نہ صرف یہ کہ انکی جاں بخشی کی بلکہ انہیں پیشکشیں کر کے اور مراعات دے کر وہاں کے اہم لوگوں میں شامل کر کے اُن ہی کے ذریعے انتظام حکومت چلایا۔

اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے استعمال کیے جانے والے یہ حربے کوئی نئے نہیں ہیں بلکہ عموی طور پر یہی حربے استعمال کیے جاتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ ازل سے آج تک جاری ہے۔ ان مسلمہ ہتھکنڈوں اور حربوں کو استعمال کر کے کوئی بھی حکومت اور کوئی بھی طاقت خواہ وہ آمریت کی شکل میں ہو، بادشاہت کی شکل میں ہو یا کسی بھی شکل میں ہو وہ ہمیشہ ایک ہی کوشش کرتی ہے کہ جو ہو رہا ہے، جیسا چل رہا ہے اسے ویسا ہی ہونے دیا جائے، اسے ویسا ہی چلنے دیا جائے اسے عرف عام میں "اسٹیٹس کو" (Status Quo) بھی کہا جاتا ہے یعنی بس جو ہے جیسا ہے ویسا ہی رہے۔ پہلے زمانے میں جو بادشاہ حکومت کرتے تھے انکی ریاست کی تمام تر طاقت چند افراد کے ہاتھوں میں ہوتی تھی۔ اب آمرانہ حکومت ہو یا بادشاہت ہو ظاہر ہے کہ نہ تو کوئی حکومت یا حکمران، نہ ہی کوئی بادشاہ یا آمر وقت از خود ایک ایک معاملہ دیکھتا ہے اور نہ ہی پورا انتظام حکومت چلاتا ہے، وہ فرد واحد کی حیثیت سے حکم تو دے سکتا ہے لیکن اس کی تکمیل نہیں کر سکتا للہٰذا اس کے حکم کی بجا آوری کے لیے، اس کی خواہشات و ہدایات کی تکمیل کے لیے اس بادشاہ کے وزیر ہوتے ہیں، معاونین ہوتے ہیں اور اہلکار ہوتے ہیں۔ آج کے اس جدید دور میں خاص طور پر جمہوری ممالک میں ایک پورا ادارہ ہوتا ہے جو کاروبار حکومت یا انتظام حکومت چلاتا ہے جسے " اسٹیبلشمنٹ " (ESTABLISHMENT) کہتے ہیں۔ اسٹیبلشمنٹ کئی اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے بنیادی اور کلیدی اجزاء یہ ہوتے ہیں :

(1) سول اینڈ ملٹری بیوروکریسی
(2) سول اینڈ ملٹری انٹیلی جینس ایجنسیز۔
(3) سول و ملٹری بیوروکریسی اور ایجنسیوں کے علاوہ مقتدر طبقے (Ruling Elite) اور بااثر افراد (Influential People) بھی اسٹیبلشمنٹ کا حصہ ہوتے ہیں۔

موجودہ دور میں اسٹیبلشمنٹ کا کردار

(Role of the Establishment in Present Times)

موجودہ دور میں اگر ہم پاکستان سمیت دنیا کے مختلف ممالک کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ تقریباً تمام ممالک میں عمومی طور پر تمام تر طاقت اور اختیارات اسٹیبلشمنٹ کو ہی حاصل ہیں حتیٰ کہ حال اور مستقبل کی پالیسیاں تشکیل دینے اور منصوبہ بندی کرنے کا اختیار بھی اسٹیبلشمنٹ کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ جمہوری ممالک میں صدر یا وزیراعظم اتنے طاقتور نہیں ہوتے، حکومت اتنی طاقتور نہیں ہوتی جتنی طاقتور یہ اسٹیبلشمنٹ ہوتی ہے۔ بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے کہ منتخب حکومت زیادہ طاقتور ہے لیکن عملاً ایسا نہیں ہو تا بلکہ عمومی طور پر دوررس اور طویل المیعاد پالیسیاں اسٹیبلشمنٹ ہی بناتی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ کی تشکیل کردہ ان پالیسیوں کو منتخب حکومت بھی تبدیل نہیں کرسکتی البتہ کوئی حکومت اگر بہت زیادہ طاقتور ہو تو کچھ عرصے کے لیے ان پالیسیوں پر عمل درآمد روک تو سکتی ہے مگر ان پالیسیوں کو یکسر تبدیل یا ختم نہیں کرسکتی۔

اگر ہم امریکہ، برطانیہ، جرمنی یا فرانس کی مثال لیں اور لیبیا، ایران، کمبوڈیا، عراق، مڈل ایسٹ یا ایشیاء کے متعلق امریکہ و مغربی ممالک کی خارجہ پالیسیوں کا جائزہ لیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ صدر آتے رہے ہیں، صدر جاتے رہے ہیں، وزرائے اعظم تبدیل ہوتے رہے ہیں، حکومتیں بدلتی رہی ہیں لیکن خارجی امور کے بارے میں ان ممالک کی بنیادی پالیسیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اسی طرح ہم سنتے ہیں کہ فلاں فلاں ملک میں فلاں فلاں پارٹی کی حکومت آئے گی تو وہ پاکستان کے لیے

زیادہ بہتر ہوگی۔ فلاں فلاں حکومت آئے گی تو وہ پاکستان کے لئے ذرا سخت ہوگی لیکن آپ دیکھیے کہ ان ممالک میں صدر، وزرائے اعظم یا بر سر اقتدار پارٹیاں ضرور تبدیل ہوتی رہی ہیں مگر کسی خطے یا ریجن (Region) کے بارے میں یا کسی ملک کے بارے میں اسٹیٹ کی بنیادی پالیسی عموماً ویسی ہی رہتی ہے اور اس میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آتی۔ طاقتیں خواہ وہ سپر پاورز کی شکل میں ہوں، بادشاہت کی شکل میں ہوں، آمریت کی شکل میں ہوں یا جمہوری حکومت کی شکل میں ہوں، عموماً وہ بہت سارے معاملات میں اور اہم معاملات میں پرانی پالیسیوں کو نہ صرف یہ کہ جاری رکھتی ہیں بلکہ ان پالیسیوں کے نتائج جب مثبت اور سود مند نہیں ہوتے تو ان سابقہ پالیسیوں میں مزید شدت لائی جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں حالات مزید خراب ہوتے ہیں، مزید ناسازگار ہوتے ہیں اور ایک طویل عرصے کے بعد جب ایک ایج گروپ (Age Group) اسٹیبلشمنٹ سے نکل جاتا ہے اور دوسرا ایج گروپ (Age Group) اس کی جگہ آتا ہے تو وہ یا تو سابقہ پالیسیوں کو جاری رکھتا ہے یا پھر وہ نیا ایج گروپ (Age Group) سوچتا ہے کہ "اتنے سال اتنی دہائیاں ہم نے فلاں فلاں مسئلے پہ لگادی ہیں، ہم ضد پر اڑے رہے لیکن کیا نتیجہ نکلا اور فلاں فلاں چیز جس کو ہم ختم کرنا چاہتے تھے، جس کو ہم مٹانا چاہتے تھے وہ ختم نہیں ہو سکی، نہیں مٹ سکی اس لئے اب اس سے کوئی دوسرا معاملہ کرنا پڑے گا "۔ اس طرح کسی خطے، کسی ملک یا ملک کے کسی حصے کے بارے میں اس اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی میں تبدیلی واقع ہوتی ہے جس کے نتیجے میں سمجھوتے (Settlement) ہوتے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ کسی ملک یا علاقے کے جو لوگ اسٹیبلشمنٹ کی کسی پالیسی سے، کسی جابرانہ عمل یا ایکٹ (Act) یا (Action) سے براہ راست متاثر ہوتے ہیں ان کے ذہنوں میں یہ سوالات زیادہ ابھرتے ہیں کہ "یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟...... کب تک ......؟ آخر کب تک......؟" مثال کے طور پر ساؤتھ افریقا کی سیاہ فام اکثریت کی مثال لے لیجیے، فلسطین کی مثال لے لیجیے، کشمیر کی مثال لے لیجیے آج 50 سال ہوگئے ہیں ابھی تک کوئی سمجھوتا (Settlement) نہیں ہوسکا، کوئی حل نہیں نکل سکا لہٰذا کشمیر کے جو عوام گذشتہ پچاس برسوں

سے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں وہ یقیناً یہ سوالات کرتے ہوں گے اور ان کے ہاں ایسے سوالات زیادہ جنم لیتے ہوں گے کہ "بھئی کشمیر کا مسئلہ کب حل ہوگا؟ آخر کب کشمیریوں کو ان کے حقوق ملیں گے؟"لیکن جو کشمیر میں رہ نہیں رہا، جو ان حالات سے براہ راست متاثر نہیں ہو رہا اور جو ان حالات کا نشانہ نہیں بن رہا جو اس وقت کشمیر اور کشمیر کے عوام کو درپیش ہیں، وہ یقیناً دور بیٹھ کر اپنی رائے یا خیال ظاہر کر سکتا ہے اور کشمیریوں سے اظہار ہمدردی تو کر سکتا ہے مگر اس کے ذہن میں کشمیر کے مستقبل کے بارے میں ویسے سوالات پیدا نہیں ہو سکتے جو کشمیر میں رہنے والے کشمیری عوام کے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں یا ہوتے ہوں گے۔ اسی طرح ساؤتھ افریقا کی اگر مثال لیں تو سیاہ فام اکثریت کی جو زندگی تھی، ان کے ساتھ سفید فام اقلیت کا جو سلوک (Treat-ment) تھا، جس طرح ان کے حقوق غصب کئے گئے تھے، انکے لیڈر نیلسن مینڈیلا کو 27 برس تک جیل میں قید کیا گیا تھا اور برسوں تحریک چلی تھی تو دور بیٹھ کر دیکھنے والا ان سے اظہار ہمدردی تو کر سکتا تھا لیکن ساؤتھ افریقا کے عوام جو بھگت رہے تھے ان کے ذہنوں میں جو سوالات پیدا ہوتے ہوں گے کہ آخر ہمیں کب حقوق ملیں گے، ہمارا مسئلہ کب حل ہوگا؟ اتنی شدت سے یہ احساسات اور سوالات دور بیٹھنے والے کے ذہن میں پیدا نہیں ہوتے ہوں گے۔

اسی طرح ہمارے ہاں بھی یہ سوال بڑا عام ہے کہ "ہمارا مسئلہ کب حل ہوگا؟ آخر یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا؟ آخر مہاجروں کو ان کے حقوق کب ملیں گے؟ اور مسائل کب حل ہوں گے؟۔" سرحد کے رہنے والوں کو کراچی میں ہونے والے واقعات پر ہمدردی تو ہو سکتی ہے لیکن ان کے ذہنوں میں یہ سوالات نہیں آئیں گے کہ آخر مہاجروں کا مسئلہ کب حل ہوگا اور مہاجروں کو ان کے حقوق کب ملیں گے؟۔ یہ سوالات تو اُن ہی لوگوں کے ذہنوں میں آئیں گے جو براہ راست متاثر ہو رہے ہیں۔ نامساعد حالات و مشکلات کا براہ راست سامنا کرنے والوں کے ذہنوں میں اس قسم کے سوالات کا پیدا ہونا فطری بات ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عمومی طور پر کسی بھی علاقے کے کسی مسئلے کے حل میں اصل رکاوٹ وہاں کی اسٹیبلشمنٹ ہی ہوتی ہے کیونکہ اسٹیبلشمنٹ ہمیشہ اس بات کی پوری کوشش کرتی ہے کہ "اسٹیٹس کو" برقرار رکھا جائے اور جس

مسئلے کے بارے میں اس نے جو پالیسی یا اسٹرٹیجی (Strategy) بنا رکھی ہے وہ کسی بھی طرح سے کامیاب ہو۔ اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی نہ تو راتوں رات بنتی ہے اور نہ ہی راتوں رات تبدیل ہوتی ہے البتہ اگر کوئی قدرتی حادثہ یا سانحہ رونما ہو جائے یا کرہ ارض پر کوئی حیران کن، خوشگوار یا افسوسناک تبدیلی واقع ہو جائے تو پالیسی راتوں رات بھی بدل سکتی ہے لیکن عمومی حالات میں اسٹیبلشمنٹ کی پالیسیاں اچانک (All of a sudden) نہیں بدلا کرتیں۔ مختلف ممالک کی ان مثالوں سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی ہے کہ ممالک کے صدور، وزرائے اعظم یا حکومتوں کے تبدیل ہونے سے عمومی طور پر ریاستی پالیسیاں تبدیل نہیں ہوتیں۔ اگر اس بات کی روشنی میں پاکستان کی مثال لیں تو آپ یہ دیکھیے کہ ایم کیو ایم کے خلاف 19 جون 1992ء کو ریاستی آپریشن فوجی آپریشن کی شکل میں شروع ہوتا ہے اس وقت میاں نواز شریف ملک کے وزیر اعظم تھے۔ 1993ء میں نواز شریف کی حکومت ختم ہو جاتی ہے اور عبوری حکومت آتی ہے لیکن آپریشن جاری رہتا ہے۔ 1993ء میں دوبارہ انتخابات ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں بے نظیر بھٹو اقتدار میں آتی ہیں لیکن ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن جاری رہتا ہے۔ 1996ء میں اُن کی حکومت بھی ختم ہو جاتی ہے اور پھر عبوری حکومت قائم ہوتی ہے لیکن آپریشن پھر بھی جاری رہتا ہے۔ فروری 1997ء میں انتخابات ہوتے ہیں پھر میاں نواز شریف برسر اقتدار آتے ہیں لیکن ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن جاری رہتا ہے۔ (۱ع) اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ منتخب حکومتیں اسٹیبلشمنٹ کی بنائی گئی پالیسیوں کو تبدیل کرنے کا اختیار نہیں رکھتیں یا یوں سمجھ لیجئے کہ اسٹیبلشمنٹ منتخب حکومتوں کی سوچ و فکر یا اس کی ایسی پالیسیوں کو جو اسٹیبلشمنٹ کی پالیسیوں سے متصادم ہوں، نہیں مانتی اور بالآخر ایک طرح سے منتخب حکومتیں اسٹیبلشمنٹ کے آگے بے بس نظر آتی ہیں۔

(۱ع): واضح رہے کہ زیرِ نظر کتاب میں پیش کئے جانے والے لیکچرز نواز شریف کی 1997ء میں قائم ہونے والی حکومت کے دوران دیے گئے تھے...... 12 اکتوبر 1999ء کو نواز شریف کی حکومت ختم ہو گئی اور فوج نے اقتدار سنبھال لیا لیکن ایم کیو ایم کے خلاف بالخصوص اور مہاجر عوام کے خلاف بالعموم جو ریاستی آپریشن جاری تھا وہ نواز شریف کی حکومت کے خاتمے اور فوج کے برسر اقتدار آنے کے بعد بھی آج تک اسی طرح جاری ہے۔

اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے مہاجروں اور ایم کیوایم کی مخالفت کے اسباب

(Reasons for opposition of Mohajirs and MQM by the Establishment)

پاکستان کے تمام دانشور، پروفیسرز خصوصاً پولیٹیکل سائنس کے اسکالرز، اساتذہ اور پولیٹیکل سائنس کے طلبا اس بات پر غور کریں کہ اسٹیبلشمنٹ نے پاکستان کے عوام اور ملکی و غیر ملکی میڈیا کے سامنے ایم کیوایم کی تصویر بھیانک انداز میں کیوں پیش کی؟ آخر ایسا کس پالیسی کے تحت کیا گیا اور اس کے کیا مقاصد تھے؟ اسٹیبلشمنٹ نے ایم کیوایم اور اسے سپورٹ کرنے والے عوام کے بارے میں جس انداز سے پالیسیاں تشکیل دیں اور ان کے بارے میں میڈیا اور ملک بھر کے عوام کو جو منفی تاثر دیا گیا اس سے ملک کے دیگر حصوں کے عوام میں ایم کیوایم کے خلاف نفرت پیدا ہوئی۔ بین الاقوامی میڈیا بھی ایم کیوایم کے بارے میں اسٹیبلشمنٹ کی انتہائی منفی اور من گھڑت رپورٹوں کے باعث ایم کیوایم کے بارے میں منفی سوچ رکھنے پر مجبور ہوا۔ اس طرح اسٹیبلشمنٹ نے بین الاقوامی سطح پر بھی ایم کیوایم کے امیج کو خراب کیا۔

آج میں پاکستان کے تمام عوام، دانشوروں، صحافیوں، وکلاء، شاعروں، ادیبوں، اساتذہ کرام، غرض یہ کہ زندگی کے ہر شعبے اور ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے اکابرین سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ایم کیوایم کے بارے میں کسی نتیجے پر پہنچنے سے قبل میری گزارشات پر ضرور غور فرمائیں اور ماضی میں اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے ایم کیوایم کی جو تصویر پیش کی جاتی رہی ہے اس کی بنیاد پر آپ کی جو فکر اور سوچ بنی ہے اس میں میری گزارشات کی روشنی میں اگر آپ کوئی مثبت تبدیلی کرنا چاہیں تو ضرور کیجئے۔ یہ میری آپ سے گزارش ہے لیکن میں اس نشست کے توسط سے ملک اور بیرونی ممالک میں مقیم اپنے ایک ایک پاکستانی کو، ایک ایک ہمدرد کو، ایک ایک فرد کو اس اسٹریٹجی سے جو ایم کیوایم کو ختم کرنے کے لیے بنائی گئی ہے، آگاہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ مہاجر و پاکستان کے

کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے اس کو وہ باآسانی سمجھ سکیں اور ایم کیو ایم کے مخالف عناصر جس انداز میں ایم کیو ایم پر لعن طعن کرتے ہیں، الزامات لگاتے ہیں اس کی وجہ سے ایم کیو ایم کے ہمدردوں و کارکنوں کے ذہنوں میں جو سوالات جنم لیتے ہیں ان سوالوں کے جوابات بھی انہیں مل سکیں۔

ایک بات پوری طرح واضح ہے کہ اسٹیبلشمنٹ نے جو حکمت عملی بنائی ہے اس کا بنیادی مقصد مہاجروں اور اُن کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو ختم کرنا ہے۔

To eliminate Mohajirs and their sole representative political party, the MQM.

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ نے مہاجروں اور ایم کیو ایم کو ختم کرنے کے لیے مہاجر کش پالیسیاں کیوں بنائیں؟ آخر اس کے اسباب کیا ہیں؟ غور کیا جائے تو اس کے اسباب بہت طویل ہیں۔ مختصراً یہ کہ مہاجر پاکستان میں وہ کمیونٹی ہے، وہ طبقۂ آبادی ہے جو پاکستان میں رائج جاگیردارانہ نظام کی زنجیروں سے برسوں پہلے آزاد ہو چکا ہے۔ مہاجروں کی صفوں میں کوئی جاگیردار نہیں، نہ وہ فیوڈل نظام کے تحت جیتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی وڈیرے، جاگیردار یا سردار کے غلام ہیں بلکہ وہ اپنی مرضی سے زندگی گزارتے ہیں، مہاجروں میں سیاسی شعور بھی زیادہ ہے اور وہ اپنی سوچ و فکر میں آزاد ہیں جبکہ پاکستان کے باقی ماندہ عوام کی اکثریت جاگیرداروں، وڈیروں اور سرداروں کی سوچ و فکر کی تابع ہے اور اسے ماننے پر مجبور ہے۔ اس جاگیردارانہ نظام کی بنیاد پر پاکستان میں جاگیرداروں اور وڈیروں کا ایک ایسا ٹولہ بن گیا جو ہر دور میں اقتدار میں رہتا ہے، چاہے مارشل لاء کا دور ہو چاہے جمہوریت کے نام پر حکومتیں تشکیل پائیں، اقتدار میں یہی جاگیردار طبقہ شامل رہتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جاگیرداروں، وڈیروں اور سرداروں کے ان چند خاندانوں نے ایک خاندان کی شکل اختیار کر لی ہے اور ہر دور میں مختلف چھتریوں اور مختلف لیبلز تلے یہی خاندان حکومت کرتا آیا ہے اور یہی طبقہ پاکستان میں رائج فرسودہ جاگیردارانہ سیاسی نظام کا محافظ ہے۔ چونکہ مہاجر عوام جاگیردارانہ سماج سے تعلق نہیں رکھتے اس لیے حکمراں جاگیردار طبقے نے مہاجروں کے وجود کو ملک میں رائج فرسودہ جاگیردارانہ نظام کے لئے خطرہ تصور کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جاگیردار طبقے نے قیام

پاکستان کے فوری بعد سے ہی مہاجروں کے وجود کو مٹانے اور انہیں غلاموں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور کرنے کے لیے سازشیں شروع کردیں۔ جن کے تحت 1951ء میں ملک کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان کو شہید کردیا گیا۔ ملک کا دارالحکومت کراچی سے پنجاب منتقل کردیا گیا 1958ء کے مارشل لاء کے بعد بیوروکریسی سے بڑی تعداد میں مہاجروں کو جبراً ریٹائر کردیا گیا، البتہ ان مہاجروں کو نہیں نکالا گیا جو اپنے فن، اپنے علم اور اپنی صلاحیت کو فروخت کرتے رہے یا دوسرے لفظوں میں اپنے حالات سے مجبور ہو کر اسٹیبلشمنٹ کی ہر قسم کی پالیسیوں (خواہ وہ انہیں پسند ہوں یا ناپسند) کی تکمیل کے لیے اپنی صلاحیتیں استعمال کرتے رہے۔

اے گلشن! دیکھ لے کہ تیرے دیوانوں پہ کیا گزری

7 اپریل 1948ء

مہاجر خاندان سے زبردستی مکان خالی کرانے پر تصادم

آج یہاں برنس روڈ پر ایک مہاجر خاندان سے پولیس نے زبردستی مکان خالی کروانے کی کارروائی کی جس کے نتیجے میں مہاجرین اور پولیس میں تصادم ہو گیا۔ مہاجر خاندانوں کی خواتین کو پولیس نے زدوکوب کیا اور دوسرے افراد پر بھی زیادتی کی۔ اس واقعے سے مہاجر آبادی میں سخت ہیجان پھیل گیا۔ مظاہرہ کرنے والے مہاجرین کی بڑی تعداد اس موقع پر برنس روڈ پر جمع ہو گئی۔ پولیس نے ان پر تشدد کیا اور بعد میں بہت سے مظاہرین کو گرفتار بھی کرلیا۔ پولیس کی جانب سے طاقت کے اس ناجائز مظاہرے کے خلاف شہر میں کشیدگی پھیلی ہوئی ہے اور مسلمان خواتین کی بے حرمتی پر پولیس کے خلاف غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

(بحوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب " تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

9 اپریل 1948ء

ایک لاکھ پندرہ ہزار مسلمان پناہ گزین ہندوستان واپس چلے گئے

معلوم ہوا ہے کہ یکم جنوری سے مارچ 1948ء کے آخر تک پاکستان سے ایک لاکھ پندرہ ہزار مسلمان پناہ گزین روزگار اور مکان نہ ملنے کے باعث ہندوستان واپس چلے گئے ہیں اور اب وہ سابقہ مقامات پر آباد ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔

10 اپریل 1948ء

طلباء علم کی تلاش میں، اساتذہ روزگار کی تلاش میں

پاکستان میں آج کل عجیب ستم ظریفی نظر آ رہی ہے کہ ایک طرف ہزاروں طلباء پڑھنے کے لیے مارے مارے پھر رہے ہیں اور دوسری طرف سینکڑوں مہاجر اساتذہ روزگار کی تلاش میں ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔

16 اپریل 1948ء

پولیس اور مہاجرین میں تصادم میں دو مہاجر ہلاک اور چار شدید زخمی

آج دوپہر مہاجر کیمپ (لاہور) میں پولیس اور مہاجرین کے درمیان تصادم ہو گیا۔ جھگڑے کی ابتداء گوشت فروخت کرنے پر ہوئی۔ پولیس نے مہاجرین کے ہجوم پر گولی چلا دی جس کے نتیجے میں دو مہاجر ہلاک اور چار شدید زخمی ہو گئے۔

(حوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب " تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

17 اپریل 1948ء

ہندو اور سکھ آبادی کو برقرار رکھنے کی کوشش، سینکڑوں مہاجرین گرفتار

ہندوستان ٹائمز کے پاکستانی نامہ نگار نے لاڑکانہ کے متعلق عجیب و غریب انکشاف کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ، " لاڑکانہ میں حکومت سندھ ہندو اور سکھ آبادی کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کر رہی ہے اور غیر مسلموں کے تحفظ کے پیش نظر سینکڑوں مہاجرین کو گرفتار کیا جاچکا ہے۔ ہندو زمین داروں کو ان کی ضبط شدہ فصلیں واپس کر دی گئی ہیں۔ لاڑکانہ میں غیر مسلم آبادی کا تحفظ انسانیت کے جذبے سے نہیں کیا جارہا ہے بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ لاڑکانہ ایوب کھوڑو اور قاضی فضل اللہ کا حلقہ انتخاب ہے، اگر یہاں مہاجرین کثرت سے آباد ہو گئے تو ان لیڈروں کا آئندہ کامیابی کا امکان نہیں رہے گا۔"

29 مئی 1948ء

حکومت کے نام مہاجرین کی مشترکہ اپیل

ہندوستان سے آنے والے ہم مہاجرین کی حالت نہایت قابل رحم ہے۔ دہلی، نارنول، مہندر گڑھ، الور، بھرت پور، پٹیالہ، نابھ، جند، گوڑگاوں اور دوسرے مقامات پر ہم لاکھوں روپے کی جائیداد چھوڑ کر اپنے پیارے پاکستان آئے ہیں۔ اب ہمیں یہاں سر چھپانے کے لئے جو مکانات الاٹ کئے جارہے ہیں ان کے الاٹ منٹ فارم میں ایک خانہ " کرائے " کا بھی ہے۔ ہم اپنی حکومت سے دریافت کرتے ہیں کہ ہماری دکانیں اور مکانات تو وہاں رہ گئے، اپنی جان کے سوا کچھ وہاں سے نہ لا سکے اور اب یہاں ہم سے مکانات کا کرایہ طلب کیا جارہا ہے۔ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے؟

(حوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب " تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

29جون1948ء

جوڑے پر چوری کا مقدمہ، ستر چھپانے کے لئے خیمے کا کپڑا کاٹ لیا تھا

آج مقامی مجسٹریٹ چوہدری قادر بخش کی عدالت میں ایک عجیب وغریب مقدمہ پیش ہوا۔ اس مقدمے میں والٹن مہاجر کیمپ کے مہاجر میاں بیوی پر ایک بوسیدہ خیمے کا کچھ کپڑا چوری کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔

مہاجر جوڑے نے عدالت کو بتایا کہ ہمارے جسموں پر کپڑے پرانے ہو کر اس بری طرح پھٹ چکے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کی عریانی دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہوتے رہتے ہیں۔ دونوں نے اقبال جرم کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے محض اپنا ستر چھپانے کے لئے ایک خیمے کا کچھ کپڑا کاٹ لیا تھا۔ (لاہور)

16 نومبر 1948ء

غریب مہاجر: پیدائش ۱۹۴۷ء...... وفات ۱۹۴۸ء

روزنامہ جنگ کراچی کے کارٹونسٹ سمیع دہلوی نے آج کے شمارے میں مہاجرین کے مصائب وآلام پر ایک طنزیہ کارٹون بنایا جس میں مہاجرین کی زندگی کے کئی مشکل مرحلوں کی ترجمانی کی گئی اور ہر مرحلے پر نمبر لگا کر اس کو ایک فقرے میں بیان کیا گیا۔ مختلف مرحلوں کی تصاویر کے نیچے یہ عبارت درج کی گئی:

(۱) ہجرت کی، مہاجر بنے (۲) کیمپوں میں ٹھہرے (۳) ہر مصیبت کا سامنا کیا (۴) پاکستان کی زندگی اور بقاء کے نعرے لگائے (۵) ملازمت کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھائیں (٦) مکانات اور دکانوں کے لئے کنٹرولر کے غمزے سے (۷) راشن حاصل کرنے میں بلیک مارکیٹ برداشت کی (۸) حکومت سے احتجاج کیا (۹) کھلے میدانوں میں زندگی کے دن پورے کیے (۱۰) سرکاری ملازمین کی "نوازشیں" بھی برداشت کیں (۱۱) بیماری اور فاقوں کا مقابلہ بھی کیا (۱۲) آخر کار مسائل سے عاجز آکر اس دنیا سے چل بسے۔

کتبہ قبر: ایک غریب مہاجر
پیدائش: ۱۹۴۷ء
وفات: ۱۹۴۸ء

(حوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب " تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

26 اکتوبر 1948ء

والٹن مہاجر کیمپ اور خبریں

یہاں کے والٹن مہاجر کیمپ میں جو تیرہ ماہ کے بعد بند کر دیا گیا ہے ، مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں سے جن لاکھوں مسلمانوں نے بے سروسامانی کے عالم میں آکر پناہ لی تھی۔ بر صغیر کے مسلمانوں کی عظیم قربانیوں کی یادگار ان 19 ہزار قبروں کی صورت میں باقی چھوڑی ہے جو اس دوران یہاں بنی ہیں۔ یہ 19 ہزار مسلمان تھکاوٹ، پریشانی، بیماری اور خستہ حالی کے سبب کیمپ میں پہنچنے کے بعد جاں بحق ہو گئے۔ (لاہور)

18 جولائی 1949ء

سندھ کے بعض سرمایہ دار، مہاجرین کی آباد کاری میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں

وزیر مہاجرین کا اعتراف

پاکستان کے نائب وزیر مہاجرین ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے حال ہی میں ایک بیان میں اعتراف کیا ہے کہ "سندھ کے بعض سرمایہ دار، مہاجرین کی آباد کاری میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ نچلی سطح کے افسروں میں رشوت کی عادت ابھی تک ختم نہیں ہوئی اور نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ راشی افسر، غریب مہاجرین سے بھی روپیہ اینٹھنے سے باز نہیں آتے۔"

یکم مئی 1950ء

کراچی غلاظت کا ڈھیر بن جائے گا، فالتو مہاجرین واپس چلے جائیں

"مغربی پاکستان میں مزید مہاجرین کی آبادکاری کے لئے گنجائش نہیں رہی ہے اس لیے بھارت سے آنے والے نئے مہاجرین کو واپس جانے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ اگر فالتو مہاجرین کراچی سے نہ گئے تو کراچی شہر غلاظت کا ڈھیر بن کر رہ جائے گا۔ بھارت میں حالت بہتر ہو گئی ہے اس لیے مہاجرین اب گھروں کو واپس چلے جائیں۔"

یہ الفاظ آج یہاں ایک پریس کانفرنس میں مرکزی وزیر مہاجرین و امور داخلہ خواجہ شہاب الدین نے کہے۔

(حوالہ : خان ظفر افغانی کی کتاب " تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

یکم دسمبر 1950ء

۳۳ ہزار مہاجرین سڑکوں پہ زندگی بسر کر رہے ہیں

حکومت پاکستان کے وزیر مہاجرین و آبادکاری ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے کہا کہ اس وقت کراچی شہر کی سڑکوں پر ۳۳ ہزار مہاجر خاندان زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کو مکانات فراہم کرنے کے لئے حکومت کو پانچ کروڑ روپیہ درکار ہے۔

19 دسمبر 1950ء

٦٦ اشخاص نمونیا سے ہلاک ہو گئے

لالو کھیت کے علاقے میں ہزاروں خاندان آبادکاری کے انتظار میں پڑے ہوئے گھڑیاں گن رہے ہیں۔ مناسب رہائشی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے حال ہی میں وہاں ٦٦ اشخاص نمونیے سے ہلاک ہو گئے

29 دسمبر 1950ء

ااا مہاجرین نمونیے میں مبتلا ہو کر ہلاک

لالو کھیت اور گولیمار میں مناسب سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے اب تک ایک سو گیارہ مہاجرین نمونیے میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو چکے ہیں۔

28 مئی 1951ء

مہاجرین میں پریشانی

سندھ کے مختلف دیہات سے مہاجرین نے پریشان ہو کر بھاگنا شروع کر دیا ہے۔ محکمہ آبادکاری کے افسران کے مخالفانہ رویے کی بناء پر مہاجرین میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ متروکہ جائداد کی الاٹ منٹ میں بھی مہاجرین کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔

(حوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب " تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

کیم جون 1951ء

مُہاجرین پر زمین تنگ ہو گئی

کھوڑو کی عمل داری میں خدا کی زمین مہاجرین پر تنگ ہو گئی۔ تھرپارکر میں دس ہزار مہاجرین کو اراضی سے بے دخل کرنے کا نوٹس دے دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اراضی ہندو ٹھاکروں کی ہے جو تقسیم ہند کے بعد بھارت چلے گئے تھے۔

8 اکتوبر 1951ء

مُہاجروں تمہیں پاکستان کس نے بلایا؟

کراچی میں مہاجرین کو غیر آباد کرنے کی مہم بڑے پیمانے پر شروع کر دی گئی۔ "تمہیں پاکستان کس نے بلایا؟" حکام کا مہاجرین سے سوال۔

اس خبر کی تفصیل میں کہا گیا ہے کہ وزارت مہاجرین کے کمشنر آبادکاری اور نظامت کراچی نے شہر کے طول و عرض میں مہاجرین کو غیر آباد کرنے کی مہم بڑے پیمانے پر شروع کر دی ہے۔ لالو کھیت، بزرٹا لائنز وغیرہ میں جھونپڑیوں اور ٹین کے شیڈوں میں پناہ گزین سینکڑوں مہاجروں کو گزشتہ چند روز میں بے دخل کر دیا گیا ہے۔ لالو کھیت میں ٹین کے شیڈ میں رہنے والے تقریباً ڈھائی سو افراد کو تین دن قبل نکال دیا گیا تھا۔ یہ سب کے سب ابھی تک کھلے آسمان کے نیچے موسم کی سختیاں برداشت کر رہے ہیں۔ ایک عورت نے بتایا کہ افسروں کی اس مہربانی سے دو چھوٹے بچے مر گئے۔ ان لوگوں نے بتایا کہ نظامت کراچی کے افسران انہیں گالیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "تمہیں پاکستان کس نے بلایا تھا۔ تم لوگ یہاں کیوں آئے۔"

13 دسمبر 1951ء

مَردم شُماری میں مُہاجر آبادی کم، فہرستِ رائے دہندگان میں تعداد کم!

سندھ کے مہاجر حلقوں میں یہ خیال تقویت پکڑتا جا رہا ہے کہ فہرست رائے دہندگان میں ان کی تعداد جان بوجھ کر کم کی گئی ہے تاکہ انہیں اسمبلی میں اتنی نشستیں نہ مل سکیں جتنی انہیں دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ان حلقوں کا کہنا ہے کہ جس طرح مردم شماری میں مہاجر آبادی کم کی گئی تھی اسی طرح ووٹروں کی تعداد بھی فہرست میں کم لکھی گئی ہے اور اعتراضات وغیرہ درج کرنے کی معیاد کے دوران بھی مہاجر ووٹروں کے نام درج نہیں کیے جا رہے ہیں۔ حیدرآباد میں سینکڑوں ایسی مثالیں ہیں کہ لوگ فہرست رائے دہندگان میں اپنے نام درج کرانے گئے لیکن ان کی درخواستیں لینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ (حوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب " تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

16 مئی 1954ء

مشرقی پاکستان میں غیر بنگالیوں کا قتلِ عام

مشرقی پاکستان میں غیر بنگالیوں کا قتل عام۔ صوبہ پرستوں نے سات سو مہاجرین کو شہید اور زخمی کر ڈالا۔ بنگلا زبان کے حامیوں کی تباہ کن صوبہ پرستی کا انجام۔ معصوم بچوں اور عورتوں کے ٹکڑے اڑا دیے گئے۔ سات سو جھونپڑیوں کی مہاجر بستیوں کو آگ لگا کر تباہ کر دیا گیا۔ ہزاروں تباہ حال مہاجرین کی نئی ہجرت۔ غیر بنگالی آبادی سخت دہشت زدہ ہے۔ کراچی میں صف ماتم بچھ گئی۔

18 مئی 1954ء

نارائن گنج میں لاتعداد مہاجر عورتیں اغوا، مہاجرین کا قتلِ عام

نارائن گنج میں حملہ آور درندوں نے لاتعداد مہاجر عورتوں کو اغوا کر لیا۔ ڈھاکا میں مہاجرین کے چھرے گھونپنے کی وارداتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ صدر انجمن مہاجرین محمد شریف کو قتل کر دیا گیا۔ قتل عام کے بعد مظلوموں کو ہی الٹا گرفتار کیا جا رہا ہے۔ مہاجرین میں زبردست گھبراہٹ، ڈھاکا ایئرپورٹ پر مسافروں کا ہجوم۔

19 مئی 1954ء

بنگال میں کوئی مہاجر محفوظ نہیں رہا

ڈھاکا، نارائن گنج اور تیج گاؤں سے لاتعداد افراد نے "ہمیں بچاؤ" مہم شروع کی ہے گورنر جنرل سے فریاد کی گئی ہے کہ بنگال میں کوئی مہاجر محفوظ نہیں رہا۔ ڈھاکا سے لاتعداد مہاجرین پراسرار طور پر غائب ہو گئے۔ بلوائی، فوج کے چلے جانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ نارائن گنج کے ارد گرد ابھی تک نعشیں بکھری پڑی ہیں۔

(حوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب " تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

7جولائی1972ء

سندھ اسمبلی میں، سندھی زبان کو صوبہ سندھ کی سرکاری زبان ماننے کا بل منظور کیا گیا۔ سندھ اسمبلی میں پاکستان پیپلز پارٹی کی اکثریت تھی جو سندھ کے ساتھ ساتھ وفاقی حکمراں پارٹی بھی تھی۔ جمعیت العلماء پاکستان (اس وقت نورانی اور نیازی گروپس میں تقسیم نہیں ہوئی تھی) اور جماعت اسلامی، سندھ اسمبلی میں حزب اختلاف کی اور سندھ کے شہری علاقوں خصوصاً کراچی اور حیدر آباد کی باا‌ثر جماعتیں تھیں۔

8جولائی1972ء

کراچی میں ہولناک خونریزی، افواج کو طلب کر لیا گیا

وحشیانہ پولیس فائرنگ سے متعدد افراد ہلاک، پولیس نے گھروں میں گھس کر پیٹا، دکانوں کی لوٹ مار کی، شہر اور مضافات میں اردو کی حمایت میں مکمل ہڑتال، پولیس اور مظاہرین میں دن بھر جھڑپیں، ایک سو سے زائد افراد گرفتار۔

(حوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب "تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

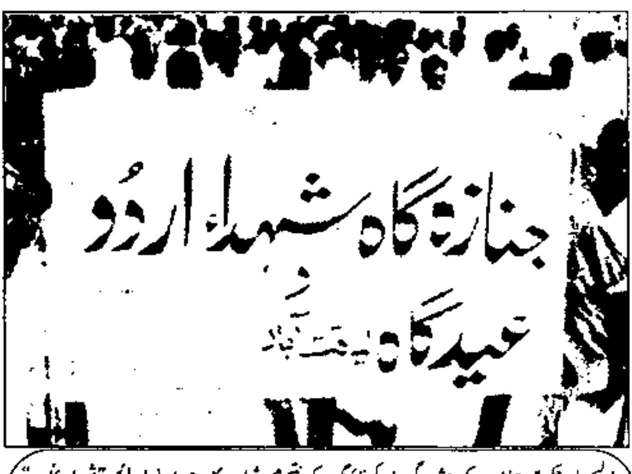

پولیس اور حکمراں جماعت کے دہشت گردوں کی فائرنگ کے نتیجے میں شہادت کا درجہ پانے والے اُن "شہدائے اردو" کے جلوس جنازہ کا منظر جو 8 جولائی 1972ء کو لسانی بل کے خلاف احتجاج کے دوران خون میں نہلا دیے گئے

8جولائی 1972ء

کراچی اور حیدرآباد میں شہدائے اردو کی تعداد 34 ہوگئی

کراچی میں دوروز میں 24 اور حیدرآباد میں ایک روز میں 10، افراد مارے گئے اس طرح یہ تعداد 34، ہوگئی۔ آج کراچی کے چار علاقوں لیاقت آباد، ناظم آباد، گولی مار اور پاک کالونی کے تھانوں میں 24، گھنٹے کا کرفیو لگادیا گیا۔

پاک کالونی کراچی میں پیپلز پارٹی کے رکن سندھ اسمبلی عبداللہ بلوچ اور ان کے ساتھیوں نے اپنے مکان کی چھت سے اردو کے حامی پرامن جلوس پر اندھادھند فائرنگ کی جس سے چار افراد شہید ہوئے۔ مظاہرین، پیپلز پارٹی کے دفتر سے پارٹی کا جھنڈا اتارنے کی کوشش کررہے تھے۔

لیاقت آباد اور جہانگیر روڈ پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے اردو کے حامیوں پر اس وقت بندوقوں سے اندھادھند فائرنگ کی جب کہ وہ پیپلز پارٹی کے دفاتر سے پارٹی کا پرچم اتارنے کی کوشش کررہے تھے۔ پی پی آئی کے مطابق ان دونوں جگہوں پر اندھادھند فائرنگ سے آٹھ افراد ہلاک ہوئے۔ رنچھوڑ لائن میں پیپلز پارٹی کے علاقائی چیئرمین نے دفتر سے پارٹی کا پرچم اتارنے والوں پر پستول سے اندھادھند فائرنگ کی جس سے دو افراد شدید زخمی ہوگئے۔ لیاقت آباد میں اردو کے حامیوں پر بندوقوں سے پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے اندھادھند فائرنگ کی جس سے دو افراد شہید اور متعدد زخمی ہوئے۔ شہر بھر کے مختلف علاقوں میں 12، افراد مارے گئے۔

حیدرآباد میں خونریز ہنگاموں میں دس افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے

پولیس نے نہتے شہریوں پر وحشیانہ فائرنگ کی اور اپنی نگرانی میں کرائے کے مسلح غنڈوں سے حملے کرائے۔ آج پورے شہر میں ہڑتال رہی اور بازار بند تھے۔

(حوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب " تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

بعد ازاں اسٹیبلشمنٹ کی اس مہاجر کش پالیسی کے تحت مہاجروں کے بینکوں، صنعتوں اور تعلیمی اداروں کی نیشنلائزیشن کی گئی، کوٹہ سسٹم نافذ کرکے مہاجروں پر ملازمتوں اور اعلیٰ تعلیم کے دروازے بند کئے گئے، پھر پبلک سروس کمیشن میں ایسی ٹیمیں تشکیل دی گئیں جن کے ذریعے سول سروس میں مہاجروں کا داخلہ مکمل طور پر بند کردیا گیا تاکہ کسی ایسے ادارے میں مہاجروں کا وجود نہ ہو جہاں رہ کروہ ملک میں رائج فرسودہ سسٹم کے خلاف کچھ بول سکیں کچھ کرسکیں یا اس کے بارے میں کوئی پالیسی جان سکیں۔ ان مہاجر کش اقدامات کے ساتھ ساتھ لسانی فسادات بھی کروائے گئے اور دیگر مختلف ہتھکنڈوں سے مہاجروں کو ڈرانے دھمکانے کا عمل کیا گیا تاکہ مہاجر ذہنی وجسمانی طور پر مفلوج ہوجائیں، غلاموں جیسی زندگی گزارنے کے لیے تیار ہوجائیں اور پھر کبھی فرسودہ سسٹم کو چیلنج کرنے کے قابل نہ رہ سکیں۔

جب مہاجروں پر اعلیٰ تعلیم اور روزگار کے دروازے بند کردیئے گئے تو مہاجروں نے حصول معاش کیلئے مختلف راستے اختیار کیے، کچھ کاروبار میں چلے گئے، کچھ پرائیوٹ اداروں میں ملازم ہوگئے، پڑھے لکھے مہاجروں کی ایک بڑی تعداد حصول روزگار کے لئے مڈل ایسٹ چلی گئی، لیکن ایک حد تک تو لوگ ملازمت کی غرض سے بیرون ملک جاسکتے ہیں پورے پورے خاندانوں کو لے کر نہیں جاسکتے اور نہ ہی پوری قوم یا پورا طبقہ اٹھ کر دوسرے ملک جاسکتا ہے لہٰذا اس عمل سے چند خاندانوں کو معاشی سہارا تو ضرور ملا لیکن اس طرح پوری قوم کے معاشی حالات بہتر نہیں ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ بے روزگاروں کی تعداد بڑھنے لگی۔ جب مہاجروں پر تعلیم اور روزگار سمیت ترقی کے سارے دروازے بند کردیئے گئے اور ان کے ساتھ زندگی کے ہر میدان میں کھلی ناانصافیاں اور زیادتیاں کی جانے لگیں تو مسلسل ناانصافیوں کے اس عمل سے ان میں پایا جانے والا احساس محرومی شدت اختیار کرتا گیا بالآخر انہوں نے 11 جون <u>1978</u>ء کو "آل پاکستان مہاجر اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن" کی شکل میں اپنے حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کا آغاز کردیا جس نے چھ سال بعد یعنی 18 مارچ <u>1984</u>ء کو عوامی سطح پر "مہاجر قومی موومنٹ" کی شکل اختیار کرلی۔

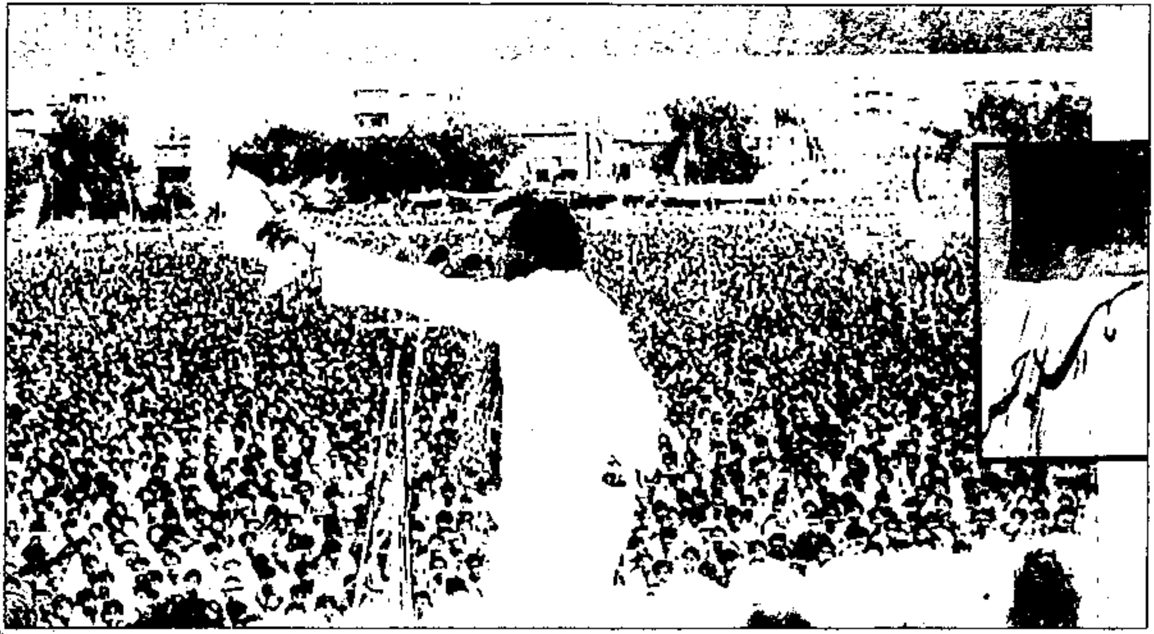

نشتر پارک میں منعقدہ عظیم الشان جلسہ عام کا ایک منظر...... مہاجر عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر 8 اگست 1986ء کو ایم کیو ایم کے پہلے
تاریخی جلسہ عام سے قائدِ تحریک جناب الطاف حسین کا خطاب سن رہا ہے

ایم کیو ایم کے خلاف سازشوں کا آغاز

(Beginning of Conspiracies Against the MQM)

مُہاجر جو کہ جاگیردارانہ سسٹم کے لیے پہلے ہی خطرہ بنے ہوئے تھے، ان کا وجود جاگیردارانہ نظام کے لیے اس وقت اور زیادہ خطرہ بن جاتا ہے جب وہ اپنے آپ کو ایک تنظیم کے دائرے میں منظم کرتے ہیں اور ایک پرچم تلے متحد ہوتے ہیں لہٰذا اسٹیبلشمنٹ ایم کیو ایم کو ختم کرنے، مہاجر عوام کو خوفزدہ کرنے، انہیں مزید بے حیثیت کرنے اور غلاموں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور کرنے کے لیے سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ شروع کر دیتی ہے، ایم کیو ایم اور مہاجروں کے خلاف پنجابیوں، پختونوں، بلوچوں، سندھیوں اور دیگر قومیتوں میں طرح طرح کے زہریلے پروپیگنڈے کیے جاتے ہیں۔

بلوچوں، سندھیوں، پختونوں، پنجابیوں یا سرائیکیوں کے حقوق کی جب بھی جس کسی نے بھی بات کی عمومی طور پر وہ سب کے سب اسی اقتدار مافیا سے تعلق رکھتے تھے اور کبھی بھی حقوق کے حصول کی جدوجہد کے لیے ان قومیتوں کے محروم عوام میں سے کسی عوامی تحریک نے جنم نہیں لیا تھا۔ حقیقتاً پاکستان کی تاریخ میں ایم کیو ایم پہلی اور واحد پارٹی ہے جس نے مڈل کلاس لوئر مڈل کلاس سے جنم لیا۔ اب ظاہر ہے کہ تمام قومیتوں کے عوام اپنے اپنے جاگیرداروں اور وڈیروں کے ظلم کے ستائے ہوئے تھے اور ان کے غلام بنے ہوئے تھے اس صورت حال میں ایم کیو ایم کے قائم ہونے سے اسٹیبلشمنٹ کو یہ خطرہ ہوا کہ جب غریب و متوسط طبقے کے مہاجر، سینیٹ، نیشنل اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ایوانوں میں جائیں گے اور جاگیرداروں، وڈیروں کے برابر میں بیٹھیں گے تو ان کے اس عمل سے دیگر محروم قومیتوں کے غریب و متوسط طبقے کے عوام میں بھی بیداری کی لہر پیدا ہو سکتی ہے اور ان میں بھی یہ جذبہ جاگ سکتا ہے کہ ہم بھی اپنی صفوں میں سے غریب و متوسط طبقے کے افراد کو منتخب کر کے ایوانوں میں بھیجیں اور پھر کہیں ایم کیو ایم جیسے دیوانے، سندھیوں، بلوچوں، پختونوں اور پنجابیوں میں سے بھی نہ اٹھ کھڑے ہوں، کہیں ان میں بھی ایم کیو ایم جیسی تنظیمیں قائم نہ ہونے لگیں اور اگر ایسا ہو گیا تو ملک سے جاگیردارانہ اور وڈیرانہ نظام ختم ہو جائے گا۔

دنیا میں جب کوئی کسی طبقے کی، گروہ کی یا قوم کی مدد کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ انسانی بنیادوں پر مدد کی

جارہی ہے لیکن دراصل وہ ہمیشہ اپنے مفادات کے تحت کسی کی مدد کرتا ہے۔ کوئی کسی فرد کی مدد تو کرسکتا ہے۔ فرد، فرد کی مدد تو کرسکتا ہے لیکن کسی طبقے کی، کسی بڑے گروپ کی یا کسی قوم کی مدد کے پیچھے مدد کرنے والے کے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ تو جب یہ خوف اسٹیبلشمنٹ کے سامنے آیا کہ کہیں بلوچوں، سندھیوں، پختونوں میں بھی بیداری کی لہر نہ دوڑ جائے اور وہ بھی کہیں ایم کیوایم جیسی تنظیمیں بنانا نہ شروع کردیں۔ تو اس کے توڑ کا طریقہ انہوں نے یہی سوچا کہ ان قومیتوں اور کمیونٹیز کو یہ تاثر دیا جائے کہ "مہاجروں کا وجود تمہارے وجود کے خلاف ہے اور مہاجروں کے وجود سے تمہارے وجود کو اور تمہاری سلامتی کو خطرہ ہے، تمہاری بقاء کو خطرہ ہے" اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے اپنے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے سندھی مہاجر، پختون مہاجر اور پنجابی مہاجر فسادات کرائے تاکہ اسطرح دیگر قومیتوں کو مہاجروں سے متنفر کیا جائے اور جب عام غریب مظلوم پنجابی، پختون، سندھی، بلوچی، کشمیری اور سرائیکی ایم کیوایم کے وجود کو اپنے وجود کے خلاف سمجھے گا تو وہ ایم کیوایم کی کسی جائز بات کی حمایت نہیں کرے گا۔ ان زہریلے پروپیگنڈوں کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اسٹیبلشمنٹ، ایم کیوایم پر جو جو الزامات لگاتی رہے دیگر قومیتوں کے لوگ انہیں درست سمجھیں اور ان الزامات کو جواز بنا کر جب ایم کیوایم کے خلاف بے رحمانہ ریاستی آپریشن کیا جائے تو دیگر قومیتوں کے عام غریب، محروم اور مظلوم عوام بھی اسے جائز قرار دیں اور اس کی حمایت کریں۔

اسٹیبلشمنٹ نے ایم کیوایم کی جدوجہد کو کچلنے کے لیے وہی حربے استعمال کئے جو حقوق کی تحریکوں کو کچلنے کے لیے ازل سے استعمال ہوتے رہے ہیں۔ اسٹیبلشمنٹ نے سرکاری ایجنسیوں، اپنے زرخرید ایجنٹوں اور پیشہ ور دہشت گردوں کے ذریعے ایک طرف 31 اکتوبر 1986ء کو سہراب گوٹھ اور 14 دسمبر 1986ء کو علیگڑھ و قصبہ کالونی میں قتل عام جیسے سانحات کرائے اور دوسری طرف مجھے اور ہزاروں ساتھیوں کو گرفتار کیا، سب پر جھوٹے مقدمات بنائے اور ایم کیوایم کے خلاف بڑے پیمانے پر زہریلا پروپیگنڈہ کیا گیا تاکہ مہاجر عوام خوفزدہ ہو جائیں، ایم کیوایم سے متنفر ہو جائیں اور مزید مہاجر عوام ایم کیوایم کی طرف راغب نہ ہوں۔ لیکن تمام تر ریاستی ظلم و

جنگ

پیر ۱۵ دسمبر ۱۹۸۶ء ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

کراچی میں مسلح گروہ نے 54 افراد کو ہلاک کر دیا

شہر کی تاریخ کا بدترین فساد: اورنگی میں ۲۵۰ مکانات نذر آتش ... ۱۳۱ افراد شدید زخمی

[illegible]

(ایمنسٹی کی رپورٹ ...)

جنگ، لندن......15 دسمبر 1986ء

14 دسمبر 1986ء کو جب موت کے ہرکاروں نے علی گڑھ اور قصبہ کالونی پر شب خون مارا تو ہر جانب نعشیں ہی نعشیں بکھر گئیں...... یہ تصویر بھی اسی خونی منظر کا ایک حصہ ہے، مہاجروں کی کفن میں لپٹی نعشیں سانحۂ علی گڑھ و قصبہ کی اپنے لہو سے گواہی دے رہی ہیں

جنگ، لندن......19/20 دسمبر 1986ء

یہ خاکستر مکانات اور یہ تباہ حال دُکانیں... سانحۂ علی گڑھ کی ایک اور مونہہ بولتی تصاویر ہیں

جنگ، لندن..... 17 دسمبر 1986ء

کراچی میں 3 روز کے دوران 162 افراد ہلاک

جنگ، لندن..... 16 دسمبر 1986ء

کراچی میں بربریت کا بدترین مظاہرہ مزید 60 افراد ہلاک کردیئے گئے

Dawn 15 December 1986

51 killed, 250 injured in Orangi Town, Qasba Colony

Attack on Orangi, Qasba

روزنامہ امن کراچی

ہفتہ ۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ یکم اکتوبر ۱۹۸۸ء

حیدرآباد میں نقاب پوشوں کا حملہ ۱۶۴ افراد ہلاک ۱۲۳ زخمی کرفیو لگا دیا گیا

حیدرآباد ۳۰ ستمبر (نامہ نگار امن) حیدرآباد میں آج رات دو گاڑیوں میں سوار نقاب پوشوں کی چوکوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں اور راہگیروں پر فائرنگ کے بعد پورے شہر میں سناٹا چھا گیا ہے متعدد افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے [illegible]

[illegible]

سانحہ حیدرآباد ۳۰ ستمبر ۱۹۸۸ء

وبربریت اور پروپیگنڈوں کے باوجود ایم کیوایم ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ 1987ء کے بلدیاتی انتخابات میں ایم کیوایم نے کراچی وحیدرآباد سے تاریخی کامیابی حاصل کی۔ جب ایم کیوایم کو عوامی مینڈیٹ بھی مل گیا تو اسٹیبلشمنٹ بوکھلا گئی اس نے سوچا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ ایم کیوایم کو کیسے ختم کیا جائے؟ مہاجروں کو کس طرح کچلا جائے؟

How to crush the Mohajirs? How to decimate the MQM?

چنانچہ اسٹیبلشمنٹ نے ایم کیوایم کے خلاف استعمال کیے جانے والے ہتھکنڈوں کی شدت میں اضافہ کردیا، مہاجر عوام کو خوفزدہ کرنے کے لئے مزید مہاجر بستیوں پر حملے کیے، دہشت گرد گروپوں کی سرپرستی میں اضافہ کردیا، اس کے ساتھ ساتھ بدنام زمانہ پیشہ ور مجرموں کو جمع کر کے انہیں مختلف سیاسی جماعتوں کا نام دیا، انہیں تواتر کے ساتھ مہاجروں کے خلاف استعمال کیا اور دیگر قومیتوں کو مہاجروں سے لڑوانے کے لیے پختون مہاجر اور پنجابی مہاجر فسادات کی بھرپور کوششیں کیں۔ جب یہ کوششیں ناکام ہوگئیں اور اسٹیبلشمنٹ، ایم کیوایم میں اور ایم کیوایم کی مقبولیت میں کوئی ڈینٹ نہیں ڈال سکی تو اس نے اپنی پرانی حکمت عملی کو دہراتے ہوئے سندھی اور مہاجر عوام کو لڑانے کی سازش کی۔ اس سازش کے تحت سرکاری ایجنسیوں کے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے 30 ستمبر 1988ء کو حیدرآباد میں سینکڑوں معصوم وبے گناہ مہاجروں کا قتل عام کرایا گیا، اس سانحہ کی آڑ میں میڈیا پر ایم کیوایم کے خلاف گھناؤنا پروپیگنڈہ کیا گیا اور ملک کے عوام کے سامنے اس کی تصویر انتہائی بھیانک بنا کر پیش کی گئی۔ لیکن تمام تر ریاستی حربوں اور ہتھکنڈوں کے باوجود ایم کیوایم کو ختم نہیں کیا جاسکا اور 1988ء کے عام انتخابات میں ایم کیوایم نے ایک مرتبہ پھر تاریخی کامیابی حاصل کی اور وہ ملک کی تیسری، سندھ کی دوسری اور سندھ کے شہری علاقوں کی سب سے بڑی جماعت بن کر ابھری۔

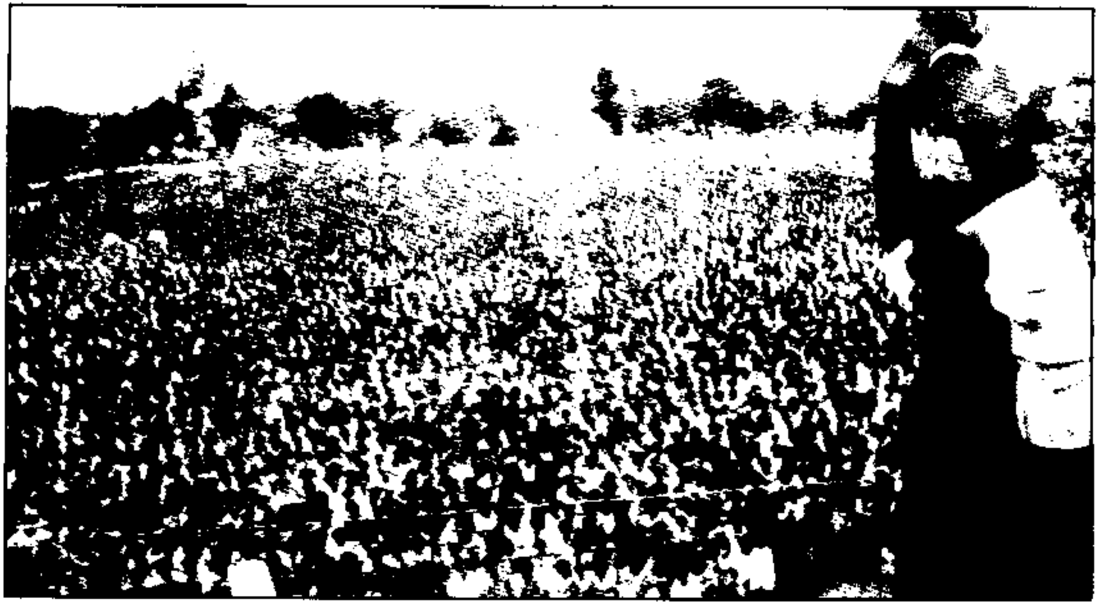

جیے الطاف حسین کے فلک شگاف نعرے ..... 24 مئی 1991ء کا دن اور کراچی کے علاقے ناظم آباد میں واقع عیدگاہ میدان کا ایک عظیم الشان منظر ... فقید المثال استقبال..... ایم کیو ایم کے تاریخی جلسۂ عام میں قائد تحریک جناب الطاف حسین عوام کے پرجوش خیر مقدمی نعروں کا جواب دے رہے ہیں

دوسرا باب

سہ جہتی حکمت عملی

THREE PRONGED STRATEGY

وہی حربے وہی ہتھکنڈے

(Same Methods, Same Tricks)

دنیا بھر میں جہاں جہاں مظلوم عوام کے بنیادی حقوق کے حصول کی تحریکیں چلی ہیں یا چل رہی ہیں اگر ہم ان کے ساتھ ان کی حکومتوں یعنی ان کی اسٹیبلشمنٹ کے رویے اور ان سے نمٹنے کے طریقہ کار کا جائزہ لیں تو ہر جگہ یہ طریقہ کار کم و بیش ایک ہی جیسا نظر آتا ہے۔ خاص طور پر قوموں یا قومیتوں کے حقوق کے حصول کی تحریکوں کو کچلنے کے حوالے سے تو اسٹیبلشمنٹ کی حکمت عملی میں بڑی حد تک مماثلت (Similarity) اور یکسانیت نظر آتی ہے۔ ان تحریکوں کو ختم کرنے کے لیے کچھ تو مستند اور جانے پہچانے ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً تحریکوں میں شامل افراد کو مختلف طریقوں سے تحریک سے بد ظن کرنا، بد دل کرنا، خوفزدہ کرنا یا ان کو خریدنا۔ لیکن آج کی جدید دنیا میں کسی تحریک کو، عوام کے حقوق کی سچی جدوجہد کو کچلنے کے لیے عمومی طور پر جو حکمت عملی اختیار کی جاتی ہے وہ ایک ایک انقلابی، ایک ایک دانشور، اور انسانی حقوق کے ایک ایک علمبردار (Human rights activist) کو سمجھنا چاہیے۔ اگر ہم گزشتہ پچاس برسوں کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حقوق کی تحریکوں کو کچلنے کے لیے عمومی طور پر جو حکمت عملی آج اختیار کی جاتی ہے وہی حکمت عملی مختلف شکلوں اور صورتوں میں گزشتہ پچاس برسوں کے دوران دنیا کے مختلف ممالک میں حقوق کی تحریکوں کے خلاف اختیار کی گئی اور وہی حکمت عملی سپر طاقتوں کی جانب سے اپنے مخالف ممالک کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے اختیار کی گئی۔ اگر ہم غور کریں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جو حکمت عملی گزشتہ پچاس برس کے دوران دنیا بھر میں تحریکوں کو کچلنے کے لیے اختیار کی گئی وہی حکمت عملی آج ایم کیو ایم کے خلاف اختیار کی جارہی ہے اور ایم کیو ایم کے خلاف بھی وہی حربے اور ہتھکنڈے اختیار کئے جارہے ہیں۔

سہ جہتی حکمت عملی کیا ہے ؟

(What is the Three Pronged Strategy?)

اسٹیبلشمنٹ نے ایم کیوایم کو ختم کرنے، مہاجروں کو ایم کیوایم سے بد ظن کرنے اور انہیں خوفزدہ کرنے کے لیے 1986ء سے 1992ء تک کئی مرتبہ مہاجروں کے خون کی ہولی کھیلی، سرکاری ایجنسیوں اور ان کے زر خرید ایجنٹوں کے ذریعے سانحۂ سہراب گوٹھ، سانحۂ علی گڑھ و قصبہ، سانحۂ حیدر آباد اور سانحۂ پکا قلعہ کرایا، بڑے پیمانے پر مہاجروں کا قتل عام کرایا اور مہاجر بستیوں پر حملے کرائے گئے دوسری طرف اسٹیبلشمنٹ نے اس ریاستی دہشت گردی اور قتل و غارت کے واقعات کو جواز بنا کر ایم کیوایم کے ہی رہنماؤں، کارکنوں اور ہمدردوں کی بڑے پیمانے پر گرفتاریاں کیں اور انہیں ریاستی تشدد کا نشانہ بنایا لیکن جب (State Sponsored Terrorism)) یعنی ریاستی سرپرستی و معاونت میں ہونے والی تمام تر دہشت گردی اور قتل و غارت کے باوجود ایم کیوایم کو ختم نہیں کیا جاسکا اور ایم کیوایم کے خلاف یہ تمام ریاستی ہتھکنڈے اور حربے ناکام ہوگئے تو آخر کار اسٹیبلشمنٹ یعنی سول و ملٹری بیوروکریسی، سول و ملٹری انٹیلی جینس ایجنسیز اور اقتدار مافیا کے تمام کرتا دھرتا سر جوڑ کر بیٹھے اور انہوں نے طویل اجلاسوں کے بعد مہاجروں اور ان کی نمائندہ سیاسی جماعت ایم کیوایم کو ختم کرنے کے لئے ایک اسٹریٹجی تیار کی جسے سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) کا نام دیا گیا۔

For the elimination of the Mohajir Nation and their sole represe ntative political party, the MQM,the Establishment formulated a strategy which was called the Three Pronged Strategy.

سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کونے، اس کی جہتیں اور اس کی سمتیں تین ہیں لیکن مقصد ایک ہی ہے، یعنی جس طرح کانٹے والا چمچا ہوتا

ہے کسی میں پانچ دانت ہوتے ہیں، کسی میں چار ہوتے ہیں اور کسی میں تین بھی ہوتے ہیں لیکن ہے "چمچا" اور چار کانٹے والے کا مقصد بھی وہی ہوتا ہے، تین کانٹے والے کا بھی وہی ہوتا ہے اور پانچ کانٹے والے کا بھی وہی ہوتا ہے یعنی کھانے کی چیز کو پکڑنا اور اٹھا کر مونہہ میں لے جانا۔ اسی طرح سے ایک تھیوری، ایک اسٹریٹجی، ایک حکمت عملی بنائی گئی یعنی سہ جہتی حکمتِ عملی (Three Pronged Strategy) اور اس کی تین سمتیں، تین جہتیں رکھی گئیں، تین زاویے رکھے گئے یعنی تین طریقوں سے، تین زاویوں یا تین جہتوں پر کام کر کے ایک ہی مقصد حاصل کیا جائے اور وہ ایک ہی مقصد یہ ہے کہ مہاجروں اور ان کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت کو ختم کیا جائے۔ اسٹیبلشمنٹ کی اس سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) کے جو تین زاویے یا تین جہتیں ہیں وہ یہ ہیں :

(1) آئسولیشن (ISOLATION)

(2) کرمنلائزیشن (CRIMINALIZATION)

(3) ڈی مورالائزیشن (DEMORALIZATION)

اسٹیبلشمنٹ کی اس اسٹریٹجی کا پہلا پوائنٹ ہے "آئسولیشن" (Isolation) یعنی کاٹ دینا، علیحدہ کر دینا اور اکیلے کر دینا، یعنی مہاجروں کو اکیلا کیا جائے۔ انہیں، آئسولیٹ (Isolate) کیا جائے۔ آئسولیشن کا مطلب یہ ہے کہ انہیں پاکستان کی دیگر قومیتوں اور دیگر علاقوں کے عوام سے علیحدہ، تنہا اور آئسولیٹ (Isolate) کر دیا جائے۔

Isolation means, to isolate the entire Mohajir Community from other communities living in Pakistan.

کرمنلائزیشن (CRIMINALIZATION) کا مطلب یہ ہے کہ مہاجروں کو پاکستان کے قانون پسند شہریوں کے بجائے عادی مجرم اور ان کی جماعت ایم کیو ایم کو حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے والی ایک سیاسی جماعت کے بجائے مجرموں اور دہشت گردوں کا گروہ بنا کر پیش کیا جائے اور مُہاجروں اور اُن کی نمائندہ جماعت کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو پیشہ ور

مجرموں کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی

Treat the entire Mohajir Nation and their representative political party MQM as criminals

تیسری جہت" ڈی مورالائزیشن "(DEMORALIZATION) کا مطلب یہ ہے کہ اسٹیٹ کے مظالم (Brutalities) اور اسٹیٹ کے بے رحمانہ آپریشن کے ذریعے ایم کیو ایم کے کارکنوں اور ہمدردوں کو ماورائے عدالت قتل کیا جائے ان کی ایکسٹرا جوڈیشل کلنگز (Extra Judicial Killings) کرائی جائیں، ان پر جھوٹے مقدمات بنائے جائیں، جھوٹے الزامات لگائے جائیں، طرح طرح کے بہتان لگائے جائیں اور اتنا ظلم کیا جائے کہ ایم کیو ایم کے رہنماؤں ، کارکنوں اور ہمدرد عوام میں مایوسی پیدا ہونے لگے اور وہ بے حوصلہ یعنی (demoralize) ہو جائیں۔ اسٹیبلشمنٹ کی اسی پالیسی کے تحت سندھ میں فوجی آپریشن کا منصوبہ تشکیل دیا گیا اور اس پالیسی پر آج تک عمل ہو رہا ہے۔ آیئے اسٹیبلشمنٹ کی اسٹریٹیجی کے ان پوائنٹس کا ایک ایک کر کے (one by one) تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں۔

تیسرا باب

آئسولیشن

ISOLATION

آئسولیشن کیا ہے ؟ (What is Isolation?)

آئسولیشن کا مطلب ہے کاٹ دینا، علیحدہ کردینا یا اکیلے کردینا۔ اگر آپ غور کریں تو آئسولیشن دو طرح کا ہوتا ہے، تین طرح کا ہوتا ہے، چار طرح کا بھی ہوتا ہے اور دس طرح کا بھی ہوتا ہے۔ یعنی آئسولیشن کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں مثال کے طور پر ابھی آپ یہاں سب کے درمیان بیٹھے ہیں۔ اگر آپ میں سے کسی ایک کو پکڑ کر کسی کمرے میں بند کر دیا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ اس کو آپ سے جسمانی طور پر علیحدہ کردیا گیا، اس کو فزیکلی (Physically) علیحدہ کردیا گیا یعنی اس کو آئسولیٹ (Isolate) کردیا۔ آئسولیشن کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی کو ٹارگٹ کر کے اس کے بارے میں اتنی جھوٹی، من گھڑت اور بے بنیاد باتیں پھیلائی جائیں اور اسکی ایسی خوفناک تصویر پیش کی جائے کہ وہ فرد جس جگہ جائے گا وہاں پر موجود لوگوں کا رد عمل اور ری ایکشن اس کے ساتھ ایسا ہو جائے گا کہ لوگ اس سے فوراً جان چھڑانے کی کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کریں گے، اس سے بات کرنا پسند نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ اس سے ہاتھ ملانا بھی پسند نہیں کریں گے اور بسا اوقات اس فرد کی تصویر ایسی بنادی جائے گی کہ اگر وہ سامنے سے آرہا ہو تو اسکو دیکھتے ہی لوگ اپنا راستہ بدل لیں گے۔ اگر بیٹھے ہیں تو اپنی کرسیاں بدل لیں گے، اپنی جگہ تبدیل کرلیں گے اور اس کے پاس بیٹھنا تک گوارا نہیں کریں گے۔ مثال کے طور پر ایم کیو ایم کے خلاف جب فوجی آپریشن شروع کیا گیا تو ایسا ماحول بنادیا گیا تھا کہ کسی سیاسی جماعت کی یہ ہمت نہیں ہورہی تھی کہ وہ ایم کیو ایم کے لوگوں سے بات بھی کر سکے اور اگر اس وقت کوئی کرنا بھی چاہتا تھا تو کر نہیں سکتا تھا۔ بات کیا تھی کہ آئسولیشن ہو گیا تھا یعنی ایم کیو ایم کو سب سے آئسولیٹ کردیا گیا تھا، کاٹ دیا گیا تھا۔ سہ جہتی حکمتِ عملی کے تحت اسٹیبلشمنٹ کا واحد مقصد مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو ختم کرنا ہے اور اس پالیسی کا ایک پوائنٹ یہ ہے کہ مہاجروں کو آئسولیٹ کردیا جائے۔ انہیں پاکستان کے جغرافیے میں فزیکلی، سوشلی، پولیٹیکلی اور سائیکلوجیکلی آئسولیٹ

کردیا جائے اور اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے گئے اور کیے جارہے ہیں۔

لیڈر کی فزیکل آئسولیشن

(PHYSICAL ISOLATION OF THE LEADER)

کسی نظریاتی تحریک میں عموماً نظریہ دینے والی شخصیت، نظریہ دینے والا انسان اس تحریک کا محور و منبع ہوتا ہے۔ وہ تحریک کا رہبر ہوتا ہے، رہنما ہوتا ہے۔ اتحاد کی علامت ہوتا ہے۔ عوام اسے آزمانے کے بعد اور مختلف مدارج سے اسے گزرتے ہوئے دیکھنے کے بعد ایک وقت آتا ہے کہ اس پر اعتماد کرنے لگتے ہیں اور پھر وہ نظریہ دینے والی شخصیت ایک متفقہ لیڈر کی حیثیت سے ابھرتی ہے۔ جب عوام کی جانب سے اس کو متفقہ لیڈر کی حیثیت سے تسلیم کرلیا جاتا ہے تو اسٹیبلشمنٹ (Establishment) کوشش کرتی ہے کہ اس کو یا تو خرید لیا جائے یا ختم کردیا جائے۔ اسٹیبلشمنٹ اسے ختم کرنے کی کوششوں میں اگر ناکام ہوجاتی ہے تو اسے خریدنے کی کوشش کرتی ہے اور جب خریدنے کی کوشش میں ناکام ہوجاتی ہے تو پھر اسے ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور بالآخر ایک وقت ایسا آتا ہے جب اس لیڈر کے لیے زندگی کے دروازے، جینے کے دروازے، اس کے وطن اور شہر کی زمین اور اس کے وطن کی گلیاں اس پر تنگ کردی جاتی ہیں اور اسے وطن چھوڑنے پر مجبور کردیا جاتا ہے اور ایسی صورت حال پیدا کردی جاتی ہے کہ صرف وہ لیڈر ہی نہیں بلکہ اس کے تمام ساتھی بھی سوچتے ہیں کہ اب اس شخصیت کا اپنے ملک اور شہر میں رہنا خطرے سے خالی نہیں ہے لہٰذا وہ سب اپنی لیڈر شپ کو ملک سے باہر بھیج دیتے ہیں۔ جب لیڈر ملک میں موجود ہوتا ہے تو وہ ذمے داروں پر اور پارٹی کے اہم کام کرنے والوں پر نگاہ رکھتا ہے لیکن جب لیڈر جسمانی طور پر تحریک کے ذمہ داروں، آفس بیئررز اور کارکنوں سے دور ہونے پر مجبور کردیا جاتا ہے یا دوسرے لفظوں میں لیڈر کو فزیکلی آئسولیٹ کردیا جاتا ہے تو لیڈر کی غیر موجودگی میں ذمے داروں کے درمیان گروپ بننے کا اندیشہ

اندیشہ ہوتا ہے اور اگر تحریک کے ذمے داران گروپوں میں تقسیم ہو جائیں تو ان کی تمام تر توجہ اور توانائی تحریک و نظریے کے فروغ اور تحریک کے خلاف دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کے بجائے اپنے گروہی مفادات اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے پر صرف ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تحریک انتشار کا شکار ہو جاتی ہے۔

لیڈر شپ کی آئسولیشن (Isolation of Leadership)

کسی تحریک کو ختم کرنے کے لیے اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے آئسولیشن کا عمل اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے کہ تحریک کی تمام لیڈر شپ، تمام ذمے داران اور تمام سرگرم کارکنان کو یا تو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیا جائے یا ان پر زندگی کے دروازے اتنے تنگ کر دیے جائیں کہ وہ اپنا گھر اور اپنا علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔ اب آپ دیکھئے کہ آئسولیشن کی پالیسی سے کیا کیا ہو رہا ہے کہ ایک طرف تو لیڈر شپ کو، تنظیم کے ذمے داروں کو، سرگرم کارکنوں کو اور عہدیداروں (Office bearers) کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیا گویا انہیں تنظیم، تحریک، اپنے ساتھیوں اور عوام سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا دوسرے جو پکڑے نہ جاسکے، جو گرفتار نہیں کیے جاسکے یا نہیں ہو سکے ان کو پکڑنے کیلیے تلاش (Hunting) شروع کر دی اور ان کو پکڑنے کیلیے دوسروں کا شکار کرنا شروع کر دیا، یعنی ماں، باپ، بھائیوں، چچا، تایا، ماموں اور دوست احباب جو بھی ملے ان کو گرفتار کر لیا اس صورتحال میں اس شخص کے لیے یہی راستہ رہ جاتا ہے کہ یا تو وہ اپنے والدین اور گھر والوں کو چھڑوانے کیلیے خود پیش ہو کر گرفتاری دیدے یا وہ کسی طریقے سے ملک اور علاقے سے اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جانے میں کامیاب ہو جائے اور کسی دوسرے ملک نکل جائے جہاں سے وہ کسی طرح حکومت پر یہ واضح کر دے، یہ ثابت کر دے کہ وہ ملک میں نہیں ہے لہٰذا ایسی صورت میں والدین، بھائیوں اور دوست احباب کا پکڑے جانا حکومت کے لیے بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ ان کا پکڑا جانا تو دباؤ ڈالنے کے لیے ہوتا ہے تاکہ مطلوبہ فرد ہاتھ آجائے۔ اب ایک طرف جو لیڈر شپ

ہاتھ لگ گئی اور گرفتار ہو گئی، وہ جیل میں آئسولیٹ ہو گئی یعنی لیڈر شپ کی آئسولیشن ہو گئی دوسری طرف جو ذمے داران بچے وہ ملک سے باہر چلے گئے۔ تو یوں پوری لیڈر شپ (entire leadership) تمام ذمہ داروں، عہدیداروں اور سرگرم کارکنوں کو جو تحریک و تنظیم کی دیکھ بھال (look after) کرنے والے ہوتے ہیں ان کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور عوام سے دور کر دیا جاتا ہے۔ تو اس عمل سے لیڈر شپ کا صرف آئسولیشن ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے نتیجے میں وہاں موجود عوام کی مناسب رہنمائی (Proper Guidance) کرنے والا کوئی نہیں رہتا۔ ان کی خبر گیری اور دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں رہتا اس سے ان میں بھی مایوسی یعنی demoralization پیدا ہوتی ہے۔ گویا کہ یہ تینوں نکات اور جہتیں آپس میں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔

All of these three points are inter connected with each other.

مثال کے طور پر اگر آپ گاڑیوں کے ڈرائیورز کو گاڑیوں سے اتار کر کسی جگہ بند کر دیں تو اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلے گا کہ گاڑیاں رک جائیں گی اور اس وقت تک رکی رہیں گی جب تک کہ نئے ڈرائیورز پیدا نہ کیے جائیں اب صورتحال یہ ہو جائے گی کہ مسافر یا عوام تو گاڑی یا بس میں سفر کرنا چاہتی ہے لیکن بس چلانے والا ڈرائیور ہی موجود نہیں ہے تو بس کیسے چلے گی اور ایسی صورت میں بس میں سفر کرنے کے خواہشمند کیا کر سکتے ہیں؟ ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ خود گاڑی چلانے کی کوشش کریں لیکن جب وہ خود کوشش کریں گے تو کیونکہ ان کو گاڑی چلانے کا تجربہ نہیں ہوگا۔ اس لیے اس طرح کی کوشش کے نتیجے میں حادثے اور ایکسیڈینٹ ہونگے اور جب حادثے ہونگے تو باقی ماندہ مسافر بسوں سے اترنے کی کوشش کریں گے اور یہ کہیں گے کہ "بھئی! یہ تو بالکل اناڑی لوگ گاڑی چلا رہے ہیں، یہ تو ہم سب کو مروا دیں گے" لہٰذا وہ بس سے اتر کر اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ یوں، ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے گا...... ہر کسی کو خطرہ لاحق ہوگا اور جان کا خوف آئے گا۔ لیڈر شپ، ذمے داران اور پارٹی کی دیکھ بھال (look after) کرنے والے کسی بھی تحریک کے انتہائی اہم ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے آئسولیشن کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس اہم ستون کو راستے سے ہٹا کر تحریک کے کارکنان اور عوام میں بے چینی،

اضطراب اور کنفیوژن (Resentment, Frustration and Confusion) پیدا کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ لیڈر شپ کی غیر موجودگی میں جو نئی لیڈر شپ پیدا ہوگی اسے تنظیم چلانے کا کوئی تجربہ نہیں ہوگا۔ نتیجتاً وہ تنظیم کو اسی طرح سے چلائیں گے جیسا کہ ایک نیا ڈرائیور جس کو بس چلانا آتی نہ ہو اگر اس کو بس چلانے پر لگادیا جائے تو ظاہر ہے کہ ایکسیڈینٹ کا احتمال ہوگا اور جتنے زیادہ ایکسیڈینٹ ہونگے تو نقصان عوام کا ہوگا لہٰذا سفر کی جانب گامزن لوگ بالآخر اس بات پر مجبور ہوں گے کہ وہ یہ کہہ کر سفر ترک کردیں کہ "اس سفر کو بعد میں کریں گے اور جب تک کہ مناسب اور تجربہ کار ڈرائیور نہیں آجاتے، ہم گھروں پر بیٹھتے ہیں، اناڑی ڈرائیوروں کے ساتھ ہم سفر نہیں کریں گے"۔

اب آپ دیکھئے کہ آئسولیشن (Isolation) کے اس عمل سے پارٹی کی سپلائی بھی کاٹ دی جاتی ہے یعنی تنظیم کی جانب سے اطلاعات (Information)، رہنمائی (Guidance) کی سپلائی ہوتی ہے۔ پارٹی پالیسی سے آگاہی کی بات ہوتی ہے اور تنظیم کی پالیسیاں، حکمت عملیاں، پالیسی لائن اور ہدایات ذمے داروں کے ذریعے کارکنوں تک پہنچائی جاتی ہیں جو کارکنوں کے ذریعے عوام تک پہنچتی ہیں پھر عوام ان لائنوں کو لے کر آگے کام کرتے ہیں۔ جب ہدایات دینے اور پہنچانے والوں، رہنمائی کرنے، پارٹی پالیسی دینے اور پارٹی لائن کو آگے کارکنوں تک پہنچانے والوں کو کاٹ دیا جائے گا تو پوری قوم بغیر لائن اور بغیر واضح ہدایت کے کیسے کام کرے گی جس کے باعث قوم میں مایوسی (Demoralization) (Frustration) اور بے چینی (Unrest) پیدا ہوگی۔

کسی ٹھوس اور واضح لائن نہ ملنے کی صورت میں عوام جب از خود کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو وہ اس اقدام کے قریبی یا دوررس نتائج سے واقف نہیں ہوتے۔ کیونکہ عوام نہ تو تجربہ کار ہوتے ہیں، نہ وہ کسی کو جوابدہ ہوتے ہیں اور نہ ہی نظریاتی طور پر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب لیڈر شپ نہ ہو اور عوام خود ایکشن لینے لگیں تو انکے ایکشن غلط بھی ہوسکتے ہیں اگرچہ ان کا عمل، خلوص (Sincerity) پر مبنی ہوسکتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ خلوص (Sincerity) پر مبنی

اقدام صحیح بھی ہو۔ عوام عموماً نظریاتی تربیت سے واقف نہیں ہوتے اور جو لوگ نظریاتی تربیت سے واقف نہیں ہوتے عموماً کسی بھی واقعے پر ان کا رد عمل ایک ہی جیسا ہوتا ہے، یعنی جذباتی رد عمل۔ چاہے بین الاقوامی سطح پر دیکھیں یا قومی سطح پر عموماً کسی حادثے، کسی سانحے، کسی حکومت یا کسی بھی ادارے کے عمل پر عوام کا جو فوری رد عمل ہوتا ہے وہ پوری دنیا میں ایک جیسا ہوتا ہے۔ وہ مشتعل ہو کر اپنا احتجاج رجسٹر کرانے کے لیے سڑکوں پر آکر نعرے لگاتے ہیں، ٹائر جلاتے ہیں، بسیں جلاتے ہیں، پتھراؤ کرتے ہیں۔ یہ عمل پوری دنیا میں ہوتا ہے۔ اسے ہم انسانی نفسیاتی رد عمل (Human Psychological Reaction) کا نام دے سکتے ہیں اور اس کے تحت عوام کا جو رد عمل ہوتا ہے وہ عموماً جذبات (Sentiments) پر مبنی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام نظریاتی طور پر تربیت یافتہ نہیں ہوتے۔ گو کہ جذبات زندگی کی علامت ہیں لیکن جذبات کا استعمال اگر عقل کے تابع نہ کیا جائے اور جذبات کو عقل کا پابند نہ کیا جائے یعنی کہ جذبات کے اظہار کے لیے عقل کو استعمال کر کے صحیح فیصلے نہ کیے جائیں تو نتائج ہمیشہ غلط نکلتے ہیں۔

اب عوام چونکہ نظریاتی و فکری بنیادوں پر تیار نہیں ہوتے ہیں اس لیے وہ کسی بھی واقعے یا سانحے پر جو رد عمل کرتے ہیں وہ ان کے نفسیاتی رد عمل کا عکاس ہوتا ہے اور اس کے تحت وہ جو بھی اقدام کرتے ہیں وہ مکمل طور پر ان کے جذبات (Sentiments) پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ جہاں انسان (Human beings) ہوں گے وہاں سائیکو ری ایکشنری ایکشن (Psycho-reactionary action) بھی ہوگا یعنی عوام جب بھی کسی واقعے پر رد عمل ظاہر کریں گے تو لیڈر شپ کی طرح سے سوچ سمجھ کر نہیں کریں گے بلکہ وہ فوری رد عمل (reaction) ظاہر کریں گے اور فوری رد عمل (reaction) عموماً عقل سے خالی ہوتا ہے لہٰذا ان سے غلطیاں ہوں گی۔ ایک تو اس میں یہ غلطی ہوتی ہے کہ یہ قطعی جذباتی فیصلے ہوتے ہیں جو ہمیشہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ دوسرا یہ نقصان ہوتا ہے کہ جو لوگ کسی رد عمل کے اظہار کے طور پر ایک دم سامنے آجاتے ہیں ان میں سے کوئی اپنے علاقے یا محلے کا لیڈر بھی بن جاتا ہے یعنی عوامی رد عمل کے نتیجے میں فوری اور خود رو لیڈر شپ بھی جنم لے لیتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جو ذرا بولنے والا، بھاگ دوڑ کرنے والا ہوتا ہے وہی اس وقت لیڈر بن جاتا

ہے۔ اب یہ جو نیا لیڈر پیدا ہوتا ہے وہ تنظیمی ڈسپلن سے آؤٹ ہوتا ہے، کیونکہ وہ نہ تو نظریاتی تربیت یافتہ ہوتا ہے اور نہ ہی کبھی تنظیمی ڈسپلن کا پابند رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس قسم کی جتنی نئی لیڈر شپ پیدا ہوگی وہ کسی تنظیم کو جوابدہ نہیں ہوگی لہٰذا وہ دس کام تحریک کیلئے کریں گے تو دس کام اپنے لیے بھی کریں گے۔ ایسا لیڈر دس کام حکومت کے خلاف غصے کے اظہار کے طور پر کرے گا اور آہستہ آہستہ اپنا ایک گروپ بنالے گا جس کے بعد وہ دس کام اپنے مفاد کے لیے بھی کرے گا چونکہ نظریاتی تعلیم و تربیت اس کے پاس نہیں ہے اور وہ خود رو پودوں کی طرح سے سامنے آیا یعنی حادثات اور حالات نے اس کو علاقے کا لیڈر بنادیا ہے چنانچہ وہ تنظیمی ڈسپلن سے باہر ہوگا۔ اس قسم کی لیڈر شپ پیدا ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر غیر تنظیمی و غیر نظریاتی یعنی ذاتی مفادات کے لیے کام زیادہ ہوتے ہیں۔ ایسی لیڈر شپ جو خود رو پودوں کی طرح پیدا ہونے لگتی ہے وہ کیونکہ تنظیم کے ڈسپلن، ہدایات اور پالیسی کی پابند نہیں ہوتی اس لیے وہ اپنی سوچ و فکر اور خواہش کے مطابق اقدامات کرتے رہتے ہیں لیکن ان کے غلط عمل، غلط کاموں، غلط ایکشن اور غلط اقدامات کا الزام بھی اس نظریاتی تحریک پر آتا ہے جس کے خلاف اسٹیٹ ایکشن لیتی ہے اور اپنی پالیسیوں کے تحت اسے کچلنے کا عمل کرتی ہے۔ مثال کے طور پر کہیں کسی نوجوان نے یہ ظلم دیکھا کہ سرکاری اہلکاروں نے اس کے بھائی کو یا باپ کو مار دیا تو یہ ظلم دیکھ کر وہ اشتعال میں آگیا اور باہر نکل کر خود ہی لڑنے لگا حالانکہ یہ پارٹی پالیسی نہیں ہے لیکن اسٹیبلشمنٹ اس لڑائی کو بھی پارٹی کی لڑائی بنا کر پیش کرے گی۔ ملکی و بین الاقوامی سطح پر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ہم جو الزام لگارہے ہیں کہ یہ دہشت گرد جماعت (Terrorist Party) ہے اور مجرموں کی جماعت (Criminal Party) ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ لڑائی اس تحریک کے کہنے پر کی جارہی ہے۔

قوم یا کمیونٹی کی آئسولیشن

(Isolation of the Entire Nation or Community)

لیڈر اور لیڈر شپ کی آئسولیشن کے عمل کے بعد تیسرے مرحلے میں اسٹیبلشمنٹ

قوم یا کمیونٹی کا آئسولیشن کرتی ہے کیونکہ جب کوئی تحریک یا پارٹی عوام (Masses) میں چلی جاتی ہے یعنی اس کی جڑیں عوام تک جا پہنچتی ہیں تو پھر بات صرف لیڈر، لیڈر شپ اور پارٹی کی آئسولیشن تک محدود نہیں رہتی بلکہ پھر اس تحریک کے لیڈر، تحریک کی قیادت اور پارٹی کے پرچم تلے جمع ہونے والے افراد، قوم یا کمیونٹی کے آئسولیشن تک جا پہنچتی ہے۔ پہلے اور دوسرے مرحلے میں تو صرف لیڈر شپ، ذمے داروں، عہدیداروں (office-bearers) کا آئسولیشن کیا گیا تھا، ان سے مجرم (Criminal) کی حیثیت سے برتاؤ (Treat) کیا گیا اور جھوٹے مقدمات بنا کر ان کو آئسولیٹ (Isolate) کردیا گیا لیکن اس سے پارٹی ختم نہیں ہوئی اور پارٹی سے عوام کی ہمدردی (Sympathy) عوام کا لگاؤ (Attachment) اور سیاسی وابستگی (Political affiliation) تمام تر ریاستی مظالم کے باوجود برقرار رہی چنانچہ ریاست (State) نے جب یہ دیکھا کہ ایم کیو ایم کو مہاجروں کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ تو سوچا کہ اب کیا کیا جائے؟ لہٰذا طے کیا گیا کہ اب بات صرف لیڈر شپ کے خاتمے (Elimination) تک نہیں رہے گی بلکہ تحریک کے حمایتیوں (Supporters) اور ہمدردوں (Well-wishers) کے خاتمے (Elimination) تک جائے گی۔ یعنی کہ اس قوم کو، اس طبقے اور اس پورے گروہ کو جو ایم کیو ایم یا ایم کیو ایم جیسی کسی نظریاتی تنظیم کو سپورٹ کر رہا ہو اس کو بھی اب آئسولیٹ کرنا اور بحیثیت قوم (As a nation) ان سے مجرموں (Criminals) جیسا برتاؤ (Treat) کرنا اسٹیبلشمنٹ کے لیے مجبوری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اب ختم کرنے (Elimination) کی بات پارٹی تک محدود نہیں رہتی بلکہ قوم کو بھی آئسولیٹ (Isolate) کرنے کا عمل کیا جاتا ہے کیونکہ اسٹیبلشمنٹ یہ بات جانتی ہے کہ جب تک اس طبقہ، آبادی، کمیونٹی اور قوم کو آئسولیٹ (Isolate) نہیں کیا جائے گا اس وقت تک اس کے خلاف بحیثیت قوم بھرپور ریاستی آپریشن کرنا ممکن نہیں ہوگا اس لیے کہ پھر دنیا کو جواب دینا ہوگا، ملک کے عوام کو جواب دینا پڑے گا کہ آپ ایک پوری قوم کے خلاف ریاستی آپریشن کیوں کر رہے ہیں......؟ آپ ایک قوم کو نشانہ کیوں بنا رہے ہیں......؟ آپ ایک قوم کے خلاف

فوج کا استعمال کیوں کر رہے ہیں...... ؟ لہٰذا اس صورتحال سے بچنے کے لیے اسٹیبلشمنٹ یہ حربہ استعمال کرتی ہے کہ پوری قوم کو من گھڑت اور بے بنیاد الزامات لگا کر ملک دشمن ثابت کیا جائے اور اس طرح پوری قوم کو آئسولیٹ کردیا جائے تاکہ جب بحیثیت قوم(As a nation)اس کے خلاف ریاستی آپریشن شروع کیا جائے تو قوم کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بزرگوں اور بچوں سمیت کسی کو بھی نہ بخشا جائے بلکہ سب کو ریاستی آپریشن کا نشانہ بنایا جائے اور جب یہ اطلاعات کسی نہ کسی طرح اس ملک کی دیگر قومیتوں، علاقوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے یا دیگر زبانیں بولنے والے لوگوں تک پہنچیں تو وہ لوگ اس طبقۂ آبادی کے خلاف اجتماعی طور پر کیے جانے والے ریاستی ظلم و بربریت کو درست سمجھنے لگیں۔ اس لیے اس پوری قوم کو آئسولیٹ کیا جاتا ہے۔ اب پوری قوم کو آئسولیٹ کرنے کے لیے کوئی جیل تو نہیں بنائی جاسکتی۔ یعنی لیڈر شپ اور عہدیداروں (Office bearers) کو تو جیلوں میں بند کیا جاسکتا ہے لیکن پوری قوم کو، کروڑوں عوام کو کسی جیل میں بند نہیں کیا جاسکتا البتہ ان کو ریاستی بربریت اور ریاستی آپریشن (State Operation) کا نشانہ ضرور بنایا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ انہیں ملک کی دیگر قومیتوں سے آئسولیٹ (Isolate) کیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے پوری قوم (Nation) کے خلاف میڈیا ٹرائل کی مہم شروع کی جاتی ہے، شر انگیز مضامین اور اداریوں (Editorials) کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے اور میڈیا یعنی اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور رسائل و جرائد کے ذریعے اس قوم کے خلاف مہم چلائی جاتی ہے۔ یہ تمام ذرائع اور وسائل جو حکومت کے پاس ہوتے ہیں ان کے ذریعے پوری قوم کو آئسولیٹ (Isolate) کرنے کے لیے اس پر طرح طرح کے بہتان اور الزامات لگائے جاتے ہیں اور اس کو سرکاری طور پر بھی اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے گھر گھر پہنچایا جاتا ہے۔ مثلاً اسٹیبلشمنٹ نے مہاجروں اور ایم کیو ایم کے خلاف مہم کے دوران پوری طرح یہ کوشش کی کہ لفظ ''مہاجر'' ہر غیر مہاجر کے لیے وہی معنی اور مفہوم اختیار کرلے جو اسٹیبلشمنٹ لفظ مہاجر کو دینا

چاہتی ہے یعنی ایک مجرم قوم، ایک دہشت گردیاایک ملک دشمن قوم کی شکل......اس طرح اس منفی پروپگینڈہ مہم کے نتیجے میں ہر غیر مُہاجر، مُہاجروں کو دہشت گرد(Terrorist) اور مجرم (Criminal) تصور کرے گا۔اسٹیبلشمنٹ کے ان حربوں سے پہلے لیڈر کا آئسولیشن ہوا ،پھر لیڈرز کا، پھر عہدیداروں اور کارکنوں کا اور اب ہو رہا ہے پوری قوم کا۔پاکستانی عوام میں منفی پروپیگنڈے ،بے بنیاد، جھوٹے اور خود ساختہ الزامات کے ذریعے پوری قوم کا آئسولیشن کیا گیا جس میں پوری کمیونٹی کو غدار اور پاکستان مخالف قرار دیا گیا۔

آئسولیشن کی پالیسی اور فوجی آپریشن

(The policy of Isolation and the Army Operation)

اسٹیبلشمنٹ نے مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو ختم کرنے کے لیے اپنی سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) کے تحت یہ منصوبہ بنایا کہ سندھ میں ایک بڑا ریاستی آپریشن کیا جائے اور وہ آپریشن فوج کے ذریعے کروایا جائے۔ لہٰذا اسٹیبلشمنٹ نے فوجی ایکشن کے آغاز سے قبل قوم کے سامنے فوجی آپریشن کو جائز قرار دینے کی غرض سے امن وامان کے مسئلہ کو جواز یا بنیاد بنایا تاکہ جب فوج اس جواز یا بنیاد کی آڑ میں ایک قومیت یعنی ایک مخصوص طبقہ آبادی کو اس فوجی آپریشن کا نشانہ بنائے تو ملک کی دیگر قومیتیں اس فوجی آپریشن کو درست جانیں یا سمجھیں اور اس طرح فوجی آپریشن کا نشانہ بننے والے طبقہ آبادی کو ملک کی دیگر قومیتوں سے آئسولیٹ کر دیا جائے کیونکہ فوج کسی ملک کی قومی یکجہتی (National Unity) کا سمبل یا علامت ہوتی ہے اور جب قومی یکجہتی کا یہ سمبل ادارہ کسی ایک طبقہ آبادی کو نشانہ بنانے لگے تو دیگر قومیتوں کو بالواسطہ طور پر یہ پیغام ملتا ہے کہ چونکہ فوج اس کیونٹی کے خلاف ایکشن لے رہی ہے، اس لئے وہ ایکشن جائز ہے اس طرح پہلے ہی فوج جیسے طاقتور ادارے کو کسی کمیونٹی کے خلاف لگا کر اس کمیونٹی کو دوسری کمیونٹیز یا قومیتوں سے آئسولیٹ کر دیا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح ہے کہ فوج جیسا طاقتور ادارہ جب کسی کمیونٹی کے خلاف کارروائی کرے گا تو کون اس کے خلاف بولے گا؟ کس کی مجال ہوگی کہ جو ظلم کو ظلم کہہ سکے اور فوج کے ظالمانہ اقدامات کو ظالمانہ قرار دے سکے؟ طاقتور فوج کے ظالمانہ اقدامات کو نہ تو کوئی ظالمانہ اقدامات کہنے کی جرات کر سکتا ہے اور نہ ہی ان سے اظہار ہمدردی کرنے کی ہمت کر سکتا ہے جو فوج کے ظالمانہ اقدامات کا شکار ہو رہے ہیں کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہمدردی کے دو بول بولنے کا مطلب فوج جیسے طاقتور ادارے کو ناراض کرنا ہے اور فوج کو ناراض کرنے کا مطلب اپنی مصیبت کو دعوت دینا ہے۔

جنگ، کراچی......20 مئی 1992ء

سندھ کی صورتحال پر جی ایچ کیو میں اہم فیصلے

[illegible]

اسٹیبلشمنٹ نے اپنی سہ جہتی حکمتِ عملی (Three Pronged Strategy) کے تحت ایم کیو ایم کو ختم کرنے کے لیے جس فوجی آپریشن کی منصوبہ بندی کی اس کے لیے 1992ء میں جون کا مہینہ منتخب کیا گیا اور جنگی حکمت عملی اختیار کی گئی۔ جنگی حکمت عملی میں دشمن پر کئی طریقوں سے حملہ (Attack) کیا جاتا ہے ایک اچانک (Sudden Attack)، دوسرا شب خون (Night Attack) اور تیسرا ڈان اٹیک (Dawn Attack) کہلاتا ہے جو علی الصباح کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جب آدمی اٹھتا ہے، اپنی عبادات کرتا ہے، رفع حاجت کو جاتا ہے اور سو کر اٹھنے کے بعد ابھی اپنے آپ کو چاق وچوبند (Warm up) کرنے کے عمل سے گزر رہا ہوتا ہے تاہم پوری طرح چاق وچوبند (Warm up) نہیں ہوتا، ایسے وقت کیے جانے والے حملے کو ڈان اٹیک (Dawn Attack) کہتے ہیں۔ دشمن پر ایسے وقت میں قابو پانے کے لیے عموماً ڈان اٹیک (Dawn Attack) کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اچانک حملہ (Sudden Attack) میں دشمن کی پوری توجہ (Concentration) کسی دوسرے محاذ کی طرف کروا کر اچانک کسی ایسے محاذ پر حملہ کیا جاتا ہے جہاں سے حملہ دشمن کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا یعنی توجہ ہٹا کر حملہ کیا جاتا ہے۔ ایم کیو ایم کے خلاف اچانک حملہ (Sudden Attack) کے لیے حکومت نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر یعنی ملک کی سیاسی جماعتوں، عوام، تمام قومیتوں اور بین الاقوامی دنیا کو یہ کارڈ دکھایا، یہ بات بتائی کہ سندھ میں اغواء برائے تاوان کی وارداتیں بہت ہو رہی ہیں لٰہذا سندھ میں ایک بڑے آپریشن کی ضرورت ہے۔ آپریشن کلین اپ کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے 72 افراد کی ایک فہرست بھی تیار کی گئی جس میں سندھ کے بڑے بڑے پتھارے داروں، جاگیرداروں اور وڈیروں کے نام دیے گئے۔ 72 بڑی مچھلیوں کی اس فہرست کو سامنے رکھ کر یہ بتایا گیا کہ یہ آپریشن ڈاکوؤں، اغواء برائے تاوان کی وارداتیں کرنے والوں اور ان کے سرپرستوں غرض یہ کہ جرائم کی سرپرستی کرنے والوں کے خلاف ہوگا۔ جب اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے یہ لسٹ سامنے لائی گئی تو وزیراعظم نواز شریف، چوہدری شجاعت حسین اور چوہدری نثار کا یہ کہنا تھا کہ وہ فہرست حکومت نے تیار نہیں کی تھی بلکہ فوج نے (MI) اور آئی ایس آئی (ISI) کی مدد سے فوج کی انٹیلی جینس ایجنسیوں کی تحقیقات

کی روشنی میں 72 افراد کی یہ لسٹ تیار کی تھی۔ یہ بات نہ صرف چوہدری شجاعت اور چوہدری نثار نے کہی بلکہ متعدد بار وزیر اعظم نواز شریف نے بھی یہی کہا اور پریس کانفرنسوں میں، بیانات میں اور انٹرویوز میں کہا، حتیٰ کہ منتخب ایوان کے فلور پر کھڑے ہو کر بھی کئی دفعہ کہا گیا۔ وہ فہرست متعدد بار قومی اسمبلی کے ایوان میں بھی پیش کی گئی۔

دراصل اس فہرست کا مقصد یہ تھا کہ وہ فوج کی سندھ میں آمد کا جواز فراہم کر سکیں یعنی فوج کے سندھ میں داخل ہونے کی وجوہات اور جواز (Grounds and Reasons) بنا سکیں اس طرح پوری دنیا اور ایم کیو ایم والوں کو یہ کارڈ دکھا کر کہا جائے کہ یہ آپریشن ایم کیو ایم اور مہاجر عوام کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ یہ آپریشن تو دراصل ان 72 بڑے بڑے مجرموں کے خلاف ہوگا جن کی یہ فہرست ہے۔ یوں 72 افراد کی یہ فہرست پیش کر کے ایک طرف تو یہ کوشش کی گئی کہ انٹرنیشنل کمیونٹی کو اس اصل بات سے بے خبر رکھا جائے کہ فوج اور حکومت کا اصل مقصد مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم پر شب خون مارنا اور ان کے خلاف آپریشن کرنا ہے دوسری طرف اس فہرست کا مقصد یہ بھی تھا کہ ایم کیو ایم کے رہنماؤں، کارکنوں اور ہمدردوں کو اس آپریشن کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مصائب و مشکلات کا سامنا کرنے کی تیاریاں کرنے سے غافل رکھا جائے۔ غافل رکھنے کا مطلب یہ تھا کہ ایم کیو ایم کے رہنماؤں، کارکنوں اور ہمدرد عوام کو یہ بتایا جائے کہ یہ آپریشن کسی ایک جماعت، پارٹی یا کسی ایک قوم کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ یہ آپریشن تو صرف بڑے بڑے جرائم کرنے والوں اور ان کے سرپرستوں کے خلاف ہوگا۔ اس طرح پوری مہاجر قوم، ایم کیو ایم کے تمام ہمدرد اور ایم کیو ایم کے رہنما و کارکنان ذہنی طور پر کسی متوقع آپریشن سے بچاؤ کی تیاری نہیں کریں گے اور غافل رہیں گے اور اچانک حملہ (Sudden Attack)، شب خون (Night Attack) اور ڈان اٹیک (Dawn Attack) کا مقصد یہی ہوتا ہے۔ ایسا حملہ کر کے دشمن کے اوسان خطا کیے جاتے ہیں اور اعصاب مفلوج کیے جاتے ہیں لہٰذا منصوبہ یہی تھا کہ مہاجروں کو مکمل طور پر غافل رکھا جائے، ایم کیو ایم کے رہنماؤں، ذمے داروں، کارکنوں اور منتخب نمائندوں سب کو اس بات سے غافل رکھا جائے کہ سندھ میں جو آپریشن کیا جا رہا ہے وہ صرف اور صرف ایم کیو ایم کے

خلاف ہوگا۔

It will be targeted only and only against the MQM.

یعنی سب اس سے غافل رہیں اور اچانک شب خون مار دیا جائے۔ لیکن آپ سب اس بات کے گواہ ہیں کہ میں اسٹیبلشمنٹ (Establishment) کی نیت اور ان کے منصوبوں کو پہلے ہی سمجھ چکا تھا اور ان سے پوری طرح آگاہ تھا اسی لیے میں کارکنوں اور عوام کو مسلسل آگاہ کرتا رہا کہ 72 بڑی مچھلیوں اور مجرموں کے خلاف آرمی آپریشن کی آڑ میں ایک پوری کیمونٹی یعنی مہاجروں اور ان کی نمائندہ سیاسی جماعت ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ ڈاکوؤں، رہزنوں، کارلفٹرز، اغواء برائے تاوان کے مجرموں، سماج دشمن عناصر اور ان کے سرپرستوں کو گرفتار کرنے کا بہانہ بنا کر ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کا پلان تیار کیا گیا ہے۔ یہ آپریشن مجرموں، ڈاکوؤں، رہزنوں، اغوا برائے تاوان کی وارداتیں کرنے والوں اور ان کے سرپرستوں کے خلاف ہرگز ہرگز نہیں ہوگا۔

Instead of launching an operation against the 72 big fish, the Army operation was launched against a particular community and their representative political party,the MQM. The operation was launched under the pretext of arresting kidnappers, their pa - trons, dacoits, robbers, car lifters, anti -social elements and their patrons. However, the operation was targeted against the MQM, not against the criminals, not against the robbers, not against those who were patronising the kidnappers or dacoits.

لیکن مہاجروں اور خاص طور پر ایم کیو ایم کے رہنماؤں، ذمے داروں کو ذہنی طور پر (Mentally) گمراہ کرنے کے لیے ان کو بالکل دوسرا کارڈ دکھایا گیا کیونکہ جو آپریشن وہ کرنے جارہے تھے اس کا طریقہ کار اچانک حملہ (Sudden Attack)، شب خون (Night Attack) اور ڈان اٹیک (Dawn Attack) والا تھا۔ اس دھوکے کا مقصد یہ تھا کہ جو شب خون مہاجروں

اور ان کی نمائندہ جماعت پر مارا جائے گا اس سے مہاجر عوام، ایم کیو ایم کے رہنماء، ذمے داران، کارکنان اور منتخب نمائندے آگاہ نہ ہو سکیں۔ آپریشن سے قبل آپریشن سے متعلق جو پروپیگنڈہ کیا گیا، 72 افراد کی فہرست پیش کی گئی اور جو باتیں کی گئیں ان کے اثرات یہ ہوئے کہ بیشتر ذمے داران اور عوام نے میری ان باتوں کو اس گہرائی سے سمجھنے کی کوشش نہیں کی جس گہرائی سے میں بتا رہا تھا کہ یہ آپریشن صرف مہاجر قوم اور ایم کیو ایم کے خلاف ہوگا۔

That will be targeted against the MQM and the Mohajir Nation.

1992ء میں جنوری، فروری، مارچ، اپریل، مئی اور جون کے مہینوں کے میرے سارے بیانات، خطابات، کارکنوں کے اجلاس یا اجتماعات، ہر موقع پر میں یہ بار بار بتا رہا تھا۔ اگر آپ اس زمانے کے اخبارات کی فائل نکال کے دیکھیں تو آپ کو میرے سینکڑوں بیانات مل جائیں گے جن میں، میں نے اپنے خدشات سے آگاہ کیا تھا کہ یہ آپریشن مہاجروں کے خلاف ہوگا لیکن دوسری طرف اسٹیبلشمنٹ (Establishment) کا پروپیگنڈہ اس قدر طاقتور تھا کہ ہمارے اپنے ذمے داران اور ہمارے اپنے لوگ بھی آنے والے حالات کی سنگینی کو محسوس نہ کر پائے حالانکہ میں نے یہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ "مہاجروں پر شب خون مارا جائے گا۔" 22 مئی 1992ء کو خورشید بیگم میموریل ہال میں کارکنوں، ذمے داران اور یونٹ، سیکٹرز، زون کی کمیٹیوں کے اراکین کا بہت بڑا اجلاس ہوا تھا اس میں، میں نے یہ لفظ "شب خون" استعمال کیا تھا کہ مہاجروں پر شب خون مارا جائے گا اور نواز شریف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا " نواز شریف اگر ہم پر شب خون مارنا ہے تو ہمیں پہلے سے بتادو ہم پر شب خون نہ مارا جائے"۔ یہ بیان اخبارات میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ ہوا یہی کہ فوج اور حکومت نے پاکستان کے عوام اور بین الاقوامی دنیا کو کچھ اور کارڈ دکھایا اور 19/ جون 1992ء کو ہم پر شب خون مارا۔ فوج نے ایم کیو ایم اور مہاجر عوام کے خلاف اپنا ایکشن شروع کرنے اور مہاجروں پر شب خون مارنے کے لئے وہی سہ جہتی حکمت عملی اختیار کی تھی یعنی آئسولیشن، کرمنلائزیشن اور ڈی مورالائزیشن (Isolation, Criminalization and Demoralization) اور اس سہ جہتی حکمت عملی کے پہلے نکتے کے تحت ان کا سماجی، سیاسی، نفسیاتی، اور جسمانی آئسولیشن

(Social, Political, Psychological and Physical Isolation) کیا گیا۔ اپنے منصوبے کے تحت فوج نے ان دہشت گردوں پر مشتمل "حقیقی" نام کی ایک تنظیم بنائی جن کو مجرمانہ سرگرمیوں (Criminal Activities) میں ملوث ہونے کی وجہ سے ایم کیو ایم نے پارٹی سے خارج کر دیا تھا۔ فوج نے ان کو اپنی بیرکوں میں ٹریننگ دی، ان کی برین واشنگ کی گئی ان کو پیسہ، ٹرانسپورٹیشن اور اسلحہ دیا گیا اور ان کو تیار کر کے کہا گیا کہ ہم تمہاری ایک تنظیم بناتے ہیں تاکہ جس دن ہم ایم کیو ایم اور مہاجروں کے خلاف ایکشن کریں تم قبضہ کر لینا، اس کے لیے ہم تمہیں قتل و غارت کا لائسنس یعنی Licence to Kill, Plunder and Loot بھی دیں گے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے فوج تو شہروں میں ہو گی، فوج تو چھاپے مارے گی اور گرفتاریاں کرے گی لیکن تم چونکہ ایم کیو ایم کے لوگوں کے چہرے بھی پہچانتے ہو، شہروں کی گلیاں اور علاقے بھی جانتے ہو، ایم کیو ایم کے رہنماؤں، کارکنوں کے گھر، مکانات اور دفاتر کے پتے بھی جانتے ہو اس لیے تم ہمارے معاون و مددگار کی حیثیت سے سامنے رہو اور تمہیں ہم ہر طرح کی مراعات بھی دیں گے اور پھر تم جہاں جہاں قبضے کرو گے اور جہاں جہاں کارروائیاں کرو گے تو ہم اس کو دنیا کے سامنے اس طرح پیش کریں گے کہ فوج تو مہاجروں کے خلاف کچھ نہیں کر رہی ہے بلکہ یہ تو ایم کیو ایم کے دو گروپوں کی لڑائی ہے۔

We will tell the entire International Community that army is not doing any thing against any community and against any political party. What is happening in Karachi and the killings are the result of the fighting between the two factions of theMQM

19 جون 1992ء کو جب حقیقی دہشت گردوں کو فوجی ٹرکوں پر بٹھا کر شہر میں لایا گیا تو ہم نے ان سے لڑنے کے بجائے پرامن رہتے ہوئے روپوشی کا راستہ اختیار کیا جس پر اس وقت بعض حلقوں نے تنقید بھی کی۔ اگرچہ حقیقی دہشت گردوں کی تعداد سو، دو سو تھی لیکن کیونکہ ان کے پیچھے پوری

جنگ کراچی......23 مئی 1992ء

وزیراعظم سندھ میں جو کرنا چاہتے ہیں اس سے قوم کو آگاہ کریں: الطاف حسین

قومی اسمبلی کو اعتماد میں نہ لیا گیا اور کسی کارروائی کے نتیجے میں کوئی نقصان ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری وزیراعظم پر ہوگی

اگر سندھ میں کارروائی کا مقصد ایم کیو ایم کو کچلنا ہے تو ہم پر شب خون نہ مارا جائے کھل کر اعلان کیا جائے، لندن سے ٹیلیفون پر خطاب

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے وزیراعظم نواز شریف پر زور دیا ہے کہ اگر حکومت سندھ میں جو کارروائی کرنا چاہتی ہے اس کے بارے میں قومی اسمبلی کو تمام تفصیلات سے آگاہ کیا جائے اور ارکان قومی اسمبلی کو وزیراعظم مکمل طور پر اعتماد میں لیں کیونکہ ریڈیو اور ٹی وی پر قوم کے سامنے آکر [illegible] پاکستانی عوام کو بتائیں کہ سندھ میں کیا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ [illegible] "کامل" [illegible] اور جمہوری ذمہ داری ہے اگر وزیراعظم نے قوم اور اسمبلی کو اعتماد میں نہ لیا اور خدانخواستہ کسی کارروائی کے نتیجے میں کوئی نقصان ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری وزیراعظم نواز شریف پر ہوگی اور اس کیلئے انہیں عوام اور خدا کے سامنے جواب دہ ہونا ہوگا۔ یہ بات انہوں نے جمعہ کی شب عزیز آباد میں ایم کیو ایم کے تمام سیکٹر انچارج، سیکٹر کمیٹیوں کے ارکان، یونٹ انچارج اور یونٹ کمیٹیوں کے ارکان کے ایک اجلاس سے لندن سے ٹیلیفون پر براہ راست خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اس اجلاس میں اسٹوڈنٹس [illegible] ونگ، میڈیکل ونگ، [illegible] اور شعبہ خواتین کی عہدیداران نے بھی شرکت کی۔

اجلاس میں جنگ کی تازہ ترین سیاسی صورتحال خصوصاً سندھ میں رونما ہونے والے حالات و واقعات پر غور و خوض اور مشورہ بھی کیا گیا۔ الطاف حسین نے اپنی تقریر میں روزنامہ جنگ لندن میں سندھ میں فوجی آپریشن سے متعلق سرخی کے ساتھ شائع ہونے والی خبر کے حوالے سے اہم نکات اٹھائے اور وزیراعظم نواز شریف پر ان کی وضاحت کیلئے زور دیا۔ اس خبر کی کاپیاں اجلاس کے شرکا میں بھی تقسیم کی گئیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ سندھ میں فوجی کارروائی کا مقصد ڈاکو، اغوا اور دہشت گردی کا خاتمہ بتایا جا رہا ہے جبکہ دوسری جانب [illegible] کے مختلف حلقوں میں اس آپریشن کے بارے میں [illegible] کہا جا رہا ہے کہ اس کے بعد سندھ میں [illegible] وزیراعظم کہہ چکے ہیں، وزیر داخلہ کہہ چکے ہیں، وزیر دفاع کہہ چکے ہیں اور اعلیٰ حکام کہہ چکے ہیں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی نگرانی کرنے والے ادارے، سرکاری ایجنسیاں، ان کے افسران اور اخبارات کو بھی پتہ ہے جبکہ انہوں نے جو کارروائی کرنی ہے [illegible] حالات پر غور کیا، [illegible] اخبار، ہفتہ، [illegible]۔ الطاف حسین نے جنگ لندن میں شائع ہونے والی خبر کا مکمل متن اجلاس کو پڑھ کر سنایا۔ یہ خبر "آغا خان [illegible]" ایسوسی ایٹڈ پریس (اے پی) اور نمائندہ جنگ کے حوالے سے شائع ہوئی ہے۔ خبر میں [illegible] کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ فوج سندھ میں کارروائی کیلئے حسب اختیارات مانگ رہی ہے اور فوجی افسروں کے تقرر پر زور دے رہی ہے کیونکہ اسے خدشہ ہے کہ حکومت کی اتحادی ایم کیو ایم مجرموں کو سزا دینے کے خلاف واویلا کرے گی۔ اس طرح خبر میں ایک فوجی افسر کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ حیدرآباد میں گزشتہ دنوں پرتشدد کارروائیوں میں 20 سے 22 افراد ہلاک ہوئے ہیں اور اگرچہ ان واقعات کی ذمہ داری کسی گروپ نے قبول نہیں کی تاہم ان کی ذمہ داری سندھی قوم پرستوں اور ایم کیو ایم پر عائد ہوتی ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ اگر اخباری حوالے درست ہیں تو ہم ان پر سخت احتجاج کرتے ہیں اور وزیراعظم نواز شریف سے مطالبہ ہے کہ وہ وزیر داخلہ کے بیان کے بارے میں قوم کے منتخب نمائندوں کے سامنے قومی اسمبلی میں اور پھر قوم کے سامنے ریڈیو ٹی وی پر وضاحت کریں اور تحقیقات کرائیں کہ کس اخباری اطلاع کے مطابق ایم کیو ایم پر ذمہ داری عائد کرنے والا فوجی افسر کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ کیا ستم ظریفی ہے جس کے بارے میں وزیراعظم، کابینہ کے سربراہ ہیں کے وزرا اور ایجنسیاں بھی [illegible] کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آخر یہ کیا چکر ہے اور یہ سلسلہ کیوں [illegible] اس سلسلے میں کون [illegible] ہے سب سے پہلے اس پر وزیراعظم کو قومی اسمبلی اور قوم کو اعتماد میں لینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم کا کہنا ہے کہ سندھ میں فوج کے ذریعے ڈاکوؤں اور تخریب کاروں کی بیخ کنی کیلئے فوجی آپریشن کیا جا رہا ہے ہمیں بتایا جائے کہ اگر اس آپریشن کے واقعی یہی مقاصد ہیں تو آپریشن کے سلسلے میں وفاقی وزیر داخلہ کی حیثیت سے ایم کیو ایم کا نام کیوں لیا جا رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم وزیراعظم نواز شریف کے دشمن نہیں بلکہ دوست، حلیف اور اتحادی ہیں اس لئے ہمیں فیصلے کرنے سے پہلے اعتماد میں کیوں نہیں لیا جاتا اور کیوں نہیں بتایا جاتا کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور سندھ میں کیا کرنے کی نیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر سندھ میں کارروائی کا مقصد ایم کیو ایم کو کچلنا ہے تو صدر اور وزیراعظم ہمیں اس مقصد سے آگاہ کریں اور کھل کر ایم کیو ایم کے خلاف کارروائی کا اعلان کریں لیکن ہم پر شب خون نہ مارا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ کراچی، حیدرآباد پر طاقت کی بارش کر کے ایم کیو ایم کو ختم کر دیگا تو اس کی خام خیالی ہے ایم کیو ایم بیٹے جاگتے انسانوں کی زندہ تحریک ہے اس کے پیچھے کروڑوں حق پرست عوام اور خدا اور اس کے رسولؐ کی تائید و نصرت اور حمایت ہے۔

اور انشاءاللہ ایم کیو ایم کو نیست و نابود کرنے والے خود نیست و نابود ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد میں گزشتہ دنوں لوگ دہشت گردی کا نشانہ بنے ہیں۔ اس لئے ان واقعات کی ذمہ داری ہم پر ڈالنا ہے وہ کوئی بھی ہو جھوٹ پر ڈالنے ہوا کو اس کرتا ہے۔ لہٰذا صدر اور وزیراعظم تحقیقات کرائیں کہ ہمارا نام کیوں لیا جا رہا ہے؟ اور ہمارا قصور کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم نے ایم کیو ایم کو متحد قومی موومنٹ بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے عوام کی خدمت کی۔ ان کے لئے اسکول، اسپتال، سڑکیں، پلے گراؤنڈ، اسٹیڈیم تعمیر کئے شہروں میں روشنی کی اور انہیں خوبصورت بنایا، ہر حال میں امن و سلامتی کیلئے کام کیا۔ کیا یہ سب ہمارا جرم ہے؟ انہوں نے سوال کیا کہ اگر ہمیں جرم کی پاداش میں ایم کیو ایم کے خلاف منصوبے بنائے جا رہے ہیں تو کیا ہم ان کے خوف سے اپنی تحریک ختم کر دیں اور جدوجہد سے دستبردار ہو جائیں؟ اس پر شرکائے اجلاس نے کہا "نہیں ہرگز نہیں"۔ الطاف حسین نے کہا کہ مجھے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں ہے اور مجھے معلوم ہے کہ پاکستان دشمن قوتیں ہر قیمت پر مجھے قتل کرنا چاہتی ہیں اور کئی سازشیں کر چکی ہیں لیکن میں کسی خطرے سے خوفزدہ نہیں ہوں۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے ہر ممکن طریقے سے وزیراعظم نواز شریف کا ساتھ دیا ہے اور ہم پر بے وفائی کا الزام نہیں لگایا جا سکتا جبکہ جماعت اسلامی نے انہیں تنہا چھوڑ دیا تھا انہوں نے آسمان پر بٹھا دیا، اعتماد کیا ہے لیکن کے ان کی پالیسیوں میں اپنی نشستیں دی تھیں جماعت نے کوئی ہمدردی حاصل نہیں کر سکی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی کی تمام تر سازشوں کے باوجود وزیراعظم اب بھی اس کے زیر اثر نظر آتے ہیں۔ جبکہ ہم نے کبھی وزیراعظم اور موجودہ حکومت کو غیر مستحکم کرنے کی کسی سازش میں حصہ نہیں لیا ہے اس کے باوجود وزیراعظم ہمارے بے پناہ جذبے کی قدر نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب تک جانتے ہیں وزیراعظم کس کی گود میں بیٹھے ہیں اور کس کے مشورے پر عمل پیرا ہیں وہ بے چینی، مشتعل کر دینے والی پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں۔

انہوں نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ مرکز سے رابطہ رکھیں اس کی ہدایات پر عمل کریں کسی بھی صورت میں جذباتی پن کا مظاہرہ نہ کریں۔ مشتعل نہ ہوں بلکہ صبر و تحمل سے کام لیں۔ جناب الطاف حسین نے ایک مرتبہ پھر عوام اور کارکنوں کو خبردار کیا کہ بعض سرکاری ایجنسیاں ملک کے استحکام اور سلامتی کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو فراموش کر کے سندھ میں عدم استحکام کو مکمل کھیل رہی ہیں۔

ریفرنسز کی روشنی میں

دیکھنے والوں نے دیکھا ہے......اِک شب جب شبِ خون پڑا
19 جون 1992ء کا ایک منظر...... کراچی کی ایک مرکزی شاہراہ پر فوجی اہلکار ٹینک سمیت موجود ہیں

رینجرز کے اہل کاروں پر مشتمل مسلح گروہ چھاپے کی نیت سے نائن زیرو کی گلی میں داخل ہو رہے ہیں
(ہیرالڈ ۔۔۔ جولائی 1992ء)

کراچی کے باسیوں پر تنی ہوئی بندوقیں..... اٹھی ہوئی سنگینیں..... کیا ملک گنز اور ٹرکوں سے چلایا جاسکتا ہے؟
(ہیرالڈ اگست 1992ء)

فوج تھی اس لئے اگر ہمارے ساتھی اس وقت حقیقی دہشت گردوں کی دہشت گردیوں کے عمل پر اپنا حق دفاع استعمال کرتے تو اس کو نہ صرف یہ کہ تصادم کا نام دیا جاتا بلکہ ساتھ ساتھ فوج بھی دنیا بھر میں یہ تاثر دیتی کہ ایم کیو ایم والے فوج سے لڑ رہے ہیں اور پھر فوج ایم کیو ایم کے خلاف اور مہاجر عوام کے خلاف اسی طرح کا بھیانک آپریشن کرتی جس طرح اس نے سابقہ مشرقی پاکستان میں 1971ء میں کیا تھا۔ اس وقت بین الاقوامی سطح پر نہ مہاجروں کو تسلیم کیا جاتا تھا، نہ دنیا ان کی محرومیوں سے آگاہ تھی۔ اس لیے اس وقت دنیا بھی کہتی کہ یہ دہشت گرد گروپ ہے، ٹھیک ہے، اسے مارو اور بالکل ختم (Eliminate) کر دو۔ اس لیے اگر روپوشی کی پالیسی اختیار نہ کی جاتی تو ایم کیو ایم ختم ہو چکی ہوتی، مہاجر غلام بن چکے ہوتے اور آج انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ 19 جون کو صرف یہی نہیں کہ حقیقی دہشت گردوں کو لایا گیا بلکہ دنیا کو یہ تاثر دیا گیا کہ یہ دو گروپوں کی لڑائی ہے، یہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ حقیقی دہشت گردوں کو قتل کا کھلا لائسنس دیا گیا، جدید ترین اسلحہ دیا گیا، گاڑیاں دی گئیں، تحفظ یعنی پروٹیکشن دیا گیا، ان کے ذریعے قتل عام کرایا گیا، ایم کیو ایم کے تمام آفسوں پر قبضے کرائے گئے۔ تمام رہنماؤں کے گھروں پر حملے کرائے گئے، ان کو اغوا کرایا گیا اور گن پوائنٹ پر ان سے زبردستی وفاداریاں تبدیل کرائی گئیں، جنہوں نے وفاداری تبدیل نہیں کی انہیں قتل کر دیا گیا یا انہیں فوج کے حوالے کر کے ان پر جھوٹے مقدمات بنا کر جیلوں میں قید کر دیا گیا۔ دوسری طرف اپنے آپریشن کا جواز فراہم کرنے اور ایم کیو ایم کو کرمنل اور دہشت گرد جماعت ثابت کرنے کیلئے فوج نے خود ٹارچر سیل بنائے اور ٹارچر سیل دریافت کرنے کے ڈرامے بھی خوب رچائے۔

اب آپ دیکھئے کہ 19 جون 1992ء کو جب آپریشن شروع ہوتا ہے تو فوج کے اہلکار جعلی ٹارچر سیل بنانے، وہاں رسیاں وغیرہ ٹانگنے، اسے ٹارچر سیل کی شکل دینے کی تیاریوں میں دو دن لگاتے ہیں اور پھر وہ خود ساختہ ٹارچر سیل دریافت کر کے اس کی ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں بڑے پیمانے پر تشہیر کی جاتی ہے، نیشنل اور انٹر نیشنل میڈیا کو بلا کر فوج خود لے کر جاتی ہے کہ فوج نے یہ ٹارچر سیل دریافت کئے ہیں۔ ساتھ ساتھ چند مخبروں کے ذریعے بیانات دلوائے جاتے ہیں کہ ہم نے یہ سنا، ہم نے ایسی آوازیں سنیں، ہم نے ایسے ٹارچر ہوتے ہوئے دیکھا وغیرہ وغیرہ۔ جب

نیشنل اور انٹر نیشنل میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں ان خود ساختہ ٹارچر سیلوں کی تصاویر اور خبریں پہنچیں تو ایم کیو ایم کا امیج بین الاقوامی سطح پر ایسا ابھارا گیا کہ ایم کیو ایم دہشت گرد اور مجرموں کی جماعت ہے۔ ساتھ ساتھ ٹیلی ویژن، اخبارات اور میڈیا میں ان خود ساختہ ٹارچر سیلوں سے منسوب کر کے ظلم کی ایسی من گھڑت اور بھیانک کہانیاں پوری تفصیلات کے ساتھ اس طرح شائع کرائی گئیں کہ انہیں پڑھ کر عام آدمی ذہنی طور پر ایم کیو ایم کو ظالم پارٹی، کرمنل پارٹی اور دہشت گرد پارٹی تسلیم کرنے لگے۔ پھر "جناح پور" کے نام سے ایک اور سازش سامنے لائی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعے مہاجروں اور ایم کیو ایم کو پاکستان کے دیگر عوام اور دیگر قومیتوں سے مکمل طور پر آئسولیٹ (Isolate) کرادیا جائے۔ اس کے لیے فوج نے طے شدہ منصوبے کے تحت یہ ذمے داری بریگیڈیئر آصف ہارون کو دی۔ بریگیڈیئر آصف ہارون نے جناح پور کی جھوٹی، خود ساختہ سازش اور جناح پور کا جعلی نقشہ، سب کچھ جی ایچ کیو (GHQ) کی ایما، رضامندی اور جرنیلوں کی مرضی سے تیار کیا اور پھر پنجاب سے صحافیوں کو بلا کر خود ساختہ جناح پور کے منصوبے کی جھوٹی دستاویزات اور نقشے پیش کیے گئے۔ جناح پور کے ان خود ساختہ نقشوں اور دستاویزات کے بارے میں تقریباً تمام قومی اخبارات میں ہیڈ لائن لگی کہ "فوج نے جناح پور کی سازش پکڑ لی، جناح پور کا نقشہ بھی دریافت کرلیا اور ایم کیو ایم جناح پور بنانا چاہتی تھی"۔ ایک طرف دہشت گردی کا الزام اور مجرموں (Criminals) کی جماعت ہونے کا تاثر دیا گیا اور دوسری طرف جناح پور کی یہ جھوٹی کہانی شائع کرا کے ایک ایک پاکستانی کو یہ تاثر دیا گیا کہ ایم کیو ایم پاکستان دشمن جماعت ہے۔ جس نے بھی اخبار میں جناح پور کا نقشہ دیکھا۔ اخبار میں جناح پور کی سازش کے بارے میں پڑھا اور یہ دیکھا کہ سازش کو دریافت کرنے والا ادارہ کوئی اور نہیں بلکہ پاکستان کی فوج ہے، اس نے ایم کیو ایم کو ملک دشمن جماعت تصور کیا کیونکہ ہمارے یہاں فوج کے بارے میں جو عمومی تاثر ہے خاص طور پر پنجاب میں فوج کے بارے میں جو تاثر ہے وہ یہ ہے کہ فوج ایک ایسی چیز کا نام ہے کہ اس سے زیادہ مقدس اور پاک چیز کوئی ہے ہی نہیں لہٰذا فوج جو کرتی ہے، جو بات کہتی ہے وہ سچ اور حق کہتی ہے۔ اب کیونکہ جناح پور کی سازش کسی پارٹی، کسی جماعت کا الزام نہیں تھا بلکہ یہ نام نہاد خود ساختہ سازشی منصوبہ

حقیقی دہشت گردوں کی دہشت گردی کے چند واقعات

روزنامہ امن، کراچی...... 21 اکتوبر 1992ء

وفاداری تبدیل نہ کرنے پر ایم کیو ایم کے کارکن سلطان احمد کا قتل

روزنامہ نوائے وقت، کراچی...... 30 جون 1992ء

میئر فاروق کے گھر پر مسلح افراد کا حملہ: پرائیوٹ سیکرٹری کو اغوا کر لیا

پی آئی بی کالونی کی رہائش گاہ میں گھس کر توڑ پھوڑ کی ایک شخص کو بری طرح زدوکوب کیا موبائل ٹیلی فون بھی چھین لیا

روزنامہ پبلک، کراچی...... 22 اپریل 1994ء

ایم کیو ایم لانڈھی کے یونٹ انچارج کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا علاقے میں سخت کشیدگی

Dawn - January 6, 1993

Five MQM workers kidnapped

KARACHI, Dec 5: Some unidentified men kidnapped five MQM workers in Landhi and Malir on Monday night soon after the killing of five workers in Pak Colony, the MQM claimed here on Tuesday.

The Leader - December 24, 1996

TERRORISTS ATTACK MQM WORKERS IN LINES AREA

فوج نے دریافت کیا تھا اور فوج نے یہ جھوٹا الزام لگایا تھا کہ ایم کیو ایم جناح پور بنانا چاہتی تھی، ساتھ ساتھ جناح پور کا جعلی نقشہ بھی شائع کیا گیا تھا تو پنجاب کے عوام کی اکثریت نے اس پر یقین کر لیا اور وہ ایم کیو ایم کو دہشت گرد (Terrorist) اور جرائم پیشہ (Criminal) سمجھنے کے ساتھ ساتھ علیحدگی پسند (Separatist) پاکستان مخالف (Anti-Pakistan) اور پاکستان دشمن پارٹی سمجھنے لگے۔ پورے پاکستان خصوصاً پنجاب کے عوام نے جب فوج کی خود ساختہ اور گھڑی ہوئی جناح پور کی سازش کے بارے میں پڑھا، جب ملک کے گوشے گوشے میں، کونے کونے میں عام پاکستانی نے اس کو پڑھا تو وہ ایم کیو ایم کو ایک علیحدگی پسند (Separatist) اور پاکستان مخالف پارٹی (Anti-Pakistan Party) سمجھنے لگا۔ اس طرح خود ساختہ جناح پور کی سازش بیان کر کے اور جناح پور کے جھوٹے خود ساختہ نقشے شائع کروا کے پاکستان کے عوام کو صرف یہی پیغام نہیں دیا گیا کہ ایم کیو ایم ایک دہشت گرد (Terrorist)، جرائم پیشہ، علیحدگی پسند (Separatist) اور پاکستان مخالف (Anti-Pakistan) جماعت ہے بلکہ ان کو یہ جھوٹی اور خود ساختہ سازش پڑھوا کر اور دکھا کر انہیں ایم کیو ایم کو سپورٹ کرنے والے مہاجروں سے بھی متنفر کیا گیا اور تمام پاکستانیوں سے مہاجر کمیونٹی کو مکمل طور پر آئسولیٹ (Isolate) کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ پاکستان کے محب وطن پنجابی، سندھی، پختون، کشمیری، سرائیکی، بلوچی جب مہاجروں کو اور ان کی نمائندہ جماعت کو پاکستان مخالف پارٹی سمجھیں گے تو وہ کیا ایم کیو ایم کے لیے ہمدردانہ جذبات رکھیں گے؟ کیا کوئی مثبت (Positive) خیالات ایم کیو ایم کے لیے رکھیں گے؟ دراصل اس سازش کا بنیادی مقصد ہی مہاجروں کو ملک کی تمام قومیتوں سے آئسولیٹ کرانا تھا۔ پوری مہاجر قوم کو دیگر قومیتوں سے آئسولیٹ کرنا تھا تاکہ وہ کسی بھی قومیت سے کوئی ہمدردی حاصل نہ کر سکیں۔ چاہے معصوم مہاجروں پر کتنا ہی ظلم کیوں نہ ہو پورا پاکستان خاموش رہے گا۔ جناح پور کے اس جھوٹے الزام کی وجہ سے مہاجروں پر ہونے والے ظلم و جبر کے خلاف کوئی سندھی، پنجابی، بلوچی، پٹھان، کشمیری یا سرائیکی آواز نہیں اٹھائے گا۔ یہ جھوٹے اور بے بنیاد الزامات مہاجروں کی پوری کمیونٹی کو آئسولیٹ کرنے کے لیے ہی لگائے گئے تھے اور ایم کیو ایم کے خلاف اس طرح کے علیحدگی پسندی

جنگ، لندن......12 اکتوبر 1992ء

فوج نے حکومت پاکستان کو "جناح پور" کی تفصیلات سے آگاہ کر دیا

"جناح پور" میں حیدر آباد، ٹھٹھہ، بدین، کراچی اور بالائی سندھ کے تیل کی دولت سے مالا مال علاقے شامل ہیں اب حکومت ضروری اقدامات اور کارروائی کر سکے گی

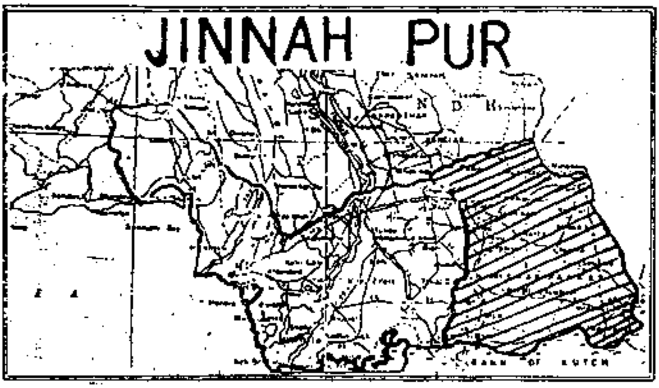

جنگ، کراچی......18 اکتوبر 1992ء

الطاف حسین کراچی کو ہانگ کانگ کی طرح الگ ریاست بنانا چاہتے تھے — بریگیڈیئر ہارون

فوج کے پاس مصدقہ رپورٹیں موجود ہیں، خیال ہے کہ ایم کیو ایم اور حقیقی گروپ ایک ہی سکہ کے دو رخ ہیں، منحرف گروپ کا کوئی پلان نہیں تھا

کراچی (خبر نگار خصوصی) فوج کے پاس ایسی مصدقہ ایجنسی رپورٹیں موجود ہیں جن کے مطابق الطاف حسین کراچی کو ہانگ کانگ کی طرح جناح پور یا اردو دیش کے نام سے ایک الگ ریاست بنانا چاہتے تھے۔ یہ بات پاک فوج کے تعلقات عامہ بریگیڈیئر آصف ہارون نے ایک بریفنگ کے دوران بتائی۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم کے منحرف گروپ کا ابھی کوئی پلان نہیں ہے اور کس حد تک ایسے لوگ ہیں اس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ ایک خیال یہ ہے کہ ایم کیو ایم اور حقیقی گروپ ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔

جنگ، لندن......24 اکتوبر 1992ء

سیاسی اختلافات تشدد سے نہیں، مذاکرات سے طے ہونے چاہئیں — جنرل آصف نواز

مختلف سیاسی پارٹیوں کے گروپ پر امن طور پر رہ سکتے ہیں تو ایم کیو ایم کے مخالف دھڑے کیوں نہیں رہ سکتے۔ گرفتار شدگان کے خلاف مقدمات کے لئے فوجی عدالتیں قائم کی جا سکتی ہیں

کراچی (جنگ نیوز) چیف آف آرمی اسٹاف جنرل آصف نواز نے کہا ہے کہ مختلف سیاسی پارٹیوں کے کئی کئی گروپ ہیں، ایک جماعت کے مختلف دھڑوں کے درمیان اختلافات تشدد سے طے نہیں ہو سکتے، ہر سیاسی جماعت کے ہر گروپ کو علیحدہ وجود برقرار رکھنے کا حق ہے۔ جمہوریت ... انہوں نے کہا کہ ملک میں کوئی ... کی ... کی ... ہیں اور تقریباً ہر جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک سے زائد گروپ موجود ہیں اگر وہ پر امن طور پر رہ سکتے ہیں تو ایم کیو ایم کے مخالف دھڑے کیوں نہیں رہ سکتے۔ اگر آرمی بلوچستان کراچی میں امن و امان بحال کرنے آرمی کے حوالے سے "ری ایکشن" کی ایک اطلاع میں جنرل آصف نواز نے کہا کہ سیاسی اختلافات مذاکرات کے ذریعے حل ہونے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ فوج سندھ میں امن و امان بحال کرنے اور ڈاکوؤں اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے جلد از جلد آپریشن کو مکمل طور پر غیر جانبدار ... انہوں نے کہا کہ حکومت نے خود آپریشن اور ذہین کے خاتمے کے لئے فوج کو مناسب اختیارات دیئے گئی کرنی ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا مناسب اختیارات سے ان کی مراد آئین کے آرٹیکل 245 کے تحت اختیارات ہیں؟

تو انہوں نے کہا کہ اس کا فیصلہ کرنا حکومت کا کام ہے تاہم یہی امکان ہے کہ فوج کو اپنا کام کرنے کے لئے ضروری اضافی اختیارات مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ آرٹیکل 245 کے تحت فوج کو ... کی وفاقی حکومت کی طرف سے کراچی کی کسی ... کے تحت کچھ اختیارات دیئے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے ... کے لئے کہی ہے کہ آپریشن کے خاتمے کے لئے ابھی مستقبل قریب میں کوئی نظام الاوقات نہیں بتایا جا سکتا۔ بہرحال یہ کہنا مشکل ہے کہ آپریشن کب مکمل ہوگا ... یہ پوچھا گیا کہ فوج کے پاس مجرموں کو سزا دلانے کے لئے کیا طریقہ ہے کہ سندھ آپریشن کے دوران پکڑے جانے والے ... رہے اور فوجی عدالتیں ...

وزیر اعظم سے ملاقات کرانے کے بعد ... جنرل آصف نواز نے کہا کہ ہم فوجی تربیت ... کے تحت آپریشن کے دوران گرفتار ہونے والوں پر مقدمات چلانے کے لئے فوجی عدالتیں قائم ہو سکتی ہیں تاہم یہ ایک تفصیل طلب مسئلہ ہے جو حکومت کے ... اور فوج کے ... ایک جنرل کے ... سے طے کیا جا سکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ فوج کا مقصد یہ ہے امن بحال کر سکے ... سے ہم پر دباؤ ڈالی ... غیر جانبداری سے نبھانا چاہتے ہیں اس ملک میں تمام لوگ ... سمجھیں کہ فوج ... سیاست میں کسی کی طرفداری کر رہی ...

کوئی دلچسپی رکھتی ہے۔ بعض سیاست دانوں کی طرف سے ظاہر کردہ ان خدشات کے بارے میں کہ "فوج آپریشن ختم کرنے کے ... تیاری میں ملوث کیا گیا ہے" چیف آف آرمی اسٹاف نے کہا کہ بدقسمتی سے ملک میں یہ عام ہے کہ لوگ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی سازش محسوس کرتے ہیں اس ... کہ ان ... حکومت کی طرف سے ... جنرل آصف نواز نے کہا کہ جلد ... کے لئے ... فوج کے ... ہم ... سے گزر رہے ہیں ... خیال کرتے ہیں ... آپریشن پارٹی ... کے حوالے سے ... کمل طور پر ... کے ساتھ ... کے ساتھ ... بریگیڈیئر جنرل سلیم اختر ... فوجی افسران کا تبادلہ کر دیا گیا ... ملوث ... فوجی افسر نے ... کیا ... تحقیقات مکمل ہونے ... ہیں ... تحقیقات مکمل ہونے پر ... کارروائی ... سامنے لایا جائے گا۔

کے الزامات لگانے کا مقصد یہ تھا کہ انہیں ختم کردیا جائے اور پاکستان کی دیگر قومیتوں سے آئسولیٹ کردیا جائے۔

اب عوام یعنی پنجابی، سندھی، بلوچی، پختون، سرائیکی، کشمیری عوام کے ذہنوں میں مہاجروں کی حب الوطنی سے متعلق فوج نے جو شکوک پیدا کردیئے تو جب وہ ایم کیوایم کا نام سنے گا یا مہاجر عوام کا نام سنے گا تو عام پنجابی، سندھی، بلوچی، پختون، سرائیکی، کشمیری کا ردعمل کیا ہوگا؟ یقیناً وہ ایم کیوایم سے اور مہاجروں سے نفرت کرے گا۔

These false and fabricated allegations were levelled only to isolate the entire Mohajir community. Such kind of separatist allegations were levelled against the MQM for the purpose of eliminating and isolating them from other communities living in Pakistan.

دوسرے یہ کہ جناح پور کی سازش کی بنیاد پر ایم کیوایم اور مہاجر عوام کے خلاف مزید ریاستی مظالم ڈھائے جائیں اور دنیا کو یہ بتایا جائے کہ یہ لوگ پاکستان سے الگ آزاد ریاست بنانا چاہتے ہیں اور یہ علیحدگی پسند اور اینٹی پاکستان جماعت ہے۔

(They want a separate and independent State so they are separatist and anti- Pakistan party.)

تاکہ امریکہ، برطانیہ اور یورا ویسٹ فوج کے غلط اقدامات کی حمایت کرے اور امریکہ وبرطانیہ سمیت پاکستان کے تمام دوست جمہوری ممالک ان کے ظلم وستم کی حمایت کریں۔ اس طرح مہاجروں کو ملکی وبین الاقوامی سطح پر بھی آئسولیٹ کیا گیا۔

جیوگرافیکل آئسولیشن (Geographical Isolation)

اسٹیبلشمنٹ کی مسلسل سازشوں اور طرح طرح کے زہریلے پروپیگنڈوں کے باوجود

ایم کیوایم کو ہر ایک انتخاب میں کراچی کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اور تیسرے کونے سے چوتھے کونے تک، غرض یہ کہ کراچی کے چپے چپے سے عوامی مینڈیٹ ملا۔اس کے علاوہ حیدر آباد، میر پور خاص، نواب شاہ اور سکھر سمیت سندھ کے تمام شہری علاقوں سے بھی بھر پور مینڈیٹ ملا جو کہ اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ مہاجروں کے مسائل اصلی (Genuine) ہیں۔اسٹیبلشمنٹ نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے تمام تر منفی پروپیگنڈوں کے باوجود یہ تو پھیلتے جارہے ہیں، آگے بڑھتے جارہے ہیں اور دنیا میں یہ ثابت ہورہاہے کہ یہ مہاجروں کی واحد نمائندہ جماعت ہے تو اسٹیبلشمنٹ نے اپنی سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) کے تحت 19 جون 1992ء کو شروع کیے جانے والے آپریشن کے دوران مہاجروں اور ان کی واحد نمائندہ جماعت ایم کیوایم کا فزیکل، سائیکلو جیکل، سوشل اور پولیٹیکل آئسولیشن کرنے کے ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی کی کہ ایم کیوایم کو کراچی کے چند علاقوں تک محدود کردیا جائے۔

They should be confined to specific areas.

اسٹیبلشمنٹ اچھی طرح جانتی تھی کہ شہر کے دیگر علاقوں کی طرح لانڈھی، کورنگی، ملیر، شاہ فیصل کالونی اور لائنز ایریا کے علاقوں کے عوام بھی ایم کیوایم کو سپورٹ کرتے ہیں اس لیے اس نے منصوبہ بنایا کہ ان علاقوں پر حقیقی دہشت گردوں کا قبضہ کروایا جائے، ایم کیوایم کو مزید آئسولیٹ کیا جائے یعنی اسے کراچی کی ایک مخصوص جغرافیائی حدود میں محدود (Confined) کردیا جائے اور اسے شہر کے کئی علاقوں سے آئسولیٹ (Isolate) کرکے ایک مخصوص علاقے تک محدود کردیا جائے تاکہ بین الاقوامی دنیا کو یہ بتایا جائے کہ ایم کیوایم 22 ملین مہاجروں کی واحد نمائندہ جماعت نہیں ہے بلکہ یہ صرف کراچی کے ڈسٹرکٹ سینٹرل کی پارٹی ہے۔

The MQM is not the sole representative party of 22million Mohajirs but it is only a party of District Central , Karachi .

اس مقصد کے لیے حقیقی دہشت گردوں کو قتل وغارتگری، دہشت گردی اور لوٹ مار کا کھلا لائسنس دیا گیا۔ فوج کی سرپرستی میں ڈسٹرکٹ ایسٹ کے علاقوں لانڈھی، کورنگی، ملیر، شاہ فیصل کالونی اور

لائنز ایریا پر گن پوائنٹ پر حقیقی دہشت گردوں کا قبضہ کرایا گیا، ان علاقوں کو ایم کیو ایم کے رہنماؤں، منتخب نمائندوں، عہدیداروں اور کارکنوں کے لیے "نوگو ایریا" بنادیا گیا اور ایم کیو ایم کے علاقوں پر حقیقی دہشت گردوں کا قبضہ کرواکر دنیا کو یہ تاثر دیا گیا کہ حقیقی دہشت گردوں کو لانڈھی، کورنگی، ملیر، شاہ فیصل کالونی اور لائنز ایریا کے عوام کی حمایت حاصل ہے اسی لیے وہاں ان کے جھنڈے لگے ہوئے ہیں۔ ڈسٹرکٹ ایسٹ کے ان علاقوں پر حقیقی دہشت گردوں کا قبضہ کروانے کا ایک مقصد یہ تھا کہ کراچی کے جغرافیے میں جو رقبہ ایم کیو ایم کو سپورٹ کرتا ہے اس کو بھی محدود کردیا جائے یعنی ایم کیو ایم کے دائرۂ اثر کو محدود کردیا جائے۔

To confine the MQM to District Central and to isolate it from the rest of Karachi,the areas of Landhi, Korangi, Malir, Shah Faisal Colony and Lines Area forcibly occupied by the Haqiqi terrorists under the patronage and protection of Pakistan Army. This was done with a view to show the world that the MQM is not a representative party of Mohajirs but only a party of District Central in Karachi.

اس طرح آئسولیشن کی پالیسی کے تحت ایم کیو ایم کو نہ صرف غیر مہاجروں سے دور کیا گیا بلکہ ایم کیو ایم کے حمایتی علاقوں پر حقیقی دہشت گردوں کا جبری قبضہ کرواکر ایم کیو ایم کو ان علاقوں کے مہاجروں سے بھی آئسولیٹ (Isolate) کیا گیا اور اس طرح مہاجروں کو تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی۔ آئسولیشن کی پالیسی کے تحت ایم کیو ایم کا ووٹ بینک توڑنے کے لیے بھی کئی اقدامات کیے گئے۔ مثال کے طور پر ڈسٹرکٹ ایسٹ کے دیہی علاقوں کو ملاکر ایک نیا ملیر ضلع بنادیا گیا تاکہ اس طرح ایم کیو ایم کا ووٹ بینک توڑا جائے۔ آپ یہ دیکھیے کہ آئسولیشن کی پالیسی پر کس کس طرح سے عمل ہوا ہے کہ ایک طرف ڈسٹرکٹ ایسٹ کے کچھ علاقوں پر حقیقی دہشت گردوں سے قبضہ (Occupation) کراکے انہیں آئسولیٹ (Isolate) کردیا گیا اور کچھ علاقوں کو ملاکر الگ ضلع

The News - February 23, 1998

Six MQM activists, two minors gunned down

Three also injured in attack on Korangi unit office; one more body recovered;

crowd attacks minister, police; four hurt in Liaquatabad, Quaidabad

Dawn - Monday, December 1, 1997

2 MQM workers killed, 2 injured in attacks

DAWN TUESDAY, JUNE 17, 1997

Five MQM workers killed, 3 wounded

KARACHI, June 16: Five activists of the MQM were killed and three others injured in an armed attack on the Rabita Office of MNA Babar Khan Ghori near Hari Masjid, Nanakwara late in the evening on Monday.

The News International, Monday, May 26, 1997

Two killed, three injured as MQM(A) office attacked

22 فروری 1998ء کو کراچی کے علاقے کورنگی میں حقیقی دہشت گردوں نے اپنی گولیوں کی بوچھاڑ سے ایم کیو ایم کے 8 کارکنوں اور ہمدردوں کو بے دردی سے شہید کر دیا..... شہداء میں دو ننھی اور معصوم بچیاں بھی شامل ہیں

روزنامہ امن کراچی 20 جنوری 1996ء

پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار خاتون کی امامت میں نماز جنازہ

پولیس سرپرستی میں حقیقی دہشت گردوں کی فائرنگ ' تدفین بھی خواتین کو کرنا پڑی

منیر احمد شہید کی تدفین کے موقع پر حقیقی دہشت گردوں کی فائرنگ کے سبب خاتون کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے

کورنگی کی مہاجر خواتین منیر شہید کا جنازہ تدفین کے لیے قبرستان لے جارہی ہیں

(District) بنادیا گیا اس طرح ایم کیو ایم کو ڈسٹرکٹ سینٹرل تک محدود کرنے کی کوشش کی گئی پھر بے نظیر بھٹو اور اس طرح کے دیگر تمام لوگوں سے بیانات دلوائے گئے کہ ''ایم کیو ایم تو صرف ڈسٹرکٹ سینٹرل کی پارٹی ہے۔''

فزیکل آئسولیشن (PHYSICAL ISOLATION)

فزیکل آئسولیشن (Physical Isolation) کا مطلب ہے جسمانی طور پر علیٰحدہ کردینا، الگ کردینا۔ آئسولیشن کی پالیسی کے تحت اسٹیبلشمنٹ کی کوشش رہی کہ مہاجروں کو ملک کی دیگر تمام قومیتوں یعنی پنجابی، پختون، بلوچی، سندھی، سرائیکی اور کشمیری سمیت سب ہی سے فزیکلی آئسولیٹ کردیا جائے، علیحدہ کردیا جائے اور تمام قومیتوں کے لوگ مہاجروں کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگیں اور مختلف بے بنیاد الزامات کے ذریعے تمام پاکستانیوں کی نظر میں مہاجروں کی بحیثیت قوم (As a Nation) حب الوطنی مشکوک بنادی جائے۔ ایک سازش کے تحت مختلف طریقے اور ہتھکنڈے استعمال کیے گئے کہ پوری مہاجر قوم کو دیگر پاکستانیوں سے آئسولیٹ کردیا جائے اور انہیں غدار اور اینٹی پاکستان کے طور پر پیش کیا جائے۔

The Establishment hatched different strategies, conspiracies, different ways and means to isolate the entire Mohajir Nation from other Pakistanis by labelling them as traitors and anti-Pakistan.

ظاہر ہے جب اس طرح مہاجروں کی حب الوطنی مشکوک بنادی جائے گی اور انہیں دیگر قومیتوں سے آئسولیٹ کردیا جائے گا تو پھر جب ریاست ان کے خلاف آپریشن کرے گی تو کوئی قوم ان کی ہمدردی میں آواز نہیں اٹھائے گی بلکہ حکومت اور اسٹیبلشمنٹ

کے ظالمانہ و جابرانہ اقدامات کی حامی ہوگی اور انہیں جائز قرار دے گی جیسے کہ کراچی میں فوجی عدالتوں کے قیام کو مُہاجر عوام نے مسترد (Reject) کر دیا۔ جبکہ کراچی میں رہنے والی غیر مُہاجر آبادی (Non-Mohajirs) کی اکثریت نے اس کی حمایت کی اگرچہ کراچی میں رہنے والی غیر مہاجر آبادی کی اقلیت نے اس کی مخالفت بھی کی لیکن کراچی میں رہنے والی غیر مہاجر آبادی کی اکثریت نے آرٹیکل 245 کے تحت سمری ملٹری کورٹ کے قیام کی حمایت کی اس لیے کہ ان کے ذہن ایسے بنادیے گئے ہیں اور انہیں یہ بتادیا گیا ہے کہ غیر مہاجر آبادی کی بقاو سلامتی کے لیے ضروری ہے کہ مہاجروں کا خاتمہ کیا جائے۔ لہٰذا غیر مہاجر آبادی کی اکثریت کو جب یہ تاثر دیا جائے گا کہ تمہارا وجود، تمہاری سلامتی اسی وقت ممکن ہے کہ جب یہ مہاجر ختم کر دیے جائیں تو پھر وہ غیر مہاجر آبادی جو کراچی میں رہ رہی ہے جس کا جینا مرنا کراچی سے وابستہ ہے وہ بھی آرٹیکل 245 کے تحت فوجی عدالتوں جیسے ظالمانہ اقدامات کی حمایت کرنے پر مجبور ہوگی تو اب اس آئسولیشن (Isolation) کو ہم کیا کہیں گے؟ یوں مختلف طریقوں سے مہاجروں کو فزیکلی آئسولیٹ کر دیا گیا۔

آج ایک خاص منظم منصوبہ بندی کے ذریعے مہاجروں کا امیج، ان کی تصویر اور ان کی شکل بھیانک انداز میں پیش کی جارہی ہے اور ایک حکمت عملی کے تحت، ایک طریقۂ کار کے تحت انہیں فرزندِ زمین (Son of the soil) کے سامنے اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ They are not sons of the soil یعنی وہ فرزندِ زمین نہیں ہیں۔ دیگر قومیتوں کو شروع ہی سے یہ پڑھایا گیا، سکھایا گیا اور ان کے ذہنوں میں بٹھایا گیا کہ پاکستان پر صرف اس کا حق ہے جو فرزندِ زمین (Son of the soil) ہے اور جو فرزندِ زمین (Son of the soil) نہیں ہے اس کا اتنا حق نہیں ہے جتنا فرزندِ زمین (Son of the soil) کا حق ہے۔ پھر مہاجروں کی سیاسی سوچ و فکر اور سیاسی اقدامات پر ملک کے عوام کو یہ تاثر دیا گیا کہ یہ کوئی الگ سی، علیحدہ سی مخلوق ہیں، گویا کہ یہ بالکل عجیب و غریب ٹائپ کے لوگ ہیں۔ ان کی سیاسی سوچ و فکر اور سیاسی اقدامات کے جواب میں جو ردِ عمل (Reaction) کیا گیا وہ بھی افسوس ناک تھا۔ مثال کے طور پر جنوری 1965ء کے صدارتی

(اسٹیبلشمنٹ کی مہاجر دشمن حکمت عملی)

انتخابات میں مُہاجروں نے محترمہ فاطمہ جناح کو سپورٹ کیا تو اس کی پاداش میں ان پر لشکر کشی کرائی گئی اسی طرح پاکستان کے ایک خطے کے عوام کو یہ تاثر دیا گیا کہ یہ کوئی غیر ملکی ہیں۔ اُردو زبان جو مُہاجروں کی مادری زبان بھی ہے اس کے متعلق ملک کی دیگر قومیتوں کے لوگوں سے یہ بیانات دلوائے گئے کہ یہ غیر ملکی زبان ہے اور اردو بولنے والے پاکستان کے اس طرح کے شہری نہیں ہیں جس طرح کے فرزندِ زمین(son of the soil) ہیں اگر غور کریں تو ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت ایسے حالات پیدا کر دیے گئے ہیں کہ اگر اب کراچی کے لوگ، پنجاب، سرحد یا بلوچستان جائیں تو ان سے اس طرح سلوک (Treat) کیا جاتا ہے جیسے کہ کسی بیرون ملک سے آنے والے کا پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ چیک کیا جاتا ہے۔ اب مہاجر خواہ اس کا تعلق ایم کیو ایم سے ہو یا نہ ہو وہ اگر اسلام آباد یا پنجاب کے کسی شہر جائے گا تو وہاں سب لوگ فوراً اس کو کہیں گے کہ " اچھا ! تم ایم کیو ایم والے ہو، دہشت گرد ہو، فلاں فلاں ہو " مطلب یہ ہے کہ اس طرح بھی مہاجروں کو آئسولیٹ کیا گیا۔

سائیکلوجیکل آئسولیشن(Psychological Isolation)

سائیکلوجیکل آئسولیشن کا مطلب ہے کہ پوری مہاجر قوم کو پاکستان کی دیگر قومیتوں سے سائیکلوجیکلی آئسولیٹ کر دیا جائے، انہیں نفسیاتی طور پر دیگر پاکستانیوں سے دور کر دیا جائے یعنی کہ مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم پر ایسے سنگین الزامات لگائے جائیں......ان کے خلاف ایسا بھیانک پروپیگنڈہ کیا جائے اور ان کے بارے میں سراسر بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی ایسی خوفناک کہانیاں پیش کی جائیں کہ دیگر قومیتوں کے لوگ لفظ "مہاجر" سن کر سائیکلوجیکلی، نفسیاتی طور پر مشتعل (Irritate) ہوں، جب وہ صرف مہاجر لفظ سن کر مشتعل (Irritate) ہوں گے تو جب کوئی مہاجر فزیکلی ان کے سامنے آئے گا تو ان کا اشتعال (Irritation) بڑھ سکتا ہے گویا ان بھیانک پروپیگنڈوں کے بعد تمام پاکستانی لفظ "مہاجر" اور مہاجروں کی کسی جائز بات کو سننے کے لیے تیار نہیں

5/ جنوری 1965ء

کراچی میں ہنگامے، کرفیو کا نفاذ، فوج طلب کرلی گئی
تین میل لمبے جلوس کی قیادت گوہر ایوب نے کی۔

آج کراچی میں لالو کھیت، ناظم آباد، گولی مار اور کورنگی میں ہنگامے ہوئے جن میں سرکاری پریس نوٹ کے مطابق چھ افراد ہلاک اور ایک درجن سے زائد زخمی ہوئے۔ متحدہ حزب اختلاف کے مطابق بارہ افراد ہلاک اور سو سے زائد زخمی ہوئے۔ لالو کھیت، گولی مار اور ناظم آباد میں پندرہ گھنٹے کا کرفیو لگادیا گیا اور حالات پہ قابو پانے کے لیے فوج طلب کرلی گئی۔ بلوائیوں نے گجر نالہ، لیاقت آباد اور ناظم آباد میں بہت سی جھونپڑیاں اور مکان نذر آتش کردیے اور گھروں میں گھس کر لوگوں کو مارا۔ آج شہر میں صدر ایوب کی کامیابی کی خوشی میں تین میل لمبا جلوس نکالا گیا جس کی قیادت صدر ایوب کے بیٹے کیپٹن گوہر ایوب کررہے تھے۔ دوپہر کے بعد لیاقت آباد میں بلوائیوں کا ایک ہجوم پہنچا اور اس نے اشتعال انگیز نعرے لگائے۔ بہت سے بلوائی ٹرکوں میں سوار تھے۔ یہ لیاقت آباد کے گلی کوچوں میں پھیل گئے اور مار پٹائی شروع ہوگئی۔ اس میں ریوالور، کلہاڑیاں، لاٹھیاں، چاقو اور ہاکیاں استعمال کی گئیں۔ بلوائیوں نے بہت سی دکانیں لوٹ لیں۔ گولیاں لگنے اور لوٹ مار سے لیاقت آباد میں ہلچل مچ گئی۔ بلوائیوں کا ایک گروہ گجر نالہ پہنچا اور وہاں جھونپڑیوں کو آگ لگادی جس کے باعث لوگوں میں زبردست بے چینی پھیلی اور جب وہ جان بچا کر بھاگنے لگے تو بلوائیوں نے انہیں مارا۔ آگ سے چار افراد ہلاک ہوئے۔ پولیس کی جوابی گولیوں سے دو افراد ہلاک ہوئے۔ ناظم آباد، فردوس کالونی، پاپوش نگر، لیاقت آباد میں شام کے چار بجے سے صبح سات بجے تک کا کرفیو لگا دیا گیا۔ گولی مار میں بھی جھونپڑیوں کو آگ لگادی گئی۔ لانڈھی اور کورنگی میں بھی جھگڑے ہوئے۔ شہر کے مختلف علاقوں سے اطلاع ملی کہ ٹرکوں میں سوار لوگ نفیس آباد، لسبیلہ، مارٹن روڈ، کلیٹن روڈ ہاؤسنگ سوسائٹی، حیدرآباد کالونی، فاطمہ جناح کالونی، جمشید روڈ، برنس روڈ، فریئر روڈ، رنچھوڑ لائن، لارنس روڈ، بہار کالونی، پی آئی بی کالونی میں اشتعال انگیز نعرے لگاتے رات گئے پھرتے رہے جس کے باعث لوگوں میں خوف وہراس پھیلا رہا اور ان علاقوں کے مکین جاگتے رہے۔ سول اسپتال میں جو بارہ لاشیں لائی گئیں ان کے نام ابھی نہیں معلوم ہوسکے۔ گولی مار، ناظم آباد اور لیاقت آباد کے مکینوں نے بار بار اپیلیں کی تھیں کہ انہیں غنڈوں اور بدمعاشوں سے بچایا جائے جنہوں نے وہاں اپنا راج سہ پہر تک رکھا تھا۔ ان غنڈوں نے جھونپڑیاں جلادیں۔ سائٹ کے ہزاروں غنڈے بھی ان سے آن ملے۔ جب آگ بجھانے والی گاڑیاں ان علاقوں میں جانے لگیں تو انہیں جانے نہیں دیا گیا اور ان پہ پتھراؤ کیا گیا۔

(حوالہ: خان ظفر افغانی کی کتاب "تعصب، تشدد اور تضاد" جلد اول)

The Karachi Connection

A member of MQM activists on the run have taken the refuge in Lahore , providing the ciry's police with an opportunity to earn mony as well as fame.

Branching out: MQM activists arrested in Lahore

ہوں گے اس طرح مہاجروں کا سائیکلو جیکل آئسو لیشن کیا جارہا ہے۔ جب حقوق کی جدو جہد کو ملک دشمنی کہا جائے گا...... حقوق مانگنے کے عمل کو ملک دشمنی سے تعبیر کیا جائے گا...... حقوق کے لیے جدو جہد کرنے والوں کو پاکستان کے عوام کے سامنے ملک دشمن بنا کر پیش کیا جائے گا تو ایک عام آدمی میں بالآخر (Ultimately) اس کا رد عمل کیا ہوگا؟ عام آدمی اس نام سے نفرت کرنے لگیں گے اور جن لوگوں کا وہ نام ہوگا ان لوگوں سے بھی نفرت کرنے لگیں گے۔ مثال کے طور پر خود ساختہ جناح پور، اس کا نقشہ، اس کی دستاویزات اور اس کو بیان کرنے والی فوج ہو گی تو ایک عام آدمی خصوصاً پنجاب کا عام آدمی ٹیلی وژن، ریڈیو پر سن کر اور اخبارات میں مینز ہیڈ لائن پڑھ کر کیا اس پر یقین نہیں کرے گا؟ اور جب وہ یقین کرے گا تو کیا وہ مہاجروں کے لئے کوئی اچھے جذبات رکھے گا؟ کیا وہ مہاجروں کو اپنے گھر میں ایڈجسٹ (Adjust) کرنے کی سوچ رکھ سکے گا؟ پھر دوسری طرف مہاجروں کے بارے میں ہر پنجابی، پٹھان، سندھی اور بلوچی کے ذہن ایسے بنا دیے گئے ہیں کہ مہاجر پنجابیوں کا دشمن ہے، پٹھانوں کا دشمن ہے، مہاجر تمہارے گھروں پر قبضہ کرے گا، تمہاری زمین پر قبضہ کرے گا اور سندھ کی سرزمین پر قبضہ کرے گا۔ اس کے علاوہ مہاجروں کے بارے میں بار بار یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ بالکل الگ چیز ہیں، ان کا وجود ملک کے لیے خطرہ ہے اور ان کا ختم کیا جانا ہی بہتر ہے۔ یعنی ان کی تصویر ایسی بھیانک بنا کر پیش کی جائے کہ ان پر کتنا ہی ظلم کیوں نہ کیا جائے کوئی ان کے لیے آنسو بہانے والا اور ہمدردی کے دو لفظ بولنے والا نہ ہو۔

سوشل آئسو لیشن (Social Isolation)

سوشل آئسو لیشن کا مطلب ہے کہ کسی فرد، چند افراد یا کیمونٹی کو دوسرے لوگوں سے یا دوسری کیمونٹیز سے سماجی طور پر دور کر دینا اور ان کے درمیان فاصلے پیدا کر دینا۔ جب کسی کیمونٹی کو دوسری قومیتوں سے مکمل طور پر آئسولیٹ کر دیا جائے گا تو دوسری قومیتوں کے افراد اس کیمونٹی کے

لوگوں کو اپنی محفلوں میں بھی بلانے سے گریز کریں گے۔ آج مہاجروں کی شکل اور تصویر ایسی بنادی گئی ہے کہ دوسری قومیتوں کے لوگ عام مہاجروں کو اپنی دعوت اور تقریبات میں یا تو بلائیں گے نہیں اور اگر کسی مہاجر کو بلا بھی لیا جائے گا تو وہ اس محفل میں اپنے آپ کو از خود اجنبی اور آئسولیٹ محسوس کرے گا اور وہاں کے لوگوں کا سلوک اس کے ساتھ اجنبیوں جیسا ہوگا، اسکی طرف عجیب ٹیڑھی اور ترچھی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ اسی طرح سرکاری تقریبات اور سرکاری شخصیات کی ایسی نجی محفلوں میں بھی جہاں مختلف قومیتوں کے افراد شریک ہوں وہاں مہاجروں کو شریک کرنے سے گریز کیا جائے گا البتہ ایسی محفلوں میں ان مہاجروں کو لازماً بلایا جائے گا جو اسٹیبلشمنٹ کی مہاجر کش پالیسیوں میں اس کے معاون و مددگار اور ہم خیال بنے ہوئے ہیں، مثلاً غداران قوم کی صورت میں جنہوں نے اپنا ظرف و ضمیر بیچ دیا ہے یا اہم سرکاری عہدوں پر فائز ان مہاجر شخصیات کی شکل میں جو کہ اسٹیبلشمنٹ کا حصہ بن کر مہاجر کش اقدامات میں مصروف ہیں۔

پولیٹیکل آئسولیشن (Political Isolation)

پولیٹیکل آئسولیشن یعنی کسی سیاسی جماعت یا کمیونٹی کو سیاسی طور پر دیگر جماعتوں سے دور کر دیا جائے۔ تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں ایک دوسرے کے بر خلاف منشور، پالیسی اور نظریات رکھنے کے باوجود ایک دوسرے سے ملیں گی کیونکہ تمام تر نظریاتی وسیاسی اختلافات کے باوجود وہ ایک دوسرے کو پولیٹیکل پارٹی تسلیم کرتی ہیں لیکن اسٹیبلشمنٹ نے مسلسل گھناؤنے پروپیگنڈوں اور الزامات کے ذریعے ایم کیو ایم کا امیج دہشت گرد اور ملک دشمن جماعت کے طور پر بنادیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب ایک پولیٹیکل پارٹی کا امیج دہشت گرد پارٹی کے طور پر بنادیا جائے گا تو پھر اس کو کوئی جماعت پولیٹیکل پارٹی تصور ہی نہیں کرے گی۔ اس کے علاوہ ایک اور بات یہ ہے کہ جب ملک کی تمام سیاسی جماعتیں اس امر سے خوبی واقف ہوں کہ ایک مخصوص سیاسی جماعت مسلسل ریاستی مظالم کا نشانہ بنائی جارہی ہے اور ریاست کا سب سے طاقتور ادارہ فوج بھی اس سیاسی جماعت کا مخالف ہے تو ایسی

سیاسی جماعت کے قریب آنے کا کوئی اور جماعت کس طرح تصور کر سکتی ہے کیونکہ تمام جماعتیں خوب جانتی ہیں کہ اسٹیبلشمنٹ کا نشانہ بننے والی جماعت کے قریب جانے کا مطلب اسٹیبلشمنٹ کو اپنی جماعت کے خلاف کرنے کا عمل ہوگا۔ اس طرح فزیکل، سائیکلو جیکل اور سوشل آئسولیشن کے ساتھ ساتھ مہاجروں کا پولیٹیکل آئسولیشن بھی کیا جارہا ہے۔ انہیں سیاسی طور پر بھی دوسروں سے کاٹا جارہا ہے۔ پولیٹیکل آئسولیشن (Political Isolation) میں ایک بات یہ بھی ہے کہ مثال کے طور پر جب تمام تر ریاستی ہتھکنڈوں، حربوں اور سازشوں کے باوجود اور تمام تر ریاستی مظالم کے باوجود ایم کیو ایم ختم نہیں ہوئی اور تمام تر ریاستی مظالم کے باوجود اپنی عوامی مقبولیت کو بار بار انتخابات کے عمل سے گزر کر ثابت کرتی رہی تو انتخابات میں ایم کیو ایم کی کامیابی سے اسٹیبلشمنٹ کو جہاں مایوسی ہوتی ہے وہاں ایم کیو ایم کی انتخابی فتح اس کے لیے ایسی مجبوریاں بھی پیدا کر دیتی ہے کہ وہ بسا اوقات ایم کیو ایم کو حکومت میں شامل کرنے پر بھی مجبور ہو جاتی ہے، اگرچہ یہ صورتحال اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی یا خواہشات کے عین مطابق نہیں ہوتی، یعنی حکومت کی یا اسٹیبلشمنٹ کی قطعی یہ خواہش یا آرزو نہیں ہوتی کہ ایم کیو ایم کو حکومت میں شامل کیا جائے لیکن انتخابات کے نتائج کی صورت میں جو سیاسی منظر نامہ (political scenario) جو سیاسی صورتحال ابھر کر سامنے آتی ہے اس میں ایم کیو ایم کی پوزیشن ایسی بن جاتی ہے جس کی بنیاد پر ایم کیو ایم کو حکومت میں شامل کرنا اسٹیبلشمنٹ کے اپنے مقاصد کے لیے ضروری ہو جاتا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ایم کیو ایم کو حکومت میں شامل کرنا اسٹیبلشمنٹ کی مجبوری بن جاتی ہے لیکن اس کا مقصد ایم کیو ایم کو فائدہ پہنچانا یا ایم کیو ایم کے مسائل حل کرنا ہرگز، ہرگز نہیں ہوتا ہے بلکہ ایم کیو ایم کو حکومت میں شامل کرنے کے باوجود اس کے خلاف آئسولیشن کی وہی پالیسی جاری رہتی ہے، یعنی اب یہاں بھی آئسولیشن کا عمل اس طرح ہوتا ہے کہ اس کو اکثریت رکھنے کے باوجود حکومت کا کوئی بڑا عہدہ نہیں دیا جاتا۔ فروری 1997ء میں 14 اراکین سندھ اسمبلی مسلم لیگ کے تھے اور 28 ایم کیو ایم کے تھے۔ دونوں کے الائنس سے، کولیشن (Coalition) سے سندھ حکومت تشکیل پائی، جسے آزاد ممبران نے سپورٹ کیا۔ پوری کولیشن میں ایم کیو ایم ایک اکثریتی پارٹی کی حیثیت رکھتی تھی، لہٰذا اصولی طور پر ایم کیو ایم کو چیف منسٹر کا عہدہ دیا جانا چاہیے تھا لیکن یہاں بھی اسٹیبلشمنٹ نے آئسولیشن کی پالیسی پر عمل کرتے

ہوئے وزیراعلیٰ کے منصب سے ایم کیوایم کو دور رکھا۔ پھر تحریری طور پر وعدہ کیا گیا کہ گورنر کا عہدہ ایم کیوایم کو دیا جائے گا لیکن تحریری طور پر وعدہ کرنے کے باوجود ایم کیوایم کو گورنر کا عہدہ بھی نہیں دیا گیا۔ اس طرح انتظامِ حکومت اور اقتدارِ حکومت سے ایم کیوایم کو آئسولیٹ رکھا گیا اور ایم کیوایم کو حکومت میں شامل کرنے کے باوجود آئسولیشن کی پالیسی پر اس طرح عمل کیا گیا کہ کراچی کا مسئلہ ہو، حیدرآباد کا مسئلہ ہو، سکھر کا مسئلہ ہو، میرپورخاص کا مسئلہ ہو، سندھ دیہی کا مسئلہ ہو یا سندھ شہری کا مسئلہ ہو، امن عامہ کے معاملات ہوں، انتظامی معاملات ہوں یا حکومتی معاملات ہوں، تمام تر اہم انتظامی معاملات اور ان سے متعلق اہم اجلاسوں سے ایم کیو ایم کو فزیکلی (Physically) دور رکھا گیا یعنی کہ حکومت کا حصہ ہونے کے باوجود ایم کیوایم کے نمائندوں کو اہم پالیسی ساز اجلاسوں میں شریک نہیں کیا گیا۔ مثلاً کوئی اعلیٰ سطحی اجلاس ہو رہا ہے اور اس میں کراچی کے امن وامان کا مسئلہ زیر بحث ہے، اس اجلاس میں ایم آئی (MI) کا چیف، آئی ایس آئی (ISI) کا چیف، رینجرز کا ڈائریکٹر جنرل، آئی بی (IB) کا چیف، آئی جی، ڈی آئی جی، کمشنر، چیف سیکریٹری، ہوم سیکریٹری اور وزیراعلیٰ بیٹھے ہیں حتیٰ کہ مسلم لیگ کے کچھ ارکینِ اسمبلی بھی بیٹھے ہیں لیکن لا اینڈ آرڈر کی اس میٹنگ میں جو کراچی کے حوالے سے ہو رہی ہے، اس میں ایم کیوایم کا کوئی منسٹر موجود نہیں ہے یعنی کراچی کے امن عامہ کے تمام اجلاسوں سے کراچی ہی کی نمائندہ جماعت کو دور رکھا گیا۔

ڈائریکٹ اور اِن ڈائریکٹ آئسولیشن (Direct and Indirect Isolation)

کسی بھی قوم کا آئسولیشن براہ راست (Direct) بھی ہوتا ہے اور بالواسطہ (Indirect) بھی ہوتا ہے۔ Direct یعنی براہ راست آئسولیشن یہ ہے کہ کسی کمیونٹی کو کھلے عام (Publicly) گالی دی جائے۔ کھلے عام (Publicly) اس کو ملزم (Accused) ٹھہرایا جائے اور Indirect یعنی بالواسطہ آئسولیشن یہ ہے کہ پوری قوم کو نشانہ بنانا مقصود ہے لیکن میڈیا پر اسے بحیثیت قوم (As a Nation) گالی نہیں دینی ہے، اسے ملزم (Accused) نہیں ٹھہرانا ہے تو اس قوم کی

نمائندہ جماعت کو گالی دی جائے گی، اسے نشانہ بنایا جائے گا۔ مثال کے طور پر مہاجروں کی نمائندہ جماعت (Representative Party) کی امیج دہشت گرد(Terrorist) کی بنادی جائے، ملک دشمن بنادی جائے اور اسے ملک دشمن اور دہشت گرد کہا جائے تو اس کو سپورٹ(Support)کرنے والے بھی دہشت گرد ، ملک دشمن اور اینٹی پاکستان (Anti Pakistan) تسلیم اور تصور کئے جاتے رہیں گے۔

کیا مہاجروں کو ایم کیو ایم نے آئسولیٹ کیا؟

(Did the MQM isolate the Mohajirs?)

بعض مخالفین ایم کیو ایم پر الزام لگاتے ہیں کہ اس نے مہاجر کی بات کر کے مہاجروں کو آئسولیٹ کر دیا اور انہیں دوسری قومیتوں سے الگ کر دیا۔ حالانکہ اگر حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مہاجروں کو مہاجر کہلوانے پر ایم کیو ایم نے مجبور نہیں کیا...... فرزندِ زمین(Son of the soil)کا مسئلہ ایم کیو ایم نے پیدا نہیں کیا تھا...... 1964ء کے پختون مہاجر فسادات ایم کیو ایم نے نہیں کرائے تھے...... 1972ء کے لسانی فسادات ایم کیو ایم نے نہیں کرائے تھے...... 1973ء میں کوٹہ سسٹم ایم کیو ایم نے نافذ نہیں کیا تھا...... سندھ میں دیہی و شہری کی تفریق ایم کیو ایم نے پیدا نہیں کی تھی بلکہ جب ان فسادات کے نام پر مہاجروں کا جسمانی قتل عام کیا گیا...... جب کوٹہ سسٹم کے کالے قانون کے ذریعے مہاجروں کا تعلیمی و معاشی قتل کیا گیا، اس وقت تو ایم کیو ایم کا وجود ہی نہیں تھا پھر ایم کیو ایم پر یہ الزام کیسے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے مہاجروں کو آئسولیٹ کر دیا؟ سچائی یہ ہے کہ یہ سب تو اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی کا حصہ تھا کہ ایسی حکمت عملیاں، ایسی تدابیر اور ایسے طریقے اختیار کرو کہ مہاجروں کو تمام قومیتوں سے بالکل آئسولیٹ کر دیا جائے۔

چوتھا باب

کرمنلائزیشن

CRIMINALIZATION

تعریف (Definition)

کرمنلائزیشن (Criminalization) کا لفظ کرمنلائز(Criminalize) سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں To treat somebody as a criminal یعنی "کسی کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کرنا" یا:

To turn a person into a criminal by making his or her activities illegal

یعنی "کسی شخص کی سرگرمیوں کو غیر قانونی قرار دے کر اس کو مجرم ظاہر کرنا یا اسے مجرم کی طرح پیش کرنا"۔ کرمنلائز(C r i m i n a l i z e) کے معنوں کی روشنی میں کرمنلائزیشن (Criminalization) کے معنی یہ ہونگے :

To treat a person as criminal and turn or twist his or her activity into a criminal offence

یعنی "کسی شخص کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کرنا اور اس کی سرگرمیوں کو مجرمانہ رنگ دینا یا بنا کر پیش کرنا"۔ لہٰذا اب کرمنلائزیشن(Criminalization) کی تعریف یوں کی جائے گی :

In short, to treat a person as a criminal by turning or twisting his or her political philosophy, thoughts, ideology and all his or her legal activities into criminal offence

یعنی مختصر یہ کہ "کسی شخص کے سیاسی فلسفے، فکر، نظریے اور اس کی تمام قانونی سرگرمیوں کو قابلِ سزا جرم کی شکل میں تبدیل کرنا اور پیش کرنا اور اس کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کرنا"۔ اگر غور کیا جائے تو در حقیقت کرمنلائزیشن(Criminalization) کی اصطلاح ان قوتوں، ڈکٹیٹروں، حکومتوں اور اسٹیبلشمنٹ کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے تشکیل کی گئی ہے جو نہ صرف حکومتوں بلکہ ہر شعبۂ زندگی پر اپنی اجارہ داری قائم کیے ہوئے ہیں۔

The terminology of criminalization is invented or created to obtain the ill motives of the Establishment,Government, dictators, ruling elite or power barons and a group of powerful people having the hegemony in all walks of life

لہٰذا اس بات کی روشنی میں " کرمنلائزیشن " کی تعریف ہم یوں کریں گے :

A policy or a procedure adopted by the Establishment to treat the political opponents and freedom fighters as criminals and turning their just peaceful, democratic struggle into illegal actions known as criminalization

یعنی ''ایسی پالیسی یا طریقہ کار جو اسٹیبلشمنٹ اپنے سیاسی مخالفین اور حریت پسندوں کو مجرموں جیسا سلوک کرنے اور ان کی منصفانہ اور پرامن جمہوری جدوجہد کو غیر قانونی قرار دینے کے لیے اختیار کرتی ہے، کرمنلائزیشن کہلاتا ہے''۔ اس بات کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ :

Criminalization means to present a peaceful democratic struggle as illegal and treating each and every individual of that democratic movement as criminal for the purpose of making ground for their complete elimination by the use of brute state force

کرمنلائزیشن کے معنی یہ ہیں کہ ''ایک پرامن جمہوری جدوجہد کو ظالمانہ ریاستی طاقت کے ذریعے صفحۂ ہستی سے مٹانے کا جواز پیدا کرنے کے لیے اس جمہوری تحریک کو غیر قانونی قرار دیا جائے اور اس میں شامل ہر فرد کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جائے''۔

کراچی، ایم کیو ایم اور کرمنلائزیشن کی پالیسی

(Karachi, MQM and Policy of Criminalization)

اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) کے دوسرے نکتے کرمنلائزیشن (Criminalization) کا مقصد یہ ہے کہ مہاجر عوام اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کی شکل دنیا کے سامنے پیشہ ور مجرموں اور دہشت گردوں کے گروہ کے طور پر پیش کی جائے...... ایم کیو ایم کو ملک کی تیسری بڑی سیاسی جماعت کے بجائے ایک دہشت گرد اور جرائم پیشہ (Criminal) پارٹی بنا کر پیش کیا جائے اور مہاجروں اور ایم کیو ایم کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو پیشہ ور مجرموں اور دہشت گردوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

اپنی کرمنلائزیشن پالیسی کے تحت اسٹیبلشمنٹ نے یہ طے کر رکھا ہے کہ مہاجروں اور ایم کیو ایم کے لیڈروں، عہدیداروں اور نمائندوں کے ساتھ یعنی پوری پارٹی اور پوری قوم کے ساتھ مجرموں، دہشت گردوں اور علیحدگی پسندوں جیسا سلوک کیا جائے اور صرف سلوک ہی نہ کیا جائے بلکہ انہیں مجرموں کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش بھی کیا جائے۔

It is an established policy of the Establishment to treat the Mohajirs, the MQM, their leaders, office bearers and representative, the entire party and the entire nation as criminals, terrorists and separatists. Not only treat them but project them, label them, announce them, term them, name them and portray them as criminals

اس پالیسی کے تحت ایم کیو ایم کے ہر منتخب نمائندے کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جائے چاہے وہ سینیٹ، قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی سے تعلق رکھتا ہو، چاہے کسی بھی پیشے سے تعلق رکھتا ہو اور چاہے اس کا سوسائٹی میں کوئی بھی مقام ہو، ایم کیو ایم کے کسی بھی نمائندے کو نہیں بخشا گیا۔

جب بانیانِ پاکستان کی نسل اپنے ہی وطن کی شاہراؤں پر فوج کے ہاتھوں تذلیل کے مراحل سے گذری..... فوجی آپریشن کے دوران مہاجروں سے نفرت کا ایک جیتا جاگتا ثبوت..... آنکھوں پر باندھی گئی قمیص کی پٹی اور سہمی سہمی قطار

Not a single MQM elected member, no matter whether he or she belongs to the Senate or the National Assembly or the Provincial Assembly, no matter what profession they belong to, what position they hold in the society, irrespective of their position each and every individual must be treated as a criminal.

Not a single elected member was spared

ایم کیوایم کا کوئی ایک بھی رہنما یا منتخب نمائندہ ایسا نہیں جس پر قتل، اقدام قتل کے مقدمات نہ بنائے گئے ہوں، سینیٹر نسرین جلیل، سینیٹر آفتاب احمد شیخ، ڈاکٹر فاروق ستار، شیخ لیاقت حسین، اجمل دہلوی اور ایم کیوایم کی رابطہ کمیٹی کے بزرگ اراکین سمیت کسی ایک کو انہوں نے نہیں چھوڑا، نہ اس کی عمر دیکھی کہ وہ 60 سال کا ہے، 65 سال کا ہے یا 70 سال کا ہے، اس کا سوسائٹی میں کیا مقام ہے، کیا عزت (Respect) ہے، کیا کوالیفکیشن (Qualification) ہے، کیا پیشہ (Profession) ہے، کسی چیز کا لحاظ نہیں کیا گیا اور بغیر لحاظ کیے سب پر قتل، اقدام قتل، لوٹ مار اور دہشت گردی کے مقدمات قائم کیے گئے کسی پر 60، کسی پر 80 کسی پر 100 اور کسی پر 200 جھوٹے مقدمات بنائے گئے۔

کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت اسٹیبلشمنٹ نے دنیا پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ ایم کیوایم کے اراکین، رہنما اور ہمدرد اپنے جائز اور قانونی بنیادی حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد نہیں کررہے ہیں بلکہ یہ جرائم پیشہ، علیحدگی پسند اور پاکستان مخالف لوگ ہیں۔ ایم کیوایم کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے، کوئی جائز جدوجہد، جمہوری تحریک یا جمہوری جدوجہد نہیں ہے بلکہ یہاں صرف ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے جرائم، جرائم اور صرف جرائم۔

According to the policy of criminalization the Establishment tried to present to the world that the members, leaders and sympathizers of the MQM are not struggling to obtain their

جب ڈاکٹر عمران فاروق کے سر کی قیمت لگائی گئی...... 1992ء کے فوجی آپریشن کا ایک اور سیاہ کارنامہ،
ایم کیو ایم کے رہنما ڈاکٹر عمران فاروق کے سر کی قیمت لگائے جانے کا اشتہار جو دیواروں پر چسپاں کیا گیا

ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی کے ڈپٹی کنوینر آفتاب احمد شیخ 11 ستمبر 1999ء کو کراچی میں ایم کیو ایم کے جلسے کے موقع پر پولیس تشدد کے نتیجے میں زخمی ہوگئے تاہم اس کے باوجود پولیس اہل کار ان پر لاٹھیاں برسانے کے لیے دوڑ رہے ہیں

11 ستمبر 1999ء کو کراچی میں ایم کیو ایم کے رہنما ڈاکٹر محمد فاروق ستار کو گرفتار کرتے وقت سادہ لباس میں ملبوس سرکاری ایجنسیوں کے اہل کار انھیں عادی مجرموں کی طرح دبوچ کر لے جارہے ہیں

fundamental legitimate rights but they are criminals, separatists and anti Pakistan. There is no political party, there is no democratic movement, there is no democratic struggle but there is only and only one thing that is crime... crime... crime and crime

اس پالیسی پر 19 جون، 1992ء سے پہلے بھی ایک خاص انداز سے عمل کیا جارہا تھا لیکن چونکہ اسٹیبلشمنٹ کی اس سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) میں کرمنلائزیشن کا نکتہ بھی شامل تھا لہٰذا 19 جون، 1992ء کے بعد کرمنلائزیشن کی اس پالیسی پر شدت کے ساتھ عمل کیا جانے لگا۔ اس پالیسی کے تحت حقیقی دہشت گردوں کو قتل وغارت اور دہشت گردی کا کھلا لائسنس دیا گیا تاکہ وہ ایم کیو ایم کے رہنماؤں، کارکنوں اور ہمدردوں کا قتل عام کرتے رہیں اور دنیا کو یہ دکھایا جائے کہ یہاں جرائم ہورہے ہیں۔ ایم کیو ایم کے لوگوں کو گرفتار کرکے ماورائے عدالت قتل کردیا جائے اور کہا جائے کہ جرائم ہورہے ہیں، ماورائے عدالت قتل کے ان واقعات کو "پولیس مقابلہ" ظاہر کیا جائے اور دنیا کو یہ بتایا جائے کہ جگہ جگہ جرائم پیشہ لوگوں کے جتھے بیٹھے ہوئے ہیں، پولیس جاتی ہے، وہ فائرنگ کرتے ہیں، مقابلہ ہوتا ہے اور وہ مارے جاتے ہیں اور دنیا کو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ انہیں مجرموں کی حیثیت سے پیش کیا جائے اور ان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جائے اور ساتھ ہی یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ کراچی میں کوئی بے چینی نہیں ہے، کراچی میں کوئی جدوجہد (Struggle) نہیں ہے، کراچی، حیدرآباد، سکھر، میرپور خاص، نوابشاہ اور دیگر شہروں میں حقوق کے حصول کی کوئی جدوجہد (Struggle) نہیں ہے۔ کراچی میں کوئی جمہوری جدوجہد (Democratic Struggle) نہیں ہے، کراچی میں کیا ہے، صرف اور صرف کرائم..... کرائم..... کرائم اور کرائم۔ اسٹیبلشمنٹ کا یہ عمل اس کی کرمنلائزیشن کی پالیسی کا حصہ ہے اور کرمنلائزیشن کا مطلب ہے کہ یہ ظاہر کیا جائے کہ آپ کسی سیاسی جماعت کے کارکن نہیں ہیں، آپ اپنے حقوق کے لیے، اپنے بنیادی آئینی حقوق کے لیے

3 مئی 1994ء کو سکھر میں خون کی ہولی کھیلنے والے فوج اور پولیس کے اہل کاروں نے ایم کیو ایم کے پانچ کارکنان کو اُن کے گھروں سے گرفتار کرنے کے بعد اُن کے جسموں کو تختۂ مشق بناتے ہوئے گولیاں مار کے ماورائے عدالت بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا

ہیرالڈ......مارچ 1996ء

خواجہ اجمیر نگری تھانے میں ایم کیو ایم کے پانچ کارکنان کی نعشوں کے پاس کھڑے ہو کر پولیس اور سرکاری ایجنسیوں کے درندہ صفت اہل کار خوشی کا اظہار کر رہے ہیں......ان پانچ کارکنان کو ایک جعلی پولیس مقابلے میں بے دردی سے شہید کیا گیا

ایم کیوایم کے کارکن فاروق پٹنی شہید اور دیگر شہید کارکنان کی نعشیں جنہیں پولیس اور سرکاری ایجنسیوں نے گرفتار کرنے کے بعد جعلی پولیس مقابلے میں سنگ دلی سے شہید کردیا

ہیرالڈ.....مارچ1996ء

کراچی کے علاقے کورنگی میں پولیس اور سرکاری ایجنسیوں کے ہاتھوں جعلی پولیس مقابلے میں شہید کیے جانے والے ایم کیوایم کے کارکنان کی نعشیں

جدوجہد نہیں کررہے ہیں بلکہ آپ صرف کرائم کررہے ہیں۔ یعنی کراچی میں کوئی مسئلہ نہیں ہے، کراچی اور سندھ کے دیگر شہری علاقوں میں کوئی بے چینی نہیں ہے، کراچی، حیدرآباد، سکھر اور سندھ کے دیگر شہری علاقوں میں کوئی احساس محرومی، کوئی مسئلہ، کوئی امتیازی سلوک، کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہے بلکہ یہاں صرف اور صرف کرائم ہورہے ہیں۔

It is also a part of the criminalization policy of the Establishment and criminalization means you are not a worker of any political party, you are not struggling for your rights, you are not struggling to obtain your fundamental and constitutional rights but what you are doing? you are doing only one thing that is crime. You are only committing crime.... means there is no problem at all in Karachi, there is no resentment in Karachi and other parts of urban areas of Sindh, there is no sense of deprivation amongst the people of Karachi, Hyderabad, Sukkur, Mirpurkhas,Nawabshah and other urban areas of Sindh, there is no sense of deprivation, there is no problem, there is no act of victimization, there is no act of discrimination in these areas but what is there ?, there is only one factor that is crime... crime...and crime

" مشتعل افراد " اور " دہشت گرد "

("Angry Mob " and " Terrorists")

کرمنلائزیشن کی اسی پالیسی کے تحت ایم کیو ایم کے امیج کو خراب کرنے کے لیے اس کے خلاف جاری پروپیگنڈہ مہم میں شدت پیدا کی گئی اور دنیا کے سامنے مہاجروں اور ایم کیو ایم کو دہشت

گردہنا کر پیش کیا گیا۔اس کا مزید ثبوت اس طرح بھی ملتا ہے کہ ریاستی مظالم اور جبر و تشدد کے خلاف احتجاج کے لیے ایم کیو ایم نے جو بھی آئینی اور جمہوری طریقے اختیار کیے، چاہے وہ کوئی بھی پرامن مظاہرہ ہو، چاہے کوئی بھی پرامن طریقہ ہو، کوئی بھی پرامن راستہ ہو، اس کے احتجاج کے ان پرامن اور آئینی و جمہوری طریقوں کے بارے میں اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی کے تحت اخبارات، رسائل و جرائد اور میڈیا نے ایک اصطلاح (Terminology) استعمال کی، ایک لفظ استعمال کیا۔ "دہشت گرد" یا "دہشت گردوں" یعنی کہ لاہور میں، راولپنڈی میں یا ملک کے کسی اور مقام پر حکومت کے، پولیس کے یا کسی اور لاء انفورسمنٹ ایجنسی کے مظالم کے خلاف اگر عوام مشتعل ہو کر سڑکوں پر آجائیں، پتھراؤ کریں، ٹائر جلائیں، دیگر چیزیں جلائیں حتیٰ کہ گاڑیاں اور بسیں تک جلائیں تو اخبارات میں جب ان جلنے والی گاڑیوں، آگ لگتے ہوئے ٹائروں اور پتھراؤ کی تصاویر شائع کی جاتی ہیں تو نیچے یہ کیپشن لکھا ہوتا ہے "فلاں فلاں عمل پر، حکومت کی فلاں فلاں بات پر، حکومت کے فلاں ایکشن پر یا پولیس یا کسی بھی لاء انفورسمنٹ ایجنسی کے غلط طرزِ عمل یا رویے پر عوام مشتعل ہو گئے اور مشتعل ہجوم نے ٹائر جلائے یا مشتعل ہجوم نے بسوں کو آگ لگادی"

لاہور کے لیے، راولپنڈی کے لیے اور دوسرے علاقوں کے لیے مشتعل ہجوم یا مشتعل نوجوانوں کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے لیکن اگر کراچی میں عوام ایم کیو ایم کے کارکنوں کے ماورائے عدالت قتل پر بھی مشتعل ہوں، غصے میں آجائیں، سڑکوں پر آکر اپنے احتجاج کے لیے، اپنے غصے کے اظہار کے لیے اور اپنا احتجاج رجسٹر کرانے کے لیے ٹائر جلادیں، سڑکوں پر اگر گاڑیاں جلائیں تو کرمنلائزیشن (Criminalization) کی پالیسی کے تحت وہاں پر ہمیشہ یہ لکھا جاتا ہے کہ لیاقت آباد میں، گولی مار میں، ناظم آباد میں یا کراچی کے فلاں علاقے میں "دہشت گردوں" نے بسوں کو آگ لگادی۔ وہاں "مشتعل ہجوم" کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا کیونکہ اسٹیبلشمنٹ نے یہ پالیسی دی ہے کہ ان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کرو اور ان کو نہ صرف کرمنل کی طرح ٹریٹ کرو بلکہ نیشنلی اور انٹرنیشنلی انہیں کرمنلز ثابت بھی کرو اور جہاں ان کی اکثریت ہو اس جگہ کو، اس شہر کو دہشت گردی اور جرائم کا شہر (City of Terrorism, City of Crimes) قرار دو اور وہاں پر ذاتی جھگڑوں کی بنیاد پر

ہونے والے قتل کو بھی دہشت گردی کا نام دو۔ اس شہر کے بے گناہ لوگوں کو گرفتار کر کے کسی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر قتل کرو، بے دردی سے قتل کرو.....ان کے جسموں کو ڈرل کرو.....جگہ جگہ سے جسم کو کاٹو پھر ماورائے عدالت قتل کردو اور جب مسخ شدہ (Mutilated) لاش لواحقین کو ملے.....وہ روئیں.....دکھی ہوں .....آنسو بہائیں.....اس مسخ شدہ لاش کو دیکھ کر اہلِ محلّہ یا شہر کے لوگوں کے جذبات بھڑکیں، وہ اشتعال میں آئیں اور ان کے اندر فطری ردِ عمل (Natural Reaction) پیدا ہو.....وہ سڑکوں پر آئیں اور اپنے غصے کا اظہار کرنے کے لیے پتھراؤ کریں، ٹائر جلائیں تو اسے کہو "دہشت گردی، کراچی میں دہشت گردی" ہو رہی ہے، اتنی بسیں جلادی گئیں، اتنی کاریں جلادی گئیں۔ لیکن جب صوبہ سرحد کے شہر بنوں میں پولیس والے ایک لڑکے کو قتل کردیں اور اس قتل کے واقعے کے خلاف بطور احتجاج آٹھ پولیس چوکیوں کو تباہ کردیا جائے، سڑکوں پر ٹائرز جلائے جائیں تو اخبارات لکھیں کہ "مشتعل ہجوم نے، مشتعل مظاہرین نے یہ ردعمل کیا" اور اگر یہی ردعمل کراچی میں ہو تو کہا جائے کہ "دہشت گرد سڑکوں پر آگئے، دہشت گردی ہورہی ہے، کراچی میں دہشت گردوں کا راج ہے، آٹھ چوکیاں یا چھ چوکیاں جلادی گئیں"۔ غور کیا آپ نے ؟

1998ء کا واقعہ ہے کہ صوبہ سرحد کے شہر بنوں میں ایک طالبعلم کی ہلاکت پر عوام میں فطری ردعمل کے طور پر شدید اشتعال پھیل گیا اور مشتعل عوام نے کئی پولیس چوکیوں کو تباہ کردیا، انہیں آگ لگادی، درجنوں سرکاری رہائش گاہوں پر حملے کر کے انہیں مسمار کردیا، کئی تھانوں پر حملے کیے، جب پولیس تھانوں میں محصور ہوگئی تو فرنٹیئر کانسٹبلری کو طلب کیا گیا، پولیس، فرنٹیئر کانسٹبلری اور مسلح مظاہرین کی فائرنگ کے تبادلے کے نتیجے میں مزید چار افراد ہلاک ہوئے یہ تمام مظاہرین جدید ہتھیاروں سے مسلح تھے لیکن اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی کے تحت اخبارات نے لکھا کہ " ایک لڑکے کی ہلاکت پر مشتعل مظاہرین سڑکوں پر آگئے" لیکن اگر کراچی میں کسی ماورائے عدالت قتل پر عوام میں فطری ردعمل پیدا ہوتا اور وہ مشتعل ہو کر احتجاج کرنے کیلئے سڑکوں پر آتے تو اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی کے تحت اخبارات لکھتے کہ "کراچی میں دہشت

ایم کیو ایم کے حق پرست کونسلر اسلم سبزواری شہید..... سرکاری ایجنسیوں کے اہل کاروں نے اپنی حراست میں انسانیت سوز تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے اسلم سبزواری شہید کی آنکھیں تک نکال لی تھیں (ہیرالڈ..... مارچ 1996ء)

ایم کیو ایم کے کارکن امجد خلیل جنہیں ایک جعلی مقابلے میں بے دردی سے شہید کر دیا گیا..... تصویر میں اُن کے بازوؤں پر جلائے جانے کے نشانات نمایاں ہیں (ہیرالڈ..... مارچ 1996ء)

ایم کیو ایم کے کارکنان محمد نعیم شری شہید اور امجد بیگ شہید کی میتوں پر ان کے غم زدہ لواحقین گریہ کناں ہیں
(ہیرالڈ......مارچ 1996ء)

جب جواں لال بچھڑا......جب بہن کا رکھوالا جہاں سے گذرا، میت پر بین، آنسوؤں کا نہ تھمنے والا طوفان...... یہیں تو ہے بس اِک مہاجر خاندان...... شہید کارکن کی میت پر ماں اور بہنوں کا ماتم (ہیرالڈ......مارچ 1996ء)

گردوں کا راج ہے، اتنی پولیس چوکیاں تباہ، اتنی پولیس گاڑیاں تباہ"۔

اسی طرح اگر کراچی میں پانی کی قلت ہو اور پانی سے محروم افراد مشتعل ہو کر مظاہرہ کریں تو کہا جاتا ہے کہ "کراچی میں دہشت گردی، کراچی میں دہشت گردوں کا مظاہرہ" لیکن اگر لاہور میں کسی واقعے پر عوام مشتعل ہو کر سڑکوں پر آکر ٹائر جلائیں تو اخبارات لکھتے ہیں کہ عوام میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی، مشتعل عوام، مشتعل ہجوم سڑکوں پر آگیا، مشتعل مظاہرین نے ٹائر جلائے، گاڑیوں کو نذر آتش کیا دوسری طرف جب کراچی میں نوجوانوں کو بے دردی سے قتل کیا جاتا ہے اور اس قتل پر جو نفسیاتی رد عمل ہوتا ہے اس کے تحت لوگ اپنے غصے کا اظہار کرنے کے لیے اور اپنا احتجاج رجسٹر کرانے کے لیے سڑکوں پر آتے ہیں، ٹائر جلاتے ہیں تو اسے "دہشت گردی" قرار دیا جاتا ہے۔ جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیت طلبا کے لوگ کسی بات پر مظاہرہ کریں، بسوں کو آگ لگادیں تو اخبارات لکھتے ہیں "مشتعل نوجوانوں نے فلاں فلاں مسئلے پر یہ عمل کیا" لیکن کراچی میں نہ صرف یہ کہ بے گناہ نوجوانوں کو ماورائے عدالت قتل کیا جائے بلکہ جب ان کے جنازے دفنانے کے لیے قبرستان لے جائے جائیں تو ان کے جنازوں پر بھی فائرنگ کی جائے اور پھر یہ کہا جائے کہ "جنازے میں دہشت گرد موجود تھے جس کی وجہ سے پولیس نے جنازے پر فائرنگ کی"۔

اسٹیبلشمنٹ نے کرمنلائزیشن (Criminalization) کی پالیسی کے تحت ہر صورت میں کراچی کو ٹارگٹ بنایا ہوا ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کراچی ٹارگٹ کیوں ہے؟ کراچی اس لیے ٹارگٹ ہے کہ کراچی میں ایم کیو ایم کو عوام کا بھرپور مینڈیٹ حاصل ہے اور اسٹیبلشمنٹ کا مقصد ایم کیو ایم اور مہاجر عوام کو ختم (Eliminate) کرنا ہے لہٰذا محاصروں کے دوران سرکاری اہل کار مہاجر خواتین کے ساتھ اجتماعی زیادتی کریں اور جب یہ خبر عام ہو اور لوگ سڑکوں پر آئیں تو اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی کے تحت اس ظلم کے خلاف احتجاج کو بھی دہشت گردی کا نام دیا جائے یعنی ان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جائے اور ان کے ہر قانونی و جمہوری عمل کو مجرمانہ، غیر جمہوری اور غیر قانونی عمل قرار دیا جائے۔

اس طرح اگر پنجاب کے شہر راولپنڈی میں فوج کے ٹرک میں سوار فوجی اہل کار خواتین کو

جنگ، لندن......28دسمبر1998ء

بنوں میں خونریز ہنگامے 4 افراد ہلاک

پولیس چوکیاں نذر آتش
شہر فوج کے حوالے

سپاہی کی فائرنگ سے چودہ سالہ طالبعلم کی ہلاکت پر ہنگامہ شروع ہوا، ہزاروں مشتعل افراد نے درجنوں سرکاری دفاتر بھی مسمار کر دیں، انگریز دور کے بنے ہوئے آہنی گیٹ گرا دیئے، تھانوں پر حملے

فوج نے شہر کے مختلف مقامات پر مورچے سنبھال لئے ... قتل میں ملوث پولیس اہلکار گرفتار، کشیدگی برقرار ہے، ضرورت پڑی تو کرفیو لگا دیں گے۔ ڈپٹی کمشنر

بنوں (نامہ نگار، جنگ / ریڈیو رپورٹ / اے پی پی / آئی این پی) صوبہ سرحد کے شہر بنوں میں کانسٹیبل کے ہاتھوں طالب علم کی ہلاکت کے بعد خونریز ہنگاموں میں 4 افراد ہلاک اور 20 سے زائد زخمی ہو گئے ہیں جن میں پولیس اہلکار بھی شامل ہیں شہر میں فوج طلب کر لی گئی ہے۔ مشتعل عوام نے پولیس چوکیوں کو آگ لگا دی اور تھانوں پر حملے کئے۔ پولیس کی فائرنگ اور فائرنگ سے 4 افراد ہلاک ہوئے جبکہ مشتعل عوام کی جوابی فائرنگ سے ایف سی کے جوان کی ہلاکت کی بھی اطلاع ملی ہے۔ عوام نے پولیس کی دو چوکیاں مسمار کر دیں جبکہ بنوں سٹی میں قائم انگریز دور کے بنے ہوئے گیٹ بھی مسمار کر دیئے گئے۔ گزشتہ رات پیش آنے والے خونریز ہنگامے اطلاع کے وقت تک جاری رہے تقریباً شام پانچ بجے شہر میں فوج طلب کر لی گئی جس نے مختلف مقامات پر مورچے سنبھال لئے اور حالات کو قابو میں کر لیا۔ شہر میں حالات کشیدہ ہیں فوج مختلف علاقوں میں گشت کر رہی ہے۔ تفصیلات کے مطابق اتوار کی شام سید رسول نامی پولیس کانسٹیبل نے بنوں شہر کے ... ڈاکٹر سعد اللہ کے کلینک میں بیٹھے ہوئے لوئر جماعت کے چودہ سالہ طالب علم ہارون کو سرکاری رائفل سے فائرنگ کرکے ہلاک کر دیا جس کی وجہ کا فوری طور پر علم نہیں ہو سکا تاہم عوامی حلقوں اور عینی شاہدین کے مطابق پولیس کانسٹیبل طالب علم سے ناجائز تعلق کا خواہش مند تھا، ناکامی پر اس نے قتل جیسے سنگین جرم کا ارتکاب کیا۔ چودہ سالہ طالب علم کے قتل کی خبر شہر میں تیزی سے پھیل گئی شہر کے ہر کونے سے مشتعل افراد کی ٹولیاں سڑکوں پر نکل آئیں اور لوگوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی اس دوران مشتعل لوگوں نے شہر کے اردگرد انگریز دور کی تعمیر کردہ دیوار میں نصب آہنی گیٹ گرا دیئے اور آگ لگا دی۔ مشتعل ہجوم نے راستے میں آنے والی ہر پولیس چوکی کو مسمار کرکے نذر آتش کر دیا۔ دو پولیس چوکیاں نذر آتش کرنے کے علاوہ پولیس کی درجنوں سرکاری گاڑیاں بھی مسمار کر دی گئیں۔ اس دوران گل اور بنوں صدر کے علاقوں سے بھی مشتعل افراد ہنگاموں میں شامل ہو گئے جبکہ کئی لوگوں نے گھروں سے مختلف قسم کا اسلحہ بھی اٹھا لیا جس کے بعد تھانہ صدر، تھانہ شہر اور سی آئی اے تھانہ پر بھی عوام نے ہلہ بول دیا جبکہ تھانوں پر فائرنگ بھی کی گئی پولیس نے جان بچانے کیلئے جوابی فائرنگ کی۔ عینی شاہدین کے مطابق تھانہ صدر اور سی آئی اے تھانہ سے مشتعل ہجوم پر جوابی فائرنگ کی گئی جس سے ایک شخص موقع پر ہلاک ہو گیا۔ جب عوام کے شدید اشتعال اور مسلسل بڑھتی ہوئی تعداد کے بعد پولیس تھانوں میں محصور ہو کر رہ گئی حکام نے فوری طور پر شہر کی اکثر چوکیوں سے عملہ واپس بلا لیا۔ اس دوران حالات سخت کشیدہ ہونے کے پیش نظر شام پانچ بجے کے قریب فوج طلب کر لی گئی جس نے ... چوکیوں پر اہلکار تعینات کئے جس کے بعد عوام گھروں کو واپس لوٹ گئے۔ تاہم شہر میں شدید کشیدگی ہے اور کسی ناخوشگوار واقعہ سے بچنے کے لئے فوج گشت کر رہی ہے اور بعض مقامات پر بھاری اسلحہ کے ساتھ تعینات ہے۔ ان ہنگاموں میں تین افراد حشمت ولد محمد ایوب ساکن محلہ اسماعیل خیل، خالد ولد نسیم خان ساکن محلہ شیخ، عظمت خیل اور ہارون خان ساکن بنوں شہر ہلاک ہو گئے جبکہ دو کانسٹیبل اکبر اور عزیز شدید زخمی ہیں۔ زخمیوں کی تعداد 20 سے زائد بتائی جا رہی ہے۔ دریں اثناء بنوں شہر کی تمام سیاسی جماعتوں سمیت ممبران قومی، صوبائی اسمبلی ... نے فوج کے اعلیٰ افسران کے ساتھ ایک اجلاس میں شرکت کی جس میں طے پایا کہ حالات درست ہونے تک پولیس کو شہر میں سامنے نہیں لایا جائے گا۔ اس طرح ان تمام ذمہ دار پولیس اہلکاروں کو گرفتار کرکے ان کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کیا جائے گا جو فائرنگ میں ملوث ہیں بعد میں حکام نے ہارون نامی طالب علم کو ہلاک کرنے والے پولیس کانسٹیبل سید رسول کو گرفتار کرکے نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا ہے۔ زخمیوں میں زیب نواز ساکن ناصر خیل، انور خان ساکن جانی خیل، خورشید علی ساکن جانی خیل، گل نواز ... یوسف اللہ ساکن ... سعادت ... خواجہ یوسف شاہ (نورنگ سٹی)، ابرار خان (ناصر خیل)، ... (کوٹکہ لنگاں)، مہر آزاد، گل روشن، کالا خیل، افضل خان، سرائے نورنگ، مسعود خان، ظفر اللہ خان، گولہ شیخان، شعیب ... خیل، سوکڑی، غلام اکبر (بنوں سٹی)، رفیع اللہ (ممش خیل) اور اصغر خان (سوکڑی) شامل ہیں۔ کئی زخمیوں کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ بی بی سی نے ایک مقامی صحافی کے حوالے سے بتایا کہ شہر میں پولیس کے خلاف عوام میں اتنی نفرت پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی کئی مقامات پر مظاہرین نے تھانوں اور چوکیوں کا محاصرہ کرکے انہیں آگ لگا دی۔ مسلح مظاہرین اور پولیس میں فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوا پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کیلئے آنسو گیس استعمال کی۔ بنوں کے ڈپٹی کمشنر کے مطابق پہلے ... کی گئی لیکن جب ... صورتحال میں بہتری پیدا نہ ہو سکی تو فوج کو بلا لیا گیا۔ واقعہ میں ملوث ملزم سپاہی سید رسول کو گرفتار کر لیا گیا ہے مگر ضرورت پڑی تو شہر میں کرفیو لگا دیا جائے گا۔ عینی شاہدین کے مطابق سپاہی سید رسول نے طالب علم ہارون پر اس وقت گولی چلائی جب اس نے سپاہی کی طرف سے جنسی زیادتی کو ٹھکرا دیا۔

نوائے وقت، کراچی......5 جنوری 1999ء

سانحے کے بعد مشتعل ہجوم نے جگہ جگہ ٹائروں کو آگ لگا کر سڑکیں بلاک کر رکھی ہیں

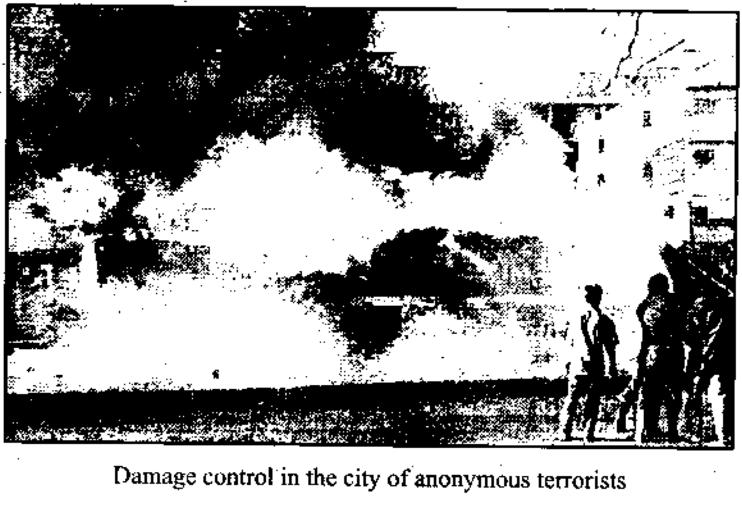

Damage control in the city of anonymous terrorists

اوپر کی تصویر پنجاب کے شہر مظفر گڑھ کی ہے جہاں مسجد پر فائرنگ کے واقعے میں متعدد افراد کی ہلاکت کے خلاف مسلح افراد نے ٹائر اور گاڑیاں جلادیں...... اخبار نے تصویر کے کیپشن میں گاڑیاں اور ٹائر جلانے والوں کو "مشتعل ہجوم" لکھا ہے جبکہ نیچے کی تصویر کراچی کی ہے جہاں ایم کیو ایم کے بے گناہ کارکنان کے ماورائے عدالت قتل پر شہریوں نے فطری طور پر اشتعال میں آکر ایک گاڑی کو نذر آتش کر دیا لیکن کراچی کے ایک میگزین نے تصویر کے کیپشن میں گاڑیاں جلانے والوں کے لیے "دہشت گرد" کا لفظ لکھا ہے

چھیڑیں اور علاقے کے لوگ اس واقعے پر مشتعل ہو کر فوج پر پتھراؤ کر دیں، فوجیوں کو مار مار کر بھاگنے پر مجبور کر دیں تو اخبارات لکھتے ہیں کہ "فوج کے جوانوں میں سے چند نے خواتین کو چھیڑا جس سے علاقے کے لوگوں میں اشتعال پھیل گیا اور مشتعل عوام نے فوج کے ٹرک پر پتھراؤ کر دیا" لیکن اگر کراچی میں یہی فوجی، یہی رینجرز اور پولیس کے اہلکار مہاجر ماں، بہن اور بیٹیوں کی بے حرمتی کریں اور لوگ جذبات میں آکر مظاہرہ کریں تو یہ اسے کہتے ہیں کہ "دہشت گردوں کا راج، فوج اور رینجرز پر دہشت گردوں کے حملے"

......فرق دیکھا آپ نے؟

حیدر آباد میں پکا قلعہ پر حملہ ہو، مہاجر ماں، بہن اور بیٹیوں کی بے حرمتی کے واقعات ہوں، ماں، بہن، بیٹیوں کو گولیوں سے بھونا جائے، مائیں روتی ہوئی سروں پر قرآن رکھ کر فریاد کرتی ہوئی احتجاج کرنے کے لیے سڑکوں پر آئیں، لیکن ان پر رحم کرنے کے بجائے انہیں گولیوں سے بھون دیا جائے اور پھر جواز یہ پیش کیا جائے کہ ان عورتوں پر گولی اس لیے چلائی گئی کہ ان کے پیچھے دہشت گرد چھپے ہوئے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ ان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کرو۔ لاہور میں احتجاج ہو کسی بھی مسئلے پر، مہنگائی کے مسئلے پر، بجلی یا پانی کی فراہمی کے مسئلے پر، قتل وغارت کے مسئلے پر...... یا پولیس کے ظلم وزیادتی کے خلاف مظاہرہ ہو، سڑکوں پر ٹائر جلیں تو فوٹو آئے گا، خبر آئے گی کہ " فلاں فلاں کی ہلاکت پر عوام میں شدید غم وغصے کی لہر، مشتعل نوجوان اور عوام سڑکوں پر آگئے، پتھراؤ کیا اور ٹائر جلائے" لیکن کراچی یا حیدر آباد میں ماں، بہن، بیٹیوں کی بے حرمتی ہو، معصوم مہاجر نوجوان ماورائے عدالت قتل کیے جائیں اور عوام مشتعل ہو کر سڑکوں پر آئیں تو اخبارات کی خبروں میں اور اسٹیبلشمنٹ کے پریس نوٹ میں یہ لکھا ہوگا کہ "دہشت گرد سڑکوں پر آگئے انہوں نے پولیس اور رینجرز پر فائرنگ کر دی اور پتھراؤ کر دیا جواب میں رینجرز اور پولیس کو گولی چلانی پڑی جس سے اتنے دہشت گرد مارے گئے"۔

......فرق دیکھا آپ نے؟

جنگ، لندن...... 28 مئی 1990ء

حیدرآباد میں پولیس آپریشن - 57 افراد ہلاک سینکڑوں زخمی

[illegible]

میڈیکس پر حملہ کر قلعہ پر حملہ ہو گیا ہے۔ مساجد سے نعرہ تکبیر اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں

خواتین نے فائرنگ بند کرانے کیلئے قرآن پاک کا واسطہ دیا۔ جس پر
پولیس والوں نے خواتین کو رائفلوں کے بٹوں سے مار مار کر لہولہان کر دیا

26اور 27 مئی 1990ء کو حیدر آباد کے پکا قلعہ میں کیے جانے والے ریاستی آپریشن کے دوران مہاجر
خواتین ظلم و بربریت کے خلاف احتجاج کر رہی ہیں

بنوں میں ہونے والے واقعے میں 8 پولیس چوکیاں تباہ ہوگئیں، تھانے تباہ ہوگئے، سرکاری عمارتیں تباہ ہوگئیں لیکن ہر جگہ یہ لکھا گیا کہ "مشتعل مظاہرین نے ایک بچے کی ہلاکت پر یہ رد عمل کیا" اور اگر کسی قتل پر ایسا ہی رد عمل کراچی میں عوام کریں تو کہا جاتا ہے کہ دہشت گردی ہو رہی ہے۔ کراچی کے علاقے کورنگی میں چھ، چھ سالہ، آٹھ، آٹھ سالہ معصوم بچیوں کو قتل کردیا جائے اور عوام احتجاج کریں تو کہا جائے کہ "دہشت گردوں کے قتل پر دہشت گرد سڑکوں پر احتجاج کرنے کے لئے نکل آئے، کراچی میں دہشت گردوں کا راج" آخر یہ فرق کیوں ہے؟ کیا مہاجر انسان نہیں ہیں؟ کیا مہاجروں کا قتل، قتل نہیں ہے؟ یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ حقیقی دہشت گردوں نے جب بھی لانڈھی، کورنگی میں کسی مسئلے پر ٹائر جلائے، بسوں کو جلایا، دکانوں کو جلایا، مارکیٹوں کو آگ لگائی تو اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی کے تحت انہیں ہمیشہ " مشتعل نوجوان" لکھا گیا کیونکہ ان علاقوں پر اسٹیبلشمنٹ نے اسلحے کے زور پر حقیقی دہشت گردوں کا قبضہ کرایا ہوا ہے اور شہر کے وہ علاقے جہاں حقیقی دہشت گردوں کا قبضہ نہیں ہے وہاں کے عوام کسی بھی واقعے پر احتجاج کریں، کوئی بھی واقعہ ہو جائے تو ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ "دہشت گردوں کا پولیس سے مقابلہ ہوا"، " فلاں فلاں علاقے میں دہشت گردوں نے دہشت گردی کی"۔

دراصل اسٹیبلشمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ ٹی وی، ریڈیو، اخبارات اور رسائل و جرائد میں ایم کیو ایم کے لوگوں کے بارے میں ہمیشہ "دہشت گرد" کی اصطلاح استعمال کرو اور یہ اصطلاح (Terminology) اتنی بار استعمال کرو...... اتنی کثرت سے استعمال کرو کہ جب دہشت گردوں کو پکارا جائے تو ایم کیو ایم سمجھا جائے اور جب ایم کیو ایم کہا جائے تو دہشت گرد سمجھا جائے اور جب یہ خبر آئے کہ کراچی کے فلاں علاقے میں دہشت گردوں نے پولیس پر فائرنگ کردی تو ہر شخص از خود یہ سمجھ لے کہ فائرنگ ایم کیو ایم کے لوگوں نے کی ہے، یعنی ایم کیو ایم پر دہشت گردی کا اتنا الزام لگاؤ، اسے اتنا دہشت گرد کہو کہ نیشنل اور انٹر نیشنل ایم کیو ایم سے کوئی بات چیت (Negotiation) کرنے یا ڈائیلاگ کرنے کے لئے تیار نہ ہو اور جو تیار ہوں اُن کو طعنے دیے جائیں کہ تم دہشت گردوں سے مذاکرات کر رہے ہو۔ اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی ہے کہ دہشت گردی کے اس الزام کو اتنا مضبوط

بنادیا جائے، اس پروپیگنڈے کو اتنا عام کردیا جائے کہ کوئی حکومت کبھی ایم کیو ایم سے مذاکرات کرنے کا سوچے بھی نہیں اور ہر لاء انفورسمنٹ ایجنسی بشمول افواج پاکستان، اسٹیبلشمنٹ، بیوروکریسی، حکومت اور ہر سیاسی و مذہبی جماعت یہ کہے کہ ہم مجرموں اور دہشت گردوں سے بات نہیں کریں گے۔

We shall not talk to criminals and terrorists

کرمنلائزیشن (Criminalization) کی پالیسی کے تحت ان کو ٹریٹ ہی ایسے کرنا ہے کہ جب کبھی کوئی کہے کہ انکا مسئلہ ہے، انکے جائز مسائل (Genuine Problems) ہیں، کروڑوں لوگ ان کو سپورٹ کرتے ہیں اور انہیں ووٹ دیتے ہیں لیکن اسٹیبلشمنٹ اور اس سے منسلک اداروں کی یہ پالیسی ہے کہ اس بارے میں دیکھنا ہی نہیں ہے کہ ان کا مینڈیٹ کیا ہے، بس ان کے بارے میں ایک ہی پالیسی ہے کہ ان کے ساتھ مجرموں اور دہشت گردوں جیسا سلوک کیا جائے۔ انہیں سیاسی کارکن اور ملک کی تیسری بڑی سیاسی جماعت کے رہنما اور رکن تصور نہ کیا جائے بلکہ پوری پارٹی کا امیج اس طرح بگاڑا جائے کہ اس کی پوری لیڈر شپ، منتخب نمائندوں، عہدیداروں، کارکنوں اور ہمدردوں کو دہشت گرد اور مجرم تصور کیا جائے۔

Treat them as criminals, as terrorists. Do not consider them as political workers, as members and leaders of the third largest political party. But the image of the entire party is portrayed in such a manner that all its leadership, elected representatives, office bearers, workers and supporters are considerd as criminals and terrorists

دہشت گردی اور کراچی (Terrorism and Karachi)

اسٹیبلشمنٹ کی کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت کراچی کے بارے میں منفی خبریں صرف

کراچی کے ہی اخبارات میں نہیں بلکہ پاکستان سمیت دنیا بھر کے اخبارات، رسائل و جرائد اور الیکٹرانک میڈیا میں اس طرح پیش کی جاتی رہی ہیں کہ جیسے کراچی میں بڑے پیانے پر قتل و غارت اور دہشت گردی ہو رہی ہے جبکہ پورے ملک میں امن ہے، پورے ملک میں سکون ہے اور پورے ملک میں کہیں کوئی قتل یا دہشت گردی کی کوئی واردات نہیں ہو رہی ہے۔ کراچی میں اگر ذاتی دشمنی کی بنیاد پر دس آدمی قتل ہوئے تو ملک کے تمام اخبارات میں ہیڈ لائن لگائی گئی کہ "کراچی میں دہشت گردی"، "دہشت گردوں نے دس افراد کی جان لے لی"۔ اگر ان خبروں کی تفصیلات پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ چچا نے بھتیجے کو یا بھتیجے نے چچا کو یا بھائی نے بہن کو یا بہن نے بھائی کو قتل کر دیا یعنی تمام قتل ذاتی دشمنی کی بنیاد پر ہوئے جو سلسلہ ازل سے چلا آرہا ہے لیکن ذاتی دشمنی کی بنیاد پر ہونے والے قتل کو بھی کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت دہشت گردی کا نام دیا گیا جبکہ کراچی سے دس گنا زیادہ قتل روزانہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں ہوتے ہیں لیکن وہاں کے بارے میں کبھی نہیں کہا جاتا کہ وہاں دہشت گردی ہو رہی ہے۔ پنجاب میں ایک ایک دن میں چالیس چالیس، پچاس پچاس افراد دہشت گردی میں مارے گئے، متعدد بموں کے دھماکے ہوئے لیکن کبھی یہ نہیں کہا گیا کہ پنجاب میں دہشت گردی ہو رہی ہے بلکہ ہمیشہ یہی شور کیا جاتا ہے کہ "کراچی میں دہشت گردی ہو رہی ہے" کیونکہ کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت یہی ثابت کرنا ہے کہ پوری مہاجر قوم دہشت گرد اور مجرم ہے۔

کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت کراچی کے بارے میں اخبارات، رسائل و جرائد اور الیکٹرانک میڈیا کی خبروں اور رپورٹوں میں اس بات کا بھی بے پناہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ کراچی میں اسلحے کی بھر مار ہے اور ساتھ ساتھ مختلف لوگوں سے اس قسم کے بیانات بھی دلوائے گئے کہ "کراچی سے اسلحہ برآمد کرنے کے لیے آپریشن کیا جائے، کرفیو لگا کر گھر گھر تلاشی لی جائے کیونکہ کراچی میں بہت اسلحہ ہے" لیکن کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ پنجاب میں ناجائز اسلحے کی بھر مار ہے، کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ پنجاب سے ناجائز اسلحے کا خاتمہ کرنے کے لیے آپریشن کیا جائے، گھر گھر تلاشی لی جائے۔ کیا پنجاب میں اسلحے کی بھر مار نہیں ہے؟ ایک ایک دن میں پنجاب کے اندر جو چالیس چالیس، پچاس پچاس افراد دہشت گردی کی وارداتوں میں مارے گئے ان تمام دہشت گردیوں میں غلیلیں استعمال

Newsline, Septemember, 1994

Their master's watchdogs: Nawaz Sharifs bodyguards prepare for the march

مسلم لیگ کی ایک ریلی میں نواز شریف کے باڈی گارڈز جدید اور خودکار ہتھیاروں سے لیس ہیں

Khaleej Times, February 5, 1997

1997ء کے عام انتخابات میں نواز شریف کی مسلم لیگ کی کامیابی کی خوشی میں مسلم لیگ کی طلبا تنظیم مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اراکین AK- 47 (کلاشنکوف) رائفلوں سے خوشی میں ہوائی فائرنگ کر رہے ہیں

JANE'S INTELLIGENCE REVIEW, JANUARY, 1999

مئی 1998ء میں پاکستان کے ایٹمی دھماکے کی خوشی میں لاہور میں نکالی جانے والی ایک ریلی میں شریک خاتون اور مرد حضرات جدید ہتھیاروں کی نمائش کر رہے ہیں

پاکستان کے ایٹمی دھماکے کی خوشی میں لاہور میں ایک خاتون کلاشنکوف سے فائرنگ کر رہی ہیں

The Nation

SHA'ABAN 28, 1416 SATURDAY, JANUARY 20, 1996

BASANT AND BULLETS: Two zealous merry-makers firing in the air to celebrate Spring Festival—Staff photo.

لاہور میں دو نوجوان بسنت کے موقع پر خوشی میں فائرنگ کر رہے ہیں

نہیں کی گئی تھیں بلکہ جدید ترین ہتھیار استعمال کیے گئے تھے، اخبارات میں آئے دن یہ خبریں اور تصاویر شائع ہوتی رہتی ہیں کہ پنجاب میں فلاں جگہ فلاں نمازی نماز ادا کر رہے ہیں اور مسلح گارڈز نمازیوں کی حفاظت کر رہے ہیں یہ وہاں روز مرہ کا معمول ہے جبکہ کراچی میں عموماً ایسا نہیں ہوتا کہ کسی مسجد میں نماز ہو رہی ہو یا کسی سڑک پر نماز ہو رہی ہو اور وہاں کلاشنکوف بردار اسلحہ بردار لوگ کھڑے ہوں لیکن پنجاب میں یہ عام بات ہے۔

اسی طرح بسنت کا تہوار ہو تو اس موقع پر بھی اخبارات میں تصاویر آتی ہیں کہ لاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں میں عورتیں، لڑکیاں، لڑکے، مرد اور نوجوان چھتوں پر چڑھ کر بڑے فخر کے ساتھ کلاشنکوف سے فائرنگ کر رہے ہیں۔ ایٹمی دھماکہ ہو تو اخبارات میں تصاویر آتی ہیں کہ لاہور اور پورے پنجاب میں نوجوان پاکستانی ایٹمی دھماکے کی خوشی میں فائرنگ کر رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ غلیلوں سے فائرنگ کر رہے تھے......؟ بسنت کے تہوار کے موقع پر جن سے اندھا دھند فائرنگ کی جاتی ہے کیا وہ غلیلیں ہیں......؟ پنجاب میں دہشت گردی کی جتنی وارداتوں میں لوگ مارے گئے ہیں کیا ان میں غلیلیں استعمال کی گئیں......؟ کیا ان میں جدید ترین اسلحہ استعمال نہیں ہوا......؟ لاہور کے ہی کثیر الاشاعت روزنامے کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق لاہور ناجائز اور غیر قانونی اسلحے کی منڈی بن چکا ہے جہاں شاہدرہ، مغل پورہ، ہربنس پورہ، بند روڈ اور راوی روڈ کے علاقوں میں اسلحے کی باقاعدہ بڑی بڑی دکانیں قائم ہیں اور کلاشنکوفیں، راکٹ لانچر اور دیگر جدید اسلحہ کھلے عام فروخت ہو رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جدید و خود کار ناجائز اسلحہ اندرون پنجاب اور علاقہ غیر سے ٹرکوں، بسوں اور ریل گاڑیوں کے ذریعے اسمگل ہو کر لاہور پہنچ رہا ہے اس طرح لاہور غیر قانونی اسلحے کی منڈی بن چکا ہے۔ یہ رپورٹ کوئی فرضی کہانی نہیں بلکہ اس میں اسلحے کی دکانوں کی تصاویر تک شائع ہوئی ہیں لیکن پنجاب میں غیر قانونی اسلحہ برآمد کرنے اور جرائم کا خاتمہ کرنے کے لیے کوئی ایکشن نہیں کیا جاتا۔ درحقیقت پنجاب میں اسلحے کا آزادانہ استعمال کراچی کے مقابلے میں سو گنا زیادہ ہے لیکن چونکہ پنجاب میں کارروائی کرنا اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی کا حصہ نہیں ہے لہٰذا وہاں کے واقعات دبا دیے گئے جبکہ دوسری جانب کراچی کے واقعات کو ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت

بڑھاچڑھاکر پیش کیا گیا۔اپنے مسلسل زہریلے پروپیگنڈوں کے ذریعے اسٹیبلشمنٹ نے کراچی کی امیج ایسی بنادی ہے کہ اگر آج ایک سوال کیا جائے کہ "دہشت گردی کس شہر میں ہورہی ہے، کراچی، لاہور، کوئٹہ، پشاور یا اسلام آباد میں؟" اور پھر یہ سوال ملک بھر کے عوام میں تقسیم کردیا جائے تو جواب میں ہر شخص لکھے گا "کراچی" اس کے جواب لکھنے کی وجہ یہ نہیں کہ وہ خود اپنی آنکھوں سے دہشت گردی ہوتے ہوئے دیکھ رہاہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسٹیبلشمنٹ کے تیار کردہ فرضی اور من گھڑت دہشت گردی کے واقعات کو ٹی وی پر دیکھ رہاہے، ریڈیو پر سن رہا ہے، اخبارات میں پڑھ رہاہے، رسائل وجرائد میں پڑھ رہاہے کہ کراچی میں دہشت گردی ہورہی ہے، کراچی میں دہشت گردوں کا راج ہے، کراچی میں دہشت گردی۔ کراچی میں دہشت گردی...... یعنی کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت کراچی کا امیج اس طرح بنادیا گیاہے کہ کراچی میں صرف دہشت گردی ہورہی ہے اس کے علاوہ اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

کرمنلائزیشن کا مطلب ہے ان کے ساتھ مجرموں جیسا برتاؤ کرنا۔ اس کا مطلب ہے یہاں کوئی جدوجہد نہیں ہے، کوئی احساس محرومی نہیں ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ صرف جرائم ہورہے ہیں۔ اس طرح اسٹیبلشمنٹ کراچی کو دہشت گردی کا شہر بناکر پیش کرنا چاہتی ہے۔ اس الزام سے ظاہر ہوتا ہے کہ کرمنلائزیشن اسٹیبلشمنٹ کی طے شدہ اور سوچی سمجھی پالیسی ہے جس کا مقصد کراچی کے امیج کو دہشت گردی کے شہر کے طور پر پیش کرنا اور کراچی کے عوام کو دہشت گرد ثابت کرنا ہے۔

Criminalization means to treat them as criminals. It means there is no struggle, there is no sense of deprivation and there are no problems. So what they are doing is simply presenting Karachi as a terrorist city. So criminalization is an established policy of the Establishment which means to portray, to make or to present the image of Karachi as a city of terrorists or to portray Karachiites as terrorists

اور ان کی نمائندہ جماعت (Representative Party) کو دہشت گرد پارٹی کے طور پر پیش کیا جائے اور نہ صرف پیش کیا جائے بلکہ ٹریٹ بھی کیا جائے۔ ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت کراچی کی تصویر "جرائم کے شہر" کے طور پر پیش کی گئی، جبکہ دوسری جانب پنجاب میں ہزاروں لوگ قتل کر دیے جائیں، لاہور میں ایک ایک دن میں دہشت گردی کے واقعات میں چالیس چالیس، پچاس پچاس افراد مار دیے جائیں لیکن لاہور کی تصویر قومی و بین الاقوامی سطح پر (Nationally and Internationally) کبھی ایسی پیش نہیں کی جائے گی کہ یہ "جرائم کا شہر" ہے کیونکہ یہ اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی کا حصہ نہیں ہے لہٰذا ایمانداری کی بات یہ ہے کہ جب تمام اخبارات میں کراچی پرابلم، کراچی پرابلم، کراچی میں دہشت گردی، دہشت گردی ...... Terrorism.....Terrorism ہوگا تو پاکستان، برطانیہ، امریکہ، جرمنی یا کسی بھی ملک کا عام آدمی یہ سب کچھ پڑھ کر اس تحقیق میں کہاں جائے گا کہ مہاجروں کے مسائل کیا ہیں یا ان کے ساتھ کیا زیادتی ہو رہی ہے؟ وہ اس تحقیق میں بالکل نہیں جائے گا بلکہ وہ تو کہے گا کہ کراچی میں بڑے زبردست کرائم ہو رہے ہیں، دہشت گردی (Terrorism) ہو رہی ہے لہٰذا وہاں گورنمنٹ جو کر رہی ہے بالکل ٹھیک کر رہی ہے۔

اسی مقصد کے تحت کراچی کے بارے میں پوری دنیا میں یہ خبریں بیئر ہیڈ لائن سے لگتی ہیں کہ دہشت گردی...... دہشت گردی، کراچی میں دہشت گردی۔ کراچی میں یہ ہو گیا...... کراچی میں یہ ہو رہا ہے...... کراچی میں وہ ہو رہا ہے...... مقصد یہ ہے کہ کراچی کے واقعات کو اتنا اچھالا جائے، اتنا اچھالا جائے، اتنا اچھالا جائے کہ اس کی بنیاد پر کراچی میں فوج کو داخل ہونے، فوج کو گلی گلی میں تعینات کرنے، رینجرز کو گلی گلی میں تعینات کرنے، باہر سے، صوبہ پنجاب سے اور دیگر صوبوں سے فوج اور مسلح دستوں کو، لاء انفورسمنٹ ایجنسیز کو کراچی میں لانے کا جواز مل سکے تاکہ گن پوائنٹ پر ایک ایک مہاجر کو، کراچی کے ایک ایک شہری کو یرغمال بنایا جا سکے، وہاں گورنر راج نافذ کر کے جمہوریت کی بساط لپیٹی جا سکے، آرٹیکل 245 کے تحت اختیارات حاصل کر کے ایم کیو ایم کے خلاف مختلف قسم کی سمری عدالتیں قائم کر کے وہاں من مانے فیصلے کیے جائیں، ماورائے آئین و قانون

یہ کراچی ہے یا کوئی مفتوحہ شہر

(ڈیفنس کی روح رواں کی عکاسی)

تنی ہوئی بندوقیں.....اٹھی ہوئی سنگینیں.....مہاجر نوجوانوں کی گرفتاری کا ایک منظر

کراچی کے باسیوں کی اپنے ہی شہر کی شاہراہوں پر تذلیل...... رینجرز کے اہل کار گاڑیوں کی چیکنگ کے دوران نوجوانوں اور بزرگوں کے ہاتھ اوپر اٹھوا کر تلاشی کا "فریضہ" انجام دے رہے ہیں

فیصلے کیے جائیں اور صرف فیصلے ہی نہیں کیے جائیں بلکہ ایم کیو ایم کے لوگوں کو جھوٹے مقدمات میں سزائیں بھی دی جائیں، انہیں ماورائے عدالت قتل بھی کیا جائے اور اس کو درست بھی ثابت کیا جائے کہ ہم اپنی جگہ ٹھیک ہیں لہٰذا کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت انہیں مجرم بنا کر پیش کیا جائے اور ان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جائے۔ وہ پوری دنیا کے سامنے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کراچی میں کوئی جمہوری جدوجہد نہیں ہے، کوئی بے چینی نہیں ہے، کراچی میں کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ کراچی میں صرف جرائم ہو رہے ہیں اور یہ جرائم ایم کیو ایم اور اس کے سپورٹر کر رہے ہیں یعنی ایم کیو ایم ایک دہشت گرد جماعت ہے اور اس کے سپورٹر یعنی پوری مہاجر قوم جرائم پیشہ ہے۔

Criminalization means to treat them, project them as criminals. They want to show to the entire world that there is no democratic struggle in Karachi, there is no resentment, there is no problem in Karachi but what is happening in Karachi is only crime and crimes are being committed by the MQM and their supporters, which means, that the MQM is a terrorist party, their supporters and the entire Mohajir Nation are criminals

یہ اسٹیبلشمنٹ کی اسٹریٹجی کا حصہ ہے کہ پوری مہاجر قوم کو دنیا میں دہشت گرد کے طور پر پیش کر کے نہ صرف یہ کہ ان کے مینڈیٹ کو تسلیم ہی نہ کیا جائے بلکہ بارود کے ذریعے، بندوق کے ذریعے اور ریاستی طاقت کے ذریعے اس مینڈیٹ کے پرخچے اڑا دیے جائیں۔ صوبہ سندھ میں اکتوبر 1998ء میں نافذ کیے جانے والے گورنر راج کو درست ثابت کرنے کے لیے پوری دنیا میں یہی کہا گیا کہ "کراچی...... کرائم...... کراچی...... کرائم" یعنی کراچی کو کرائم سے اور کرائم کو کراچی سے منسلک کر دیا گیا لیکن وہ دنیا میں یہ نہیں بتا رہے ہیں کہ لاکھوں لوگ آج بھی ایم کیو ایم کو کیوں سپورٹ کر رہے ہیں؟! اپنی واحد نمائندہ جماعت کو کیوں سپورٹ کر رہے ہیں؟ اگرچہ ان کے بچوں کو، نوجوان لڑکوں کو نہایت بے دردی سے ذبح کر دیا گیا، ماورائے عدالت قتل کر دیا گیا لیکن وہ اس ظلم و جبر کے

باوجود آج بھی ایم کیوایم کے ساتھ وابستہ ہیں اور ثابت قدم ہیں۔

They do not tell that why millions of people are still supporting the MQM. Why are they supporting their sole representative political party, the MQM? Despite the fact that the children of Mohajirs were brutally butchered, extra judicially executed even then Mohajirs are still committed, determined and attached to the MQM

اسٹیبلشمنٹ کی ساری کوشش ہے کہ ہر پلیٹ فارم پر ایم کیوایم کا امیج خراب کیا جائے لیکن دنیا کو یہ نہیں بتایا جائے کہ کروڑوں لوگ اب تک ایم کیوایم سے منسلک کیوں ہیں جبکہ ایم کیوایم کے اتنے لوگ قتل کردیئے گئے۔ آخر ایم کیوایم انہیں کیا دے رہی ہے..... ؟ایم کیوایم انہیں کچھ نہیں دے رہی ہے بلکہ جو ایم کیوایم میں رہتا ہے اس کے لئے پریشانی ہو جاتی ہے..... اس کے گھر کا اور اس کے خاندان کا سکون برباد کردیا جاتا ہے اس کے باوجود بھی وہ ایم کیوایم کے ساتھ ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عوام میں محرومیاں ہیں۔ احساس محرومی (Sense of Deprivation) ہے..... ان کے جائز مسائل (Genuine Problems) ہیں لیکن اسٹیبلشمنٹ کی کوشش ہے کہ ان کے جائز مسائل، مصائب اور مطالبات (Genuine Problems, Demands, and Grievances) کو دبا کر اس کی شکل بدل دی جائے اور اس طرح پیش کیا جائے کہ یہاں کوئی احساس محرومی نہیں ہے، کوئی مسائل نہیں ہیں، کوئی بے چینی نہیں ہے اور ان کے کوئی جائز مطالبات نہیں ہیں بلکہ کراچی میں صرف جرائم ہو رہے ہیں اس لیے ان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جارہا ہے۔ لہٰذا اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی ہے کہ پوری ایم کیو ایم کو دہشت گرد بنا کر پیش کیا جائے۔ اسے دہشت گرد اور کرمنلز کہہ کہہ کر اور ٹریٹ کر کے اس کے کسی بھی آدمی کو نہ بخشا جائے اور ایم کیوایم کی امیج اتنی خراب کردی جائے کہ مزید ایسے لوگ جو ظلم کو ظلم سمجھتے ہیں..... ظلم کو ظلم دیکھتے ہیں، ایسے دانشور، ایسے پڑھے لکھے لوگ جو ظلم کے خلاف آواز اُٹھانا چاہتے ہیں وہ

Dawn, Karachi, Sunday, November 22,1998

ایم کیو ایم کے اراکین سندھ اسمبلی سید شعیب بخاری ایڈووکیٹ، وکیل احمد جمالی اور دیگر تین کارکنان عزیز آباد تھانے کے لاک اپ میں قید ہیں...... شعیب بخاری کے چہرے پر تشدد کے نشانات نمایاں ہیں

ایم کیوایم میں شامل نہ ہوں۔ایم کیوایم کی امیج اتنی خراب کردی جائے کہ مزید پڑھے لکھے لوگ اور دانشور ایم کیوایم میں شامل ہونے سے خوف کھائیں اور وہ سوچیں کہ جس دن وہ ایم کیوایم میں شامل ہوئے ان پر بھی درجنوں مقدمات بنادیئے جائیں گے۔ جناب سردار اسحاق ایڈووکیٹ کی مثال لے لیجئے، سینئر وکیل ہیں اور آج کل ایم کیوایم کی قانونی مدد کررہے ہیں، ان کا تعلق پنجاب سے ہے، لیکن ان کو بھی ہراساں کیا جارہاہے، ان کو بھی بخشا نہیں جارہاہے، انہیں فون پر دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ شعیب بخاری ایڈوکیٹ کی مثال لے لیجئے، ساٹھ سال کی عمر ہے سینیر وکیل ہیں، وکالت کا تیس سالہ تجربہ ہے، سندھ اسمبلی میں ایم کیوایم کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر ہیں لیکن ان کے ساتھ جو بہیمانہ سلوک کیا گیا وہ سب کے سامنے ہے۔ شعیب بخاری ایڈوکیٹ کا جرم یہ ہے کہ وہ نائن زیرو پر صبح وشام کیوں موجود رہتے تھے، انہوں نے دیکھا کہ بارش ہو، برسات ہو، گرمی ہو، سردی ہو، جاڑا ہو یہ آدمی ہر وقت نائن زیرو پر موجود رہتا ہے لہٰذا اس کو بھی سنگین مقدمات میں ملوث کردیا جائے اور اسے دہشت گرد ثابت کیا جائے۔ اسٹیبلشمنٹ نے یہ پالیسی بنارکھی ہے کہ کسی فرد کی علمی قابلیت کچھ بھی ہو، اس کا معاشرے میں کوئی بھی مقام ہو، وہ کسی بھی رتبے پر فائز ہو، جیسے ہی وہ ایم کیوایم میں شامل ہواس پر قتل، اقدام قتل کے درجنوں مقدمے بنادو اور اسے صرف دہشت گردوں کی طرح ٹریٹ کروتاکہ مزید پڑھے لکھے افراد ایم کیوایم میں شامل نہ ہوسکیں۔

ہر واقعے کاالزام ایم کیوایم کے سر کیوں ؟

(Why is MQM blamed for every incident ?)

اسٹیبلشمنٹ کی کرمنلائزیشن پالیسی کاایک حصہ یہ بھی ہے کہ کراچی میں قتل، اقدام قتل، دہشت گردی یا کسی بھی قسم کا کوئی واقعہ رونما ہو تو کسی نہ کسی طرح اس میں ایم کیوایم کو ملوث کردیاجائے اور اس کاالزام ایم کیوایم کے سر تھوپ دیاجائے تاکہ ایک طرف تو اسے دہشت گرد ثابت کیاجاسکے......اس کاامیج اتنا خراب کیاجائے اور دوسری طرف اس واقعے کوجواز بناکر ایم کیوایم

کے خلاف مزید کارروائی کا جواز پیدا کیا جائے۔ اسی پالیسی کے تحت اسٹیبلشمنٹ نے ایک منظم سازش تیار کی۔ اس سازش کے تحت اپنے ایجنٹوں کے ذریعے حکیم سعید کو قتل کرادیا اور اس کا الزام ایم کیو ایم کے سر تھوپ دیا تاکہ اس کو جواز بنا کر ایم کیو ایم کے خلاف ایک اور بڑا آپریشن شروع کیا جاسکے۔

ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے، چھتری اسی وقت کھلتی ہے جب بارش ہوتی ہے یا جب دھوپ سے چنا ہوتا ہے ورنہ بغیر بارش کے، بغیر دھوپ کے چھتری لینے کا، چھتری لے کر چلنے کا کیا مطلب ہے۔ لہٰذا یہ بات بالکل واضح ہے کہ حکیم سعید کا قتل اسٹیبلشمنٹ کی ایک منظم سازش کا حصہ تھا اور اس کا ثبوت اس طرح بھی ملتا ہے کہ ادھر قتل ہوتا ہے اور ادھر تین روز کے اندر اندر نہایت تیزی سے ایم کیو ایم کے خلاف کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ کوئی حکومت اپنی حلیف جماعت کے خلاف جو کہ صرف حلیف ہی نہ ہو بلکہ حکومت کا حصہ بھی ہو، اس طرح سے کارروائی نہیں کرتی جس طرح ایم کیو ایم کے خلاف کارروائی شروع کی گئی۔ وزیر اعظم نواز شریف نے خود پریس کانفرنس کر کے ایم کیو ایم پر حکیم سعید کے قتل کا الزام لگایا اور جیب سے پرچی نکال کر نام لیے اور یہ کہا کہ " آئی ایس آئی والوں نے تحقیقات کر کے ہمیں ایم کیو ایم کے لوگوں کے یہ نام دیئے ہیں"۔ اب آپ دیکھیے کہ حکیم سعید کے قتل کو جواز بنا کر ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن شروع کر دیا گیا، مہاجر بستیوں کے محاصرے شروع کر دیے گئے، تین تین دن تک بستیوں کے محاصرے کیے جاتے رہے۔ جن بستیوں کے محاصرے کیے جاتے وہاں دودھ اور سبزی والوں تک کو جانے نہیں دیا جاتا، معصوم و شیر خوار بچوں کو دودھ تک نہیں ملتا، وہ بھوک سے بلکتے رہے اور پوری پوری آبادیوں پر ظلم ڈھایا جاتا رہا۔ حکیم سعید قتل کیس میں اب تک سو سے زائد لوگ پکڑے جاچکے ہیں اور ہر ایک سے جبری طور پر اس قتل میں ملوث ہونے کا اعتراف کرلیا گیا جس سے ایسا لگتا ہے کہ حکیم سعید کو قتل کرنے کے لیے پورا جلوس گیا تھا۔

دراصل یہ سازشیں (CONSPIRACIES) کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت تیار کی جاتی ہیں جن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف تو دنیا بھر میں ایم کیو ایم کے امیج کو خراب کیا جائے اور

دوسری طرف اس کو بنیاد بنا کر اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ یعنی یہ طے شدہ پالیسی ہے کہ ایم کیو ایم کو مجرموں اور دہشت گردوں کی جماعت بنا کر پیش کیا جائے اور اس کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جائے۔

اب آپ یہ دیکھیے کہ ایم کیو ایم کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے کراچی میں ہونے والے ہر واقعے کا الزام ایم کیو ایم پر تھوپ دیا جاتا ہے اور اس کا امیج ایک دہشت گرد جماعت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ جب ان سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ کراچی میں ہونے والے ہر واقعے کی ذمے دار ایم کیو ایم کس طرح ہے تو اس کے لیے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ ”چونکہ ایم کیو ایم کراچی کی اکثریتی جماعت ہے لہٰذا ایم کیو ایم ہی کراچی میں ہونے والے ہر واقعے کی ذمے دار ہے“۔ اگر ان کا یہ فارمولا مان لیا جائے کہ جہاں جس پارٹی کی اکثریت ہو وہ اس علاقے میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات اور امن و امان کی خرابی کی ذمے دار ہے تو پھر اس لحاظ سے اندرون سندھ جہاں جہاں قتل و غارت ہو، دہشت گردی ہو تو اس کا ذمے دار پیپلز پارٹی کو قرار دیا جانا چاہیے۔ اسی طرح پنجاب میں جتنی قتل و غارت، دہشت گردی اور تخریب کاری کے واقعات ہوئے، بموں کے دھماکے ہوئے، فرقے وارانہ فسادات ہوئے ان سب کی ذمے دار پھر مسلم لیگ ہونی چاہیے، مسلم لیگ قصوروار ہونی چاہیے کیونکہ مسلم لیگ ہی پنجاب کی اکثریتی پارٹی ہے، اسی جماعت سے تعلق رکھنے والے میاں شہباز شریف پنجاب کے وزیراعلیٰ ہیں اور وزیراعظم میاں نواز شریف کا تعلق بھی صوبہ پنجاب سے ہے۔ لیکن پنجاب کی اکثریتی پارٹی ہونے کی بنیاد پر کبھی مسلم لیگ کو پنجاب میں ہونے والی قتل و غارت، دہشت گردی، بموں کے دھماکوں اور تخریب کاری کا ذمے دار قرار نہیں دیا گیا، کبھی مسلم لیگ کا امیج ایک دہشت گرد جماعت کے طور پر پیش نہیں کیا گیا کیونکہ مسلم لیگ، اسٹیبلشمنٹ کے مذموم مقاصد کو پورا کر رہی ہے، اس کی پالیسیوں پر عمل کر رہی ہے جبکہ دوسری طرف اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ مہاجروں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے، ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو ختم کر دیا جائے، ملکی سیاست، حکومت، انتظامیہ اور تمام معاملات سے مہاجروں کا صفایا کر دیا جائے تاکہ ملک میں کرپٹ اور فرسودہ جاگیردارانہ نظام جاری رہے۔ اسی لیے ایم کیو ایم کو اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے ایک

دہشت گرد جماعت کے طور پر پیش کیا جاتا رہا ہے۔

اسٹیبلشمنٹ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ مہاجروں میں پائے جانے والے سیاسی شعور سے اور ایم کیو ایم کی موجودگی سے مڈل کلاس اور لوئر مڈل کلاس کی لیڈر شپ پورے ملک میں ابھرے گی اور اگر ایم کیو ایم کی فلاسفی پورے ملک میں پھیلی تو دیگر قومیتوں سے بھی مڈل کلاس، لوئر مڈل کلاس اور غریب طبقہ (Poor class) کی لیڈر شپ ابھرنے کے قوی امکانات پیدا ہوں گے لہٰذا اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی ہے کہ ملک بھر کے عوام کے سامنے پوری ایم کیو ایم کو دہشت گرد جماعت بنا کر پیش کیا جاتا رہے تاکہ ملک کے غریب و متوسط طبقے کے لوگ ایم کیو ایم کی فلاسفی کو پڑھنا تو در کنار اس کا نام تک سننا گوارا نہ کریں کیونکہ عام آدمی ایم کیو ایم کی فلاسفی کو اسی صورت میں سنے گا، اسی صورت میں پڑھے گا جب وہ ایم کیو ایم کے نام کو برداشت کرے گا لیکن جب ایم کیو ایم کا نام سنتے ہی عام آدمی کے ذہن میں ''دہشت گرد'' اور ''کرمنل'' کا لفظ آئے گا تو وہ ایم کیو ایم کے فلسفے کو پڑھنے کے بجائے غصے کے عالم میں اسے پھاڑ دے گا۔ لہٰذا کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت ایم کیو ایم کے امیج کو اس قدر بھیانک اور خوفناک بنا کر ملک بھر کے عوام کے سامنے پیش کیا جارہا ہے کہ عوام اس سے متنفر ہو جائیں۔ کرمنلائزیشن کا مطلب ہے کہ ایم کیو ایم کو دہشت گرد پارٹی بنا کر پیش کیا جائے تاکہ اسٹیبلشمنٹ جو چاہے کر سکے، گورنر راج بھی لگا سکے اور آرٹیکل 245 کے تحت سمری ملٹری کورٹس بنا کر ایم کیو ایم سے منسلک افراد کو سزائیں بھی دے سکے۔

اب جسے وہ مجرم بنانا چاہیں گے بنالیں گے، سینیٹر آفتاب شیخ کو مجرم بنالیں گے کیونکہ 100 مقدمات تو ان پر ہیں، ڈاکٹر فاروق ستار پر مقدمات ہیں، شعیب بخاری ایڈووکیٹ پر قتل، اقدام قتل کے مقدمات ہیں، سینیٹر نسرین جلیل پر مقدمات ہیں رابطہ کمیٹی کا کون سا ایسا رکن ہے، کونسا ایسا منتخب نمائندہ ہے جس پر جھوٹے مقدمات نہ بنائے گئے ہوں؟ اب جب جھوٹے مقدمات بنا کر ان کی امیج دہشت گرد اور کرمنلز کے طور پر پیش کی جائے گی، ان کے ساتھ دہشت گردوں اور مجرموں جیسا سلوک کیا جائے گا تو پھر اگر سندھ میں گورنر راج نافذ ہو جائے تب بھی پورے ملک سے کوئی آواز نہیں اُٹھے گی۔ وہاں جمہوریت کی بساط لپیٹ دی جائے گی...... جمہوریت کا خاتمہ ہو جائے تب بھی

پورے پاکستان سے، پوری دنیا سے آواز نہیں اٹھے گی نہ کوئی تحریک چلے گی۔ وہاں سخت ریاستی آپریشن ہو تو بھی انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیمیں اور جمہوری ممالک ان سے ہمدردی کا اظہار نہیں کریں گے بلکہ مہاجروں پر ظلم اور ان کے خاتمے کے ظالمانہ عمل کو جائز قرار دیں گے۔ آرٹیکل 245 کے تحت سمری ملٹری کورٹس قائم کرکے ہائی کورٹ اور دیگر عدالتوں کا وقار مجروح کیا جائے لیکن کوئی آواز نہیں اٹھے گی، کوئی مظاہرہ نہیں ہوگا، اس لیے کہ وہ تو یہی کہہ رہے ہیں، وہ تو یہی کہیں گے کہ یہ عدالتیں کسی کے خلاف نہیں، جس طرح 1992ء میں سندھ میں فوجی آپریشن کے آغاز سے قبل بار بار کہا گیا تھا کہ "یہ فوجی آپریشن کسی پارٹی کے خلاف نہیں ہوگا" لیکن حقائق دنیا کے سامنے ہیں کہ 19، جون 1992ء کو سندھ میں شروع کیے جانے والے آپریشن میں صرف ایم کیو ایم اور مہاجروں کو نشانہ بنایا گیا اور آج بھی صرف مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو ہی صفحۂ ہستی سے مٹانے کا عمل کیا جارہا ہے۔

سوئچ آن......سوئچ آف پالیسی

(Switch-on, Switch- off Policy)

اسٹیبلشمنٹ جب بھی کسی علاقے میں کوئی ریاستی آپریشن یا جمہوریت کا تختہ الٹنا چاہتی ہے تو وہ وہاں "سوئچ آن، سوئچ آف "پالیسی پر عمل کرتی ہے۔ جیسے ہی اسٹیبلشمنٹ نے "سوئچ آن "کیا یعنی اشارہ کیا تو اشارہ ملتے ہی اس کے ایجنٹ قتل و غارت، تخریب کاری اور دہشت گردی کی کارروائیاں شروع کردیتے ہیں اور امن و امان کی صورتحال خراب کردیتے ہیں۔ "سوئچ آن، سوئچ آف" پالیسی کے تحت اسٹیبلشمنٹ ایک جانب اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دہشت گردی کی کارروائیاں کرواکرامن وامان کی صورتحال خراب کرواتی ہے تو دوسری جانب میڈیا کے ذریعے یہ پروپیگنڈہ کرواتی ہے کہ سول حکومت صورتحال کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہوگئی ہے لہٰذا سول حکومت کو برطرف کیا جائے، گورنر راج نافذ کیا جائے، آرٹیکل 245 کے تحت سمری ملٹری

کورٹس قائم کی جائیں وغیرہ وغیرہ۔ جب اسٹیبلشمنٹ کے منصوبے کے تحت سول حکومت کو برطرف کردیا جاتا ہے اور گورنرراج یا اسی قسم کے دیگر آمرانہ اقدامات کردیے جاتے ہیں تو اسٹیبلشمنٹ اپنا "سوئچ آف" کردیتی ہے جیسے ہی اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے سوئچ آف ہوتا ہے یعنی اس کا اشارہ ہوتا ہے، تو اس کے تمام ایجنٹ قتل وغارت، دہشت گردی اور تخریب کاری کی کارروائیاں روک دیتے ہیں۔ جب اسٹیبلشمنٹ کے ایجنٹ اپنی مسلح کارروائیاں روک دیتے ہیں تو صورتحال میں واضح طور پر تبدیلی آجاتی ہے چنانچہ صورتحال میں اس تبدیلی کی بنیاد پر اسٹیبلشمنٹ میڈیا کے ذریعے یہ پروپیگنڈہ کرواتی ہے کہ گورنرراج نافذ ہونے اور سمری ملٹری کورٹس قائم ہونے سے امن قائم ہوگیا ہے، صورتحال بہتر ہوگئی ہے۔

کراچی میں بھی اسٹیبلشمنٹ نے اپنے گھناؤنے منصوبے کی تکمیل کے لیے "سوئچ آن، سوئچ آف" پالیسی پر عمل کیا۔ اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے سوئچ آن ہونے پر اس کے ایجنٹوں نے کراچی میں قتل وغارت، دہشت گردی اور تخریب کاری کی کارروائیاں کیں اور شہر کے پرامن حالات کو خراب کیا۔ جب اسٹیبلشمنٹ کے ایجنٹوں کی کارروائیوں کے نتیجے میں حالات خراب ہوئے تو اپنے طے شدہ منصوبے کے تحت اسٹیبلشمنٹ نے دنیا بھر میں کراچی کے واقعات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا تاکہ ان کو جواز بنا کر ایک بار پھر بڑے پیمانے پر ریاستی آپریشن شروع کیا جاسکے اور مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو صفحۂ ہستی سے مٹایا جاسکے۔ جب اسٹیبلشمنٹ اپنے طے شدہ منصوبے کے تحت 30 اکتوبر 1998ء کو سندھ میں منتخب حکومت کا خاتمہ کروا کر گورنر راج نافذ کروانے اور سمری ملٹری کورٹس قائم کروانے میں کامیاب ہوگئی تو اس نے اپنا "سوئچ آف" کردیا۔ سوئچ آف ہوتے ہی یعنی اس کا اشارہ ملتے ہی اس کے تمام ایجنٹوں نے کراچی میں قتل وغارت، دہشت گردی اور تخریب کاری کی کارروائیاں بند کردیں اور اپنی محفوظ پناہ گاہوں میں چلے گئے جس سے صورتحال میں تبدیلی آئی۔ صورتحال میں اس خودساختہ تبدیلی کی بنیاد پر اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے یہ کہا گیا کہ گورنرراج کے نفاذ سے شہر میں امن قائم ہوگیا ہے اور دہشت گردی کا خاتمہ ہوگیا ہے جبکہ صورتحال اس کے قطعی برعکس ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسٹیبلشمنٹ نے خود ہی

اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دہشت گردی کروائی اور اسی کے اشارے پر دہشت گردی کی کارروائیاں رک گئیں۔

کراچی اور لاہور میں جرائم کا موازنہ

(Comparison of crimes between Karachi and Lahore)

کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت اسٹیبلشمنٹ اور اس کے ایجنٹوں نے کراچی کے واقعات کو ہمیشہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا، ذاتی دشمنی میں ہونے والے قتل کے واقعات کو بھی دہشت گردی قرار دیا، کراچی کا امیج "سٹی آف کرائم" کے طور پر پیش کیا اور یہ واویلا مچایا کہ کراچی میں سب سے زیادہ دہشت گردی ہو رہی ہے لہٰذا کراچی میں سخت کارروائی کی جائے، گورنر راج نافذ کیا جائے، آرٹیکل 245 کے تحت سمری ملٹری کورٹس قائم کی جائیں۔ لیکن اگر ہم دہشت گردی اور مختلف جرائم کے واقعات کے اعداد و شمار اور حقائق کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ سب سے زیادہ دہشت گردی، قتل و غارت، تخریب کاری، فرقے وارانہ فسادات اور دیگر جرائم کی سب سے زیادہ وارداتیں صوبہ پنجاب کے دارالحکومت اور وزیراعظم نواز شریف کے "ہوم ٹاؤن" لاہور میں ہوئیں۔ پنجاب میں دہشت گردی اور دیگر جرائم کی وارداتیں زیادہ ہونے کا یہ جواز پیش کیا جاسکتا ہے کہ پنجاب کی آبادی زیادہ ہے لیکن ہم پنجاب کی نہیں لاہور کی بات کرتے ہیں جس کی آبادی کراچی کی آبادی کے مقابلے میں نصف سے بھی کم ہے۔ پاکستان میں ہونے والے جرائم کے اعداد و شمار کا اگر محض سرسری جائزہ بھی لیا جائے تو ان اعداد و شمار سے واضح ہے کہ صوبہ پنجاب بشمول اس کے دارالحکومت لاہور میں ہونے والے جرائم اور قتل و غارت کے واقعات پورے ملک کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہیں حتیٰ کہ صوبہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں ہونے والی قتل کی وارداتیں صوبہ سندھ اور اس کے دارالحکومت کراچی میں ہونے والی قتل کی وارداتوں سے بھی کہیں زیادہ ہیں لیکن پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں نہ تو گورنر راج نافذ کیا گیا اور نہ ہی سمری ملٹری کورٹس قائم کی گئیں۔

سال 1998ء میں ہونے والے جرائم کے اعداد و شمار کے ایک جائزے کے مطابق صوبہ پنجاب میں روزانہ اوسطاً قتل کی 15 وارداتیں، زنا بالجبر کی پانچ وارداتیں اور پولیس مقابلے کی کم از کم ایک واردات ہوئی۔ اعداد و شمار کے مطابق سال 1998ء میں صوبہ پنجاب میں 4358 افراد قتل ہوئے، 7297 اغواء اور زنا بالجبر کی وارداتیں ہوئیں جبکہ اس کے مقابلے میں صوبہ سندھ میں 3562 افراد قتل ہوئے اور اغواء و زنا بالجبر کی 5923 وارداتیں ہوئیں۔

سرکاری اعداد و شمار کے مطابق سال 1998ء میں صوبہ پنجاب میں بموں کے 26 دھماکے ہوئے جن میں 48 افراد ہلاک اور 267 زخمی ہوئے جبکہ صوبہ سندھ میں اس کے مقابلے میں بم دھماکوں کے 11 واقعات ہوئے جن میں 9 افراد مارے گئے۔ صوبہ پنجاب کے 8 اضلاع میں دہشت گردی کے واقعات سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے اضلاع لاہور اور گوجرانوالہ تھے۔ صوبہ پنجاب میں ہونے والے 26 بموں کے دھماکوں میں 5 بہت بڑے دھماکے لاہور، شیخوپورہ، قصور، سیالکوٹ اور فیصل آباد میں ہوئے جن میں مرنے والوں کی کل تعداد 33 تھی جبکہ زخمی ہونے والوں کی تعداد 169 تھی۔ ان 26 بم دھماکوں میں ضلع لاہور اور ضلع گوجرانوالہ میں 12 دھماکے ہوئے جن میں سات بم دھماکے لاہور ضلع میں ہوئے 2، 2 بم دھماکے ضلع فیصل آباد اور ضلع راولپنڈی میں ہوئے اور ایک ایک دھماکا ضلع ملتان اور ضلع بہاولپور میں ہوا۔ سال 1998ء کے ماہ جنوری اور ماہ فروری میں پانچ پانچ دھماکے ہوئے، مزید پانچ دھماکے ماہ جون 1998ء میں ہوئے، ماہ مارچ اور ماہ اکتوبر 1998ء میں بم کے تین تین دھماکے ہوئے جبکہ دو، دو دھماکے ماہ اپریل اور ماہ نومبر 1998ء میں ہوئے اور ایک ایک دھماکا ماہ مئی اور ماہ اگست 1998ء میں ہوا۔

اسی طرح 1998ء میں فرقے وارانہ فسادات کی وارداتوں اور دہشت گردی کے واقعات کے دوران صوبہ پنجاب میں 79 افراد ہلاک ہوئے اور 43 زخمی ہوئے۔ 1998ء میں ہونے والے فرقے وارانہ تصادم کے واقعات کے اعداد و شمار کے مطابق لاہور ڈویژن "سب سے زیادہ خطرناک علاقہ" رہا جہاں جرائم چارٹ کے مطابق فرقے وارانہ تشدد کی وارداتوں میں 31 افراد ہلاک اور 29 زخمی ہوئے۔ سال 1998ء میں دو ماہ کے دوران ہونے والے فرقے وارانہ تصادم کے دس

پنجاب میں دہشت گردی اخبارات کے آئینے میں

نیشن، لندن...... یکم جنوری 1999ء

پنجاب جرائم اور ہلاکتوں میں سندھ سے آگے نکل گیا

(جنگ لندن۔5 جنوری 1999ء)

مظفر گڑھ میں دہشت گردی

امام بارگاہ پر فائرنگ 16 افراد جاں بحق

(جنگ لندن۔16/ جنوری 1999ء)

راولپنڈی کے پرائمری سکول میں بم دھماکہ 10 بچے زخمی

(جرات کراچی۔16/ دسمبر 1998ء)

گیارہ ماہ کے دوران

پنجاب میں 1183 خواتین قتل 59 نذر آتش

خواتین کے خلاف جرائم کی 7740 وارداتیں ہوئیں' 1341 کی جبری آبرو ریزی اور 3741 کو اغوا کیا گیا' وزیر داخلہ

(جنگ لاہور۔19/ دسمبر 1998ء)

98ء ضلع شیخوپورہ میں 2 ارکان اسمبلی سمیت 5 سو افراد قتل 150 ملزم پولیس مقابلوں میں مارے گئے

(نوائے وقت۔19/ ستمبر 1998ء)

ایم پی اے امان اللہ بابر 3 ساتھیوں سمیت قتل

(THE INDEPENDENT: - 5 JANUARY 1999)

Gunmen murder 17 in mosque

(THE NEWS LONDON: - 6 JANUARY 1999)

Explosions in the Punjab

(THE NEWS LONDON: - 14 JANUARY 1999)

Gunmen kill Punjab MPA
Ikram Niazi, security guard

(DAWN KARACHI: - 24 JANUARY 1999)

Four killed in terrorist attack near Jhang

عوام کراچی 11 جنوری 1998ء

صبح سویرے لاہور میں مجلس عزا پر فائرنگ 22 ہلاک

خبریں لاہور 22 جنوری 1999ء

پنجاب میں عید پر قتل و غارت کا بازار گرم 15 ہلاک متعدد زخمی

The NATION

WEEKLY LONDON

Friday 1 — Thursday 7 January, 1999

Punjab leaves Sindh behind in crime & violence

78 killed, 80 injured in sectarian clashes

LAHORE; (NNS): Punjab has left behind Sindh in crime, violence and murders. According to figures available from various sources, Punjab, including its capital Lahore, has had the highest murder rate in the country, higher than even Sindh and its capital, Karachi, where Governor's rule was imposed and military courts set-up to improve the law & order situation.

A study of last year's crime figures shows that as many as 15 murders, five rapes and one police encounter takes place every day in the Punjab where 4,358 people were killed and 7,297 abduction and rape cases reported compared with this 3,562 people were killed and 5,923 abduction and rape cases were reported in Sindh during the same period.

Similarly, while Karachi is generally regarded as the most violent urban centre in Pakistan, statistically it turns out that Lahore throws up a higher rate of killings during the 12 months of 1998.In fact, during this year, 336 more killings were reported in Lahore compared to Karachi while 662 people were killed in the port city, killing in Lahore stood at 998.

The MQM gives the figures of casualties in Karachi more than thousand. This brings the per month killing ratio for Lahore and Karachi to 83 and 55 persons killed respectively. The per week and per day killing ratio for Lahore remained 21 and three [persons, respectively during 1998 as against 14 and two persons killed in Karachi.

That the law and law situation in the Punjab was much poor than in Sindh and its capital, Karachi, was admitted by none other then Interior Minister Chaudhry Shujaat Hussain, when he spoke on the issue in the Senate. Answering a question asked by Syed Iqbal Haider, Minister Shujaat informed the Upper House that 861 people were killed in Karachi between January-September, 1998. Besides those killed in acts of terrorism, the figure also included vendetta killings.

THE STAR
Karachi, Wednesday, December 16, 1998

No governor's rule?

Punjab crime graph rising rapidly

From Our Correspondent

LAHORE: Incidence of crime is showing an upward trend in the Punjab contrary to tall claims being made by all concerned that the law and order situation is quite satisfactory and well under control.

According to facts and figures from police source for the first eleven months and compared to 1997, an increase of varying degrees has been registered in murder, attempt-to-murder, sectarian murder attempts, injuries, assault on public servants including police personnel, kidnapping/abduction, kidnapping for ransom and rape cases.

Sectarian murder and rape were less compared to 1997.

On the whole, 45,752 cases including road accidents were registered from January to November 1998 in the Punjab. These include 4,791 murder cases, 33 sectarian murders, 6,232 attempt-to-murder, 360 sectarian attempt-to-murder, more than 17,963 injury cases, 777 rioting, 1,427 assault on public servants, 5,730 kidnapping and abduction cases, 34 kidnapping for ransom cases, 1,557 rape cases, 91 gang rape cases.

On the other hand, total cases registered during corresponding period of 1997 stood at 39098.

These included 3,939 murder cases, 82 sectarian murders, 6,008 attempt-to-murder, 326 sectarian attempt-to-murder, 16,360 injury cases, 174 rioting cases, 1,131 assault on public servants, 5442 kidnapping/abduction cases, 29 kidnapping for ransom cases, 1,448 rape and 85 gang rape cases.

While the crime rate was showing upward trend, ratio of detection was less than last year for the period under report, the sources pointed out.

(روزنامہ سٹار ۱۶ دسمبر ۱۹۹۸ء)

THE STAR

Karachi, Monday, December 28, 1998,

A case for Governor's Rule

339,215 crime cases pending in Punjab courts

From Our Correspondent

LAHORE: As high as 339,215, all reported crime cases were pending in the courts in the Punjab province at the end of the first ten months of the current year i.e. January to October 1998.

According to officially tabulated facts and figures, out of total 441,407 reported cases, accused were convicted in 57,710 cases during ten months giving a conviction ratio of 56 per cent while the accused involved in 44,482 cases were acquitted.

By the end of October 1997, 296,921 cases were pending in the courts where the accused in 40,259 cases were convicted giving a ratio of conviction of 49 per cent and acquittal in 42,460 cases out of total all reported cases of 379,640 for the corresponding period of January to October 1997.

واقعات میں سے چھ واقعات صرف لاہور ضلع میں ہوئے جبکہ چار واقعات ضلع ملتان میں ہوئے اس طرح ضلع ملتان دوسرے نمبر پر رہا۔

فیصل آباد ڈویژن تیسرے نمبر پر رہا جہاں فرقے وارانہ فسادات کے چھ واقعات ہوئے جن میں 19 افراد ہلاک ہوئے اور گیارہ افراد زخمی ہوئے۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان ضلع میں تین فرقے وارانہ فسادات ہوئے جن میں 8 افراد ہلاک ہوئے اور چھ زخمی ہوئے۔ گوجرانوالہ ضلع میں فرقے وارانہ فسادات میں 7 افراد ہلاک ہوئے اور 3 زخمی ہوئے اس طرح گوجرانوالہ دہشت گردی کے اعداد و شمار کے مطابق پانچویں نمبر پر رہا۔ ان اعداد و شمار میں ماہ اکتوبر 1998ء میں بہاول پور میں انسداد دہشت گردی کی عدالت کے جج پر ہونے والا قاتلانہ حملہ اور فرقے وارانہ فسادات کے دیگر واقعات شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح 1998ء میں وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ہونے والے واقعات بھی اس میں شامل نہیں ہیں جہاں اس سال مولانا عبداللہ سلفی اور علامہ شعیب ندیم فرقے وارانہ وارداتوں میں شہید کئے گئے۔

مزید یہ کہ 1997ء میں پنجاب میں ہونے والے 273 پولیس مقابلوں میں 910 افراد مارے گئے جن کے بارے میں متعلقہ انتظامیہ نے اب تک کوئی ریمارکس نہیں دیے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ سابق صدر فاروق احمد لغاری نے 1996ء میں سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کی حکومت کو کراچی میں ماورائے عدالت قتل اور زیر حراست افراد کے قتل کے بنیادی الزام کے تحت برطرف کیا تھا لیکن مسلم لیگ کی حکومت کے قیام کے بعد بھی حالات میں کوئی بہتری نہیں آئی اور صرف صوبہ پنجاب میں سال 1998ء میں 97 افراد ماورائے عدالت قتل کیے گئے۔

اسٹیبلشمنٹ ایک سازش کے تحت دنیا کو یہ تاثر دیتی رہی ہے کہ کراچی پورے ملک کا سب سے زیادہ پر تشدد شہر ہے لیکن اگر کراچی اور لاہور میں جرائم کا موازنہ کیا جائے اور صرف جنوری 1998ء سے ستمبر 1998ء تک دہشت گردی اور جرائم کی مختلف وارداتوں میں ہلاک ہونے والے افراد کے اعداد و شمار کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آیا دہشت گردی اور قتل و غارت کی وارداتیں کراچی میں زیادہ ہوئی ہیں یا صوبہ پنجاب کے

دارالحکومت لاہور میں ہوئیں؟

کراچی اور لاہور میں ہلاک ہونے والوں کے اعداد و شمار
جنوری 1998ء تا ستمبر 1998ء

ماہ	کراچی	لاہور
جنوری	69	143
فروری	67	97
مارچ	74	123
اپریل	81	122
مئی	113	117
جون	175	132
جولائی	62	125
اگست	119	112
ستمبر	101	99
ٹوٹل	861	1070

یہ اعداد و شمار ایم کیو ایم کے بنائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ یہ وزارت داخلہ کے تیار کردہ ہیں جو خود وفاقی وزیر داخلہ چودہری شجاعت حسین نے سینیٹ کے ایوان میں پیش کیے۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ لاہور میں قتل ہونے والے ان 1070 افراد میں وہ 26 افراد شامل نہیں ہیں جو خود کشی کے

Herald

Nov-Dec 1998

The Other City of Death

Lahore, and not Karachi, is the murder capital of Pakistan..

A comparison of the total number of murders in Karachi and Lahore divisions from January 1 to September 30, 1998...

Month	Karachi division*	Lahore division*
January	69	143
February	67	97
March	74	123
April	81	122
May	113	117
June	175	132
July	62	125
August	119	112
September	101	99
TOTAL	861	1070

* all murders, including politically-motivated killings

Source: Interior ministry

Khaleej Times

Tuesday, December 8, 1998 19 Shaaban, 1419

'Lahore ahead of Karachi in killings'

From our correspondent

KARACHI — While Karachi, the country's commercial capital, is regarded as one of the world's most violent cities, surprisingly it is Lahore, and not Karachi, which holds the record of the highest rate of killings in the country.

This was stated by none other than the federal Interior Minister, Chaudhry Shujaat Hussain, in reply to a question in Senate, the upper house of parliament. The question had been asked by Opposition Pakistan People's Party Senator and former law minister Iqbal Haider.

According to official figures, 861 people were killed in Karachi in violent incidents during the first nine months of this year, January 1 to September 30. Besides those killed in acts of terrorism, the figure includes those who lost their lives because of personal animosities.

During the same period, 1,070 people met violent deaths recorded in Lahore, a city with less than half the population of Karachi. This figure does not include 126 people whose death over the same period was recorded as suicide.

Another point which emerged from the figures released by the Ministry of Interior is that apart from June,1998, when 175 people were killed, Lahore suffered more than 100 deaths during seven of the years compared to four months for Karachi.

روزنامہ جسارت کراچی

روزنامہ جسارت کراچی (۲) ۱۱ دسمبر ۱۹۹۸ء

جنوری تا ستمبر تک لاہور میں 1070 اور کراچی میں 861 افراد کا قتل

آبادی کے تناسب سے حساب لگایا جائے تو لاہور میں قتل ہونے والوں کی تعداد کراچی سے چار گنا ہے

اسلام آباد (نامہ نگار خصوصی) ایک رپورٹ کے مطابق اس سال جنوری سے ستمبر تک لاہور میں 1070 افراد قتل ہوئے جبکہ کراچی میں 861 افراد کو موت کی بھینٹ چڑھایا گیا۔ وزارت داخلہ کے ذرائع سے تیار ہونے والی رپورٹ کے مطابق لاہور میں جنوری میں 143، فروری میں 97، مارچ میں 123، اپریل میں 122، مئی میں 117، جون میں 132، ستمبر میں 99 افراد قتل ہوئے۔ جبکہ کراچی میں جنوری تا ستمبر بالترتیب 81، 113، 175، 62، 199 اور 101 شہری قتل ہوئے۔ لاہور میں اوسطاً روزانہ چار سے کم افراد ہلاک ہوئے۔ لاہور میں خودکشی کے کئی واقعات ہوئے۔ جبکہ کراچی میں خودکشی کی کوئی واردات نہیں ہوئی۔ آبادی کے تناسب کے عالمی معیار کے مطابق لاہور میں کراچی کی نسبت تین گنا زیادہ قتل ہوئے۔ کراچی میں نصف قتل دہشت گردوں کے ہاتھوں ہوئے۔

نتیجے میں ہلاک ہوئے۔ ان اعداد و شمار کی روشنی میں ہر شخص بآسانی اس بات کا فیصلہ کر سکتا ہے کہ آیا کراچی میں واقعتاً وہ سب کچھ ہوتا ہے جس کا بار بار اظہار کیا جاتا ہے یا اس سے زیادہ کہیں اور ہوتا ہے...... ؟ آیا جرائم کا شہر کراچی ہے یا لاہور ہے...... ؟

اسٹیبلشمنٹ کراچی کے واقعات کو بڑھا چڑھا کر ہمیشہ دنیا کو یہ تاثر دیتی رہی ہے کہ کراچی پورے ملک کا سب سے زیادہ پر تشدد شہر ہے لیکن صرف جنوری 1998ء سے ستمبر 1998ء تک دہشت گردی، تخریب کاری اور فرقے وارانہ فسادات میں ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد، وارداتوں کے تناسب اور ان مذکورہ اعداد و شمار سے بھی یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ملک کا سب سے زیادہ پر تشدد شہر کراچی نہیں بلکہ پنجاب کا صوبائی دارالحکومت لاہور ہے۔ حالانکہ کراچی کی آبادی لاہور سے کئی گنا زیادہ ہے لیکن کراچی میں 9 ماہ کے دوران 861، افراد کا قتل ہوا جن میں ذاتی دشمنی اور خاندانی جھگڑوں میں ہلاک ہونے والے بھی شامل ہیں جبکہ لاہور جس کی آبادی کراچی سے آدھی بلکہ اس سے بھی بہت کم ہے اس میں 9 ماہ کے دوران 1070، افراد ہلاک ہوئے اس طرح نہ صرف تعداد کے لحاظ سے لاہور میں کراچی سے زیادہ افراد قتل ہوئے بلکہ آبادی کے تناسب سے بھی اگر دیکھا جائے تو لاہور میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد کراچی کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہے۔ لیکن آپ یہ دیکھیں کہ لاہور میں جہاں کراچی سے کئی گنا زیادہ قتل ہوئے ہیں، بموں کے دھماکے، دہشت گردی اور تخریب کاری کی وارداتیں زیادہ ہوتی ہیں، جہاں کراچی سے زیادہ قتل، اقدام قتل، اغوا، آبرو ریزی، ڈکیتی اور دیگر جرائم کی وارداتیں ہوتی ہیں، وہاں کے بارے میں حکومت کی جانب سے، سرکاری ایجنسیوں کی جانب سے اور سیاسی اکابرین کی جانب سے میڈیا پر کبھی یہ نہیں کہا گیا کہ لاہور میں بہت زیادہ دہشت گردی ہو رہی ہے یا لاہور میں امن و امان کی صورتحال بہت خراب ہے۔ نہ اخبارات اور رسائل و جرائد اس پر اداریے اور مضامین لکھتے ہیں اور نہ ہی کالم نگار اور دانشور حضرات اس پر اپنا قلم چلاتے ہیں کیونکہ لاہور یا صوبہ پنجاب کو نشانہ بنانا اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی نہیں ہے لہٰذا لاہور میں قتل و غارت، دہشت گردی، فرقے وارانہ فسادات کے کتنے ہی واقعات کیوں نہ ہوں، وہاں جرائم کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں، نہ تو لاہور کو جرائم کا شہر (City of crimes)

کہا جائے گا، نہ لاہور کا امیج پر تشدد شہر کے طور پر پیش کیا جائے گا اور نہ ہی لاہور کے شہریوں کو کرمنلز کی طرح ٹریٹ کیا جائے گا کیونکہ اسٹیبلشمنٹ کی کرمنلائزیشن پالیسی کا مقصد صرف اور صرف کراچی کو ٹارگٹ بنانا ہے تاکہ وہاں ریاستی آپریشن کا جواز پیدا کیا جاسکے، ریاستی آپریشن کر کے مہاجروں کو صفحۂ ہستی سے مٹایا جائے اور کراچی پر قبضہ کر کے اسے پنجاب کا حصہ بنایا جاسکے۔ پاکستانی اسٹیبلشمنٹ نے کرمنلائزیشن کی پالیسی دراصل پنجابائزیشن کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اختیار کی ہے۔

The policy of criminalization is adopted by the Pakistani establishment for Punjabization

کرمنلائزیشن ویسے تو طے شدہ(Established) پالیسی ہوتی ہے لیکن پاکستان میں اسٹیبلشمنٹ نے یہ پالیسی پنجابائزیشن کے لیے اختیار کی ہے۔ آپ یہ دیکھیے کہ اسٹیبلشمنٹ نے اپنی طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت کراچی کے واقعات کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور شہر میں قتل کی وارداتوں کو جواز بنا کر سندھ میں گورنر راج نافذ کیا۔ لیکن ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کس آئین اور قانون کی کتاب میں یہ فارمولا لکھا ہے کہ کسی شہر میں اگر 9 ماہ کے دوران 800 افراد ہلاک ہوں تو وہاں کی منتخب حکومت کو برطرف کر کے گورنر راج نافذ کر دیا جائے اور جمہوریت کی بساط لپیٹ دی جائے......؟ اگر ہم ایک لمحے کے لیے فرض بھی کرلیں کہ اس قسم کا کوئی فارمولا آئین و قانون کی کسی کتاب میں لکھا ہے تو پھر اس فرضی فارمولے کے مطابق بھی پہلے گورنر راج پنجاب میں لگنا چاہیے تھا جہاں صرف ایک شہر میں سات ماہ کے دوران 800 سے زائد افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ لیکن وہاں گورنر راج نافذ نہیں کیا گیا، وہاں آرٹیکل 245 کے تحت فوجی عدالتیں قائم نہیں کی گئیں، وہاں کے لیے فوج نے یہ شرط عائد نہیں کی کہ ''کراچی سے کئی گنا زیادہ لوگ لاہور میں مارے گئے ہیں پنجاب میں بھی دہشت گردی ہو رہی ہے لہٰذا ہم صرف سندھ میں آپریشن نہیں کریں گے بلکہ آرٹیکل 245 کے تحت پنجاب میں بھی سمری ملٹری کورٹس قائم کریں گے، وہاں بھی کارروائی کریں گے'' فوج نے وہاں کے لیے ایسی کوئی شرط عائد نہیں کی اور وہاں کارروائی کی بات نہیں کی

اس لیے کہ پنجاب میں کارروائی کرنا اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی کا حصہ نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف کراچی کو نشانہ بنانا ہے۔ مزید وضاحت یہ کہ جب حکومت نے فوج سے سندھ میں آپریشن کرنے کے لئے کہا تو فوج نے حکومت کے سامنے یہ شرط رکھی کہ ہم سندھ میں اس وقت تک کارروائی نہیں کریں گے جب تک کہ ہمیں آرٹیکل 245 کے تحت اختیارات نہیں دیے جاتے۔

پنجابائزیشن کی پالیسی اور کراچی

(Policy of Punjabization and Karachi)

کراچی ایک ساحلی شہر (Port City) ہے اور یہ پاکستان کا صنعتی و تجارتی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ جنوبی ایشیا کے گیٹ وے کی حیثیت رکھتا ہے، اسٹیبلشمنٹ نے قیام پاکستان کے بعد سے ہی کراچی کے خلاف سازشوں کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ کراچی کی بین الاقوامی حیثیت اور اہمیت ختم کرنے کے لیے 1950ء کی دہائی میں ملک کا دارالحکومت کراچی سے پنجاب منتقل کر دیا گیا پھر مختلف سرکاری محکموں اور اداروں کے دفاتر بھی کراچی سے اسلام آباد منتقل کر دیے گئے۔ اسٹیبلشمنٹ کا خیال تھا کہ ملک کا دارالحکومت کراچی سے پنجاب منتقل کرنے سے کراچی کی اہمیت ختم ہو جائے گی لیکن کچھ چیزیں قدرت کی بنائی ہوئی ہوتی ہیں جن کی اہمیت اور حیثیت ختم نہیں کی جاسکتی مثلاً کراچی کے ساتھ سمندر کا ہونا قدرتی امر ہے جو نہ امریکا لایا، نہ برطانیہ لایا، نہ میں لایا اور نہ ہی آپ لائے۔ کراچی کی اہمیت اس سمندر کی وجہ سے ہے۔ سمندر قدرتی طور پر موجود ہے اور قدرت جس علاقے کی اہمیت بنا دیتی ہے اس علاقے کی اہمیت کو اسٹیبلشمنٹ اپنے تمام تر سازشی حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرنے کے باوجود بھی ختم نہیں کر سکتی۔ چنانچہ ملک کا دارالحکومت کراچی سے پنجاب منتقل کر دینے کے باوجود بھی کراچی کی بین الاقوامی حیثیت اور اہمیت کو ختم نہیں کیا جاسکا، کراچی صنعتی شہر تھا، صنعتی شہر رہا اور دنیا بھر میں کراچی ہی کو ملک کا معاشی دارالحکومت تسلیم کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ تمام غیر ملکی سرمایہ کار اور صنعت کار ہمیشہ کراچی میں ہی سرمایہ کاری

کرنے اور صنعتیں لگانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ جب اسٹیبلشمنٹ نے یہ دیکھا کہ ملک کا دارالحکومت کراچی سے پنجاب منتقل کرنے اور دیگر متعصبانہ اقدامات کے باوجود کراچی کی بین الاقوامی حیثیت اور اہمیت ختم نہیں ہوئی اور سرمایہ کاری زیادہ تر کراچی میں ہو رہی ہے تو اسٹیبلشمنٹ نے ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت کراچی کو دو دھاری تلوار سے نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ ایک طرف اپنے ایجنٹوں کے ذریعے شہر کے حالات خراب کرائے اور پھر ان حالات کو بڑھا چڑھا کر دنیا کے سامنے پیش کیا اور دوسری طرف سرمایہ کاروں کو ان حالات سے ڈرا کر پنجاب کی طرف دھکیلا اور انہیں یہ تاثر دیا کہ کراچی کے حالات سرمایہ کاری کے لیے بہتر نہیں ہیں لہٰذا وہ پنجاب میں سرمایہ کاری کریں لیکن چونکہ کراچی ساحلی شہر ہے، ملک کی واحد بندرگاہ ہے، چنانچہ اسٹیبلشمنٹ اپنی تمام تر سازشوں کے باوجود ملکی و غیر ملکی سرمایہ کاروں کو کراچی میں سرمایہ کاری اور صنعت کاری سے روکنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اسٹیبلشمنٹ نے جب یہ دیکھا کہ اپنے تمام تر سازشی حربوں اور ہتھکنڈوں کے باوجود وہ کراچی کی بین الاقوامی حیثیت اور اہمیت ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو پا رہی ہے تو اسٹیبلشمنٹ نے "پنجابائزیشن" کی پالیسی کے تحت بالآخر یہ فیصلہ کیا کہ کراچی پر قبضہ کر کے اسے پنجاب کا حصہ بنا لیا جائے، کیونکہ کراچی سونے کی چڑیا ہے اور اس پر قبضہ کرنے والوں کو معاشی فائدہ ہوگا، لہٰذا "پنجابائزیشن" کی پالیسی کے تحت کراچی پر قبضہ کرنے کے لیے پولیس پنجاب سے لا کر بٹھائی گئی، کراچی کی ساری انتظامیہ پنجاب سے لا کر بٹھائی گئی، جبکہ کراچی کے لوگوں کو پولیس و انتظامیہ میں نہیں لیا جاتا۔ کراچی کہنے کو تو ملک کا ہی حصہ ہے لیکن جس انداز سے پولیس، سیکورٹی فورسز، سرکاری ایجنسیاں اور دوسرے صوبوں خصوصاً پنجاب سے تعلق رکھنے والے حکام کراچی کے شہریوں پر مسلط ہیں وہ کسی قبضے سے کم نہیں ہے اور صورتحال ایسی نظر آتی ہے جیسے کوئی ملک کسی دوسرے ملک پر قبضہ کر لیتا ہے۔

اسٹیبلشمنٹ نے اپنی طے شدہ پالیسی کے تحت کراچی کے عام واقعات کو بھی دنیا بھر میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا جبکہ دوسری جانب لاہور میں دہشت گردی، تخریب کاری اور قتل و غارت کی بڑے

بڑے پیانے پر ہونے والی وارداتوں کو اس لئے بڑھا چڑھا کر پیش نہیں کیا کیونکہ لاہور پہلے ہی صوبہ پنجاب کا حصہ ہے جبکہ اسٹیبلشمنٹ کا اصل مقصد کراچی پر قبضہ کر کے اسے پنجاب کا حصہ بنانا ہے۔ اسٹیبلشمنٹ کراچی پر قبضہ چاہتی ہے اور قبضے دو طرح سے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی علاقے پر قبضہ کر کے وہاں اپنے حکمرانوں کے ذریعے یا اپنی فوج کے ذریعے حکومت کی جائے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب کوئی ملک کسی علاقے کو فتح کرلیتا ہے اور اس پر قبضہ کرلیتا ہے تو اس کے لئے اس علاقے میں تمام کا تمام کاروبار حکومت چلانا خاصا مشکل ہوتا ہے لہٰذا قابضین اس مقبوضہ علاقے میں انتظام حکومت چلانے کے لیے وہاں کے چند لوگوں کو بھی خریدتے ہیں، انہیں اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں اور ان کے ذریعے دنیا کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہمارا قبضہ ناجائز نہیں ہے بلکہ جائز ہے اور یہ کہ انتظام حکومت ہم نہیں چلارہے ہیں بلکہ مقبوضہ علاقے کے لوگ چلارہے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر آپ جائزہ لیں کہ اس وقت چیف آف آرمی اسٹاف مہاجر، چیف جسٹس سپریم کورٹ مہاجر، کور کمانڈر کراچی مہاجر، گورنر سندھ مہاجر۔ اب دنیا کو یہ تاثر دیا جارہا ہے اور دیا جائے گا کہ صاحب! مہاجروں کے خلاف کچھ بھی نہیں ہورہا ہے کیونکہ دیکھیے کتنی بڑی بڑی پوسٹوں پر مہاجر فائز ہیں لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی بڑی بڑی پوسٹوں پہ مہاجر فائز ہوں اور ان کی موجودگی میں مہاجروں پر بحیثیت کمیونٹی (As a Community) ریاستی ظلم ہو، ریاستی بربریت (State Terrorism) ہو؟ لیکن اگر حقائق کی روشنی میں صورتحال کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ چند اعلیٰ عہدوں پر مہاجروں کا فائز ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ مہاجروں کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہورہی ہے کیونکہ اس طرح کے خان، سردار اور نواب تو اس وقت بھی دستیاب تھے جب برطانیہ نے برصغیر پر قبضہ کیا تھا اور جن کا تذکرہ میں شروع میں کرچکا ہوں کہ کس طرح اپنا قبضہ جمانے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے مقامی لوگوں کو خریدا جاتا رہا ہے اور آج بھی اسی پالیسی پر عمل ہورہا ہے۔ اب آپ غور فرمائیے کہ کراچی میں کیا ہورہا ہے؟ گورنر مہاجر، چیف آف آرمی اسٹاف مہاجر، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مہاجر، کور کمانڈر کراچی مہاجر لیکن بیک جنبش قلم سندھ میں گورنر راج نافذ کردیا گیا، منتخب اسمبلی کو معطل کر کے عوامی مینڈیٹ کو

بوٹوں تلے روند دیا گیا۔ کیا اعلیٰ عہدوں پر فائز یہ مہاجر شخصیات سندھ میں گورنر راج کے نفاذ اور اسمبلی کی معطلی کو روک سکیں؟ کیا اعلیٰ عہدوں پر فائز یہ مہاجر کراچی میں سمری ملٹری کورٹس قائم ہونے سے روک سکے؟ ان چاروں بڑی مہاجر شخصیات نے سندھ میں گورنر راج کے نفاذ اور اسمبلی کی معطلی کے وقت کسی قسم کی مداخلت کیوں نہیں کی؟ اعلیٰ عہدوں پر فائز ان شخصیات نے یہ کیوں نہیں کہا کہ کراچی سے زیادہ لاہور میں قتل ہوئے ہیں لہٰذا اگر اسمبلی معطل کرنی ہے اور گورنر راج نافذ کرنا ہے تو پہلے پنجاب میں نافذ کیجیے اگر قتل کی وارداتوں کی بنیاد پر سمری ملٹری کورٹس قائم کرنی ہیں تو پہلے لاہور میں کیجیے۔ آخر ان شخصیات میں سے کسی ایک نے بھی مہاجروں پر ڈھائے جانے والے ان مظالم کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھائی......؟

آپ اس بات پر غور کیجیے کہ حکیم سعید صاحب کے قتل کو جواز بنا کر چند ہی دنوں میں سندھ میں گورنر راج نافذ کر دیا گیا اور سندھ کی اسمبلی معطل کر دی گئی لیکن جس روز کراچی میں حکیم سعید کا قتل ہوا اسی روز اسلام آباد میں ممتاز مذہبی شخصیت مولانا عبداللہ کا بھی قتل ہوا لیکن مولانا عبداللہ کے قتل کے واقعے پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ مولانا عبداللہ کے صاحبزادے اور ان کے رفقاء پریس کانفرنس کر کے واضح الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ مولانا عبداللہ کو حکومت نے قتل کرایا ہے لیکن مولانا عبداللہ کے قاتلوں کو پکڑنے کے لیے پنجاب میں کراچی جیسا کوئی آپریشن کیا جاتا ہے، نہ ان کے قتل کو جواز بنا کر پنجاب میں گورنر راج نافذ کیا جاتا ہے، نہ صوبائی اسمبلی معطل کی جاتی ہے اور نہ ہی وہاں سمری ملٹری کورٹس قائم کی جاتی ہیں۔ آخر اس دو عملی پر مذکورہ اعلیٰ عہدوں پر فائز مہاجر شخصیات نے کوئی احتجاج کیوں نہ کیا؟ کراچی کے بارے میں تو سوموٹو ایکشن (Suo moto action) لینے کی بات کی جاتی ہے لیکن پنجاب میں اتنے بڑے واقعات پر کوئی سوموٹو ایکشن (Suo moto action) لینے کی بات نہیں کی جاتی۔ گورنر راج اور آرٹیکل 245 کے خلاف ہم نے سپریم کورٹ میں آئینی پٹیشن دائر کی ہے لیکن ابھی تک اس کی سماعت نہیں ہو سکی ہے، آخر کراچی کے عوام انصاف حاصل کرنے کہاں جائیں؟

ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ امن و امان کے مسئلے کو بنیاد بنا کر سندھ میں گورنر راج نافذ کر دیا جاتا

The Nation

Published from Islamabad and Lahore

SATURDAY, NOVEMBER 7, 1998

Abdullah's son accuses govt of killing his father

ISLAMABAD (NNI) – The son of slain khateeb of capital's Lal Masjid, Maulana Abdullah, Friday accused the government of assassinating his father through intelligence agencies to preempt a Taliban-like revolution in Pakistan.

Abdur Rashid, the youngest son of slain Maulana Abdullah, rebutted the government's claim that it was an act of terrorism at a news conference.

Maulana Abdullah was killed on October 17 on the premises of Lal Masjid.

Rashid said he reached to the conclusion after a series of meetings with high government and intelligence officials as part of his private investigations in the murder of his father which also included a meeting with the Inter-Service Intelligence (ISI) chief.

"The killing of Maulana Abdullah was not an act of terrorism, instead, the government got him killed through its intelligence agencies suspecting his links with country's various militant organisations.

Rashid told newsmen that about one-and-a half year ago the murder of Maulana Abdullah a suspicious car had been found wheeling around the mosque and Abdullah's house. He said his men took down the registration number of the car and one day took the car's driver into custody before handing him over to the local police.

Rashid said despite his 3-day-long constant contact with the police after the arrest of the suspicious person, the police failed to come up with any conclusion about the person. He further said that his witnesses duly identified the suspect in the custody of the CIA police as the one who roamed around in the car in a suspicious manner.

Rashid also disclosed that the ISI chief called him to Islamabad and during a meeting at a private hotel requested him to stop privately investigating the murder of Maulana Abdullah and not to play up the matter. A senior official of the ISI said they would themselves complete the inquiry and present the report to the high-ups. "I was worried if my father was involved in activities against the country's interests," he said. Rashid said that after going through the sermons of his father, he was convinced that military outfits want to form an alliance with his father. He said Maulana Abdullah had met Maj. Gen. (Retd) Zaheerul Islam Abbasi in the jail. "The government feared that my father was working for a Taliban-like revolution in Pakistan."

ہے، فوجی عدالتیں قائم کردی جاتی ہیں، منتخب اسمبلی کو عضوئے معطل بنادیا جاتاہے، کراچی سمیت سندھ بھر میں بدترین ریاستی آپریشن شروع کردیا جاتا ہے لیکن بڑے پیانے پر بدامنی، قتل وغارت اور دہشت گردی کے واقعات ہونے کے باوجود پنجاب میں کوئی سخت ایکشن کیوں نہیں لیا جاتا؟ آخر یہ دوہرا معیار کیوں ہے؟بات صرف یہ ہے کہ اسٹیبلشمنٹ پنجابائزیشن کی پالیسی کے تحت کراچی پر قبضہ کرنا چاہتی ہے، اسے پنجاب اور وفاقی حکومت کی کالونی بنانا چاہتی ہے اور کراچی پر قبضہ کرکے یہاں اپنی حکمرانی اور بالادستی قائم کرنا چاہتی ہے اسی لیے صرف کراچی کو ٹارگٹ بنایا جارہا ہے۔

They want to make Karachi a colony of Punjab, they want to make Karachi a colony of federal government, they want to capture, and establish their rule and hegemony in Karachi

پنجابائزیشن کی اس پالیسی کے تحت اسٹیبلشمنٹ کراچی پر جو قبضہ کرنا چاہتی ہے اس منصوبے کی راہ میں ایم کیوایم سب سے بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ ایم کیوایم کے پاس اس شہر کا بھرپور مینڈیٹ ہے اور ایم کیوایم اسٹیبلشمنٹ کے ہاتھوں اپنے عوام کے حقوق کا سودا کرنے کے لیے تیار نہیں ہے لہٰذا جب تک ایم کیوایم موجود ہے اس وقت تک اسٹیبلشمنٹ کراچی پر قبضہ نہیں کرسکتی اس لیے اسٹیبلشمنٹ بھرپور ریاستی طاقت کے ذریعے ایم کیوایم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تلی ہوئی ہے تاکہ وہ کراچی پر مکمل قبضہ کرکے اسے اعلانیہ پنجاب کا حصہ بناسکے، اسے اعلانیہ پنجاب کی کالونی بناسکے۔ایم کیوایم کے خلاف ملک گیر پیمانے پر جاری بدترین ریاستی آپریشن "پنجابائزیشن" کی اسی پالیسی کا حصہ ہے۔

اسٹیبلشمنٹ کی پالیسیاں اور میڈیا کا کردار

(Policies of the Establishment and the role of media)

کوئی بھی ایسی کمیونٹی، ایسا طبقۂ آبادی، لسانی گروہ (Linguistic Group)، مذہبی اقلیت (Religious Minority) یا کوئی بھی ایسی اقلیت جو محرومیوں اور ناانصافیوں کا شکار ہو،

جو نظر انداز (Neglected) کی گئی ہو، مایوس (Despondent) ہو، امتیازی سلوک کا شکار (Discriminated) ہو اور مشقِ ستم کا نشانہ (Victimised) بنی ہو، ایسی کمیونٹی یا طبقۂ آبادی کے افراد جب اپنے حقوق کے حصول کے لیے تحریک چلاتے ہیں تو ایک بات واضح ہوتی ہے کہ وہ تحریک چلا کر اپنے طبقے یا کمیونٹی کے غصب شدہ حقوق کا حصول چاہتے ہیں، اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا خاتمہ چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ جس خطے اور جس جغرافیے میں رہتے ہیں اور جس جگہ تحریک چلاتے ہیں وہیں کے حکمرانوں اور حکمراں قوتوں سے اپنے حقوق مانگتے ہیں کیونکہ کسی کمیونٹی یا کسی بھی رنگ، نسل یا زبان بولنے والے طبقۂ آبادی کے حقوق کسی اور ملک کی حکومت یا حکمراں غصب نہیں کرتے ہیں بلکہ براہ راست اس ملک کے حکمراں اور اسٹیبلشمنٹ ہی ان کے حقوق غصب کرتی ہے۔ البتہ دوسرے ممالک اس ملک کے حکمرانوں کے بالواسطہ مددگار ضرور بن سکتے ہیں۔ عمومی طور پر کسی ملک میں غیر ملکی مداخلت براہ راست نہیں ہوتی لیکن اگر اس ملک میں کسی دوسرے ملک کے یا کسی سپرپاور کے مفادات (Interests) کو خطرہ ہو یا کوئی سپرپاور کسی ملک کے کسی طبقۂ آبادی، کسی حکومت یا کسی حکمراں کو اپنے اور اپنے مفادات کے لیے براہ راست خطرہ محسوس کرے تو وہ براہ راست مداخلت (Direct Intervention) بھی کرتے ہیں لیکن عموماً سپرپاورز کسی ملک میں براہ راست مداخلت نہیں کرتیں بلکہ اپنے ایجنٹوں اور کٹھ پتلی حکمرانوں کے ذریعے ملکی معاملات میں مداخلت کرتی ہیں۔ جس کسی ملک میں حقوق کی کوئی تحریک چل رہی ہو، اس ملک کا میڈیا خواہ کتنا ہی آزاد اور خود مختار کیوں نہ ہو، اس پر وہاں کی حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کا بلواسطہ (Directly) اور بلاواسطہ (Indirectly) کچھ نہ کچھ دباؤ اور اثر ضرور ہوتا ہے اور اگر کسی ملک میں ایسی صورت حال ہو کہ وہ ملک ایک قوم (One nation) کا عکاس نہ ہو یعنی ایک قوم پر مشتمل نہ ہو بلکہ اس میں مختلف قومیتیں آباد ہوں، وہ مختلف نسلی و لسانی گروہوں (Different ethno-linguistic groups) کا مجموعہ ہو اور ساتھ ہی معاملہ اگر یہ ہو کہ ایک لسانی گروہ اکثریت میں ہو اور وہ اتنی اکثریت میں ہو کہ ملک کی اسٹیبلشمنٹ میں، سیکیورٹی فورسز میں، بیوروکریسی میں، انتظامیہ میں غرض یہ کہ ملک کے ہر ادارے اور شعبے

میں اس کی اکثریت اور عمل دخل سب سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں اس ملک کا میڈیا اس اکثریتی لسانی گروہ کے نہ صرف دباؤ میں ہوتا ہے بلکہ اس کا ہم خیال اور ہم پیالہ و ہم نوالہ بھی ہوتا ہے کیونکہ اس اکثریتی لسانی گروہ کا اقتدار (Rule) پورے ملک میں ہوتا ہے اور اس اکثریتی گروپ (Majority Group) کے اقتدار کے فوائد اس اکثریتی لسانی گروہ کے صرف چند لوگوں ہی کو حاصل نہیں ہوتے بلکہ اس کی قوم کے بیشتر افراد کو ملک پر اس کی بالادستی (Hegemony) سے اور اس کے اقتدار سے براہ راست (Directly) اور بلاواسطہ (Indirectly) فائدے ضرور پہنچتے ہیں لہٰذا ایسی صورت میں وہاں کا میڈیا عمومی طور پر اس اکثریتی لسانی گروہ (Majority Linguistic Group) کی خواہشات، امنگوں اور پالیسیوں کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پاکستان میں بھی اسٹیبلشمنٹ ، سیکورٹی فورسز ، بیوروکریسی، انتظامیہ اور ہر ادارے میں پنجاب سے تعلق رکھنے والے افراد کی اکثریت ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے میڈیا میں بھی پنجاب کی پالیسیوں، خواہشات اور امنگوں کی ترجمانی نظر آتی ہے۔

ظاہر ہے کہ ملک میں آباد لسانی اقلیتیں اپنے حقوق کا مطالبہ حکومت سے کریں گی اور حکومت سے مطالبہ کرنے کا مقصد اسٹیبلشمنٹ سے مطالبہ کرنا ہے اور اسٹیبلشمنٹ سے مطالبہ کرنے کا مقصد بیوروکریسی سے مطالبہ کرنا اور بیوروکریسی سے مطالبہ کرنے کا مطلب اس اکثریتی لسانی گروہ سے مطالبہ کرنا ہے جو ملک پر حکمرانی کر رہا ہو، جس کی حکمرانی کی وجہ سے دیگر لسانی گروہ نہ صرف یہ محسوس کرتے ہوں بلکہ انہیں عملاً دکھائی بھی دیتا ہو کہ ان کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں۔

مثال کے طور پہ صوبہ سرحد کو چھوڑ کر اگر ہم سندھ اور بلوچستان کی صورت حال کا جائزہ لیں تو ہم دیکھیں گے کہ ان دونوں صوبوں میں صوبائی امور اور انتظامیہ کا تمام تر کنٹرول ایک اکثریتی نسلی و لسانی گروہ (Majority ethno-linguistic group) یعنی پنجاب کے لوگوں کے پاس ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ سندھ اور بلوچستان کے انتظامی امور پر پنجاب کا مکمل کنٹرول ہونے کے باوجود ان صوبوں کے لوگ اس اکثریتی لسانی گروہ کی بالادستی کے خلاف کھل کر جدوجہد

نہیں کرتے۔اس اکثریتی لسانی گروہ (Majority ethno-linguistic group) کی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صوبہ سرحد کے لوگ جو صدیوں سے قبائلی طرز زندگی گزارتے آئے ہیں اور آج بھی اسی قبائلی نظام کے تحت زندگی گزار رہے ہیں، جن کی قبائلی زندگی کے طور طریقے، ان کے رسم ورولج، رہن سہن ان کے کلچر کا حصہ بن چکے ہیں۔ دیگر چیزوں کی طرح اسلحہ بھی جن کی ثقافت کا حصہ بن چکا ہے لیکن مسلح قوم ہونے کے باوجود بھی صوبہ سرحد کے لوگ اپنے جائز حقوق کے حصول کے لیے اس حکمراں اکثریتی لسانی گروپ کے سامنے براہ راست آتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ پختونوں کی طرح بلوچوں میں بھی اسلحہ رکھنا ثقافت کا حصہ ہے لیکن چونکہ بلوچوں کی آبادی بہت کم ہے اس لیے ان میں اسلحہ رکھنے کی ثقافت کی وہ حیثیت نہیں جو ثقافت کے طور پر اسلحہ رکھنے کی حیثیت پختونوں میں ہے۔اسی طرح اگر سندھیوں کی مثال لیجیے تو سندھیوں میں بھی اسلحہ کی وہ سوچ وفکر نہیں ہے جو اسلحہ کی روایاتی وثقافتی سوچ وفکر رکھنے والے پختونوں میں نظر آتی ہے، اگر ہم جائزہ لیں تو کلہاڑی سندھیوں کی ثقافت کا حصہ ضرور ہے لیکن وہ بھی صرف عام غریب سندھی ہاری، کسان، مزدور کے پاس ہوتی ہے جبکہ سرحد میں تو آپ کو ایک غریب سے غریب پٹھان کے پاس بھی اگر بھاری اسلحہ نہیں توکم ازکم چھوٹا اسلحہ ضرور ملے گا۔کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسا لسانی گروہ کہ اسلحہ جس کی ثقافت کا حصہ ہو جب وہ اپنے حقوق کے لیے براو راست (Directly) نہیں بول سکتا...... بلوچ نہیں بول سکتا......سندھی نہیں بول سکتا، جبکہ یہ تمام قومیتیں فرزند زمین بھی ہیں تو پھر ایسا لسانی گروہ، ایسا طبقۂ آبادی جو فرزند زمین نہ سمجھا جاتا ہو، جس کا پاکستان کے جغرافیے سے صدیوں پرانا زمینی رشتہ نہ ہو، اسلحہ جس کی ثقافت کا حصہ نہ ہو تو جب وہ اپنے حقوق کی بات کرے گا تو اسے کن کن مسائل اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کی راہ میں کیا کیا رکاوٹیں آئیں گی اس کا اندازہ ہر باشعور فرد بخوبی لگا سکتا ہے۔ کسی بھی ملک کے اخبارات اور رسائل وجرائد عام طور پر اس ملک کی اسٹیبلشمنٹ کی پالیسیوں کے ترجمان اور عکاس ہوتے ہیں یعنی اگر ہم کسی بھی ملک کے اخبارات کی شہ سرخیوں پر ایک نظر ڈالیں تو ان میں ہمیں اس ملک کی اسٹیبلشمنٹ کی پالیسیوں کا عکس نظر آئے گا۔اسی طرح وہاں کے رسائل وجرائد کی رپورٹوں اور

مضامین میں بھی عموماً وہاں کی اسٹیبلشمنٹ کی پالیسیوں کی ترجمانی کی جاتی ہے۔ چونکہ رائے عامہ ہموار کرنے میں میڈیا بنیادی کردار ادا کرتا ہے چنانچہ کسی بھی ملک میں حقوق کی کسی تحریک کو کچلنے کے لیے اسٹیبلشمنٹ جہاں دیگر ریاستی وسائل کو استعمال کرتی ہے وہاں اس تحریک کے خلاف میڈیا کا بھی بھرپور استعمال کرتی ہے اور وہ اس طرح سے کہ حقوق کی تحریک کو مٹانے کے لئے اسٹیٹ کی جانب سے جو ظالمانہ اقدامات کیے جاتے ہیں انہیں میڈیا کے ذریعے درست اور جائز قرار دیا جاتا ہے اور زہریلا پروپیگنڈہ کر کے عوام کو اس تحریک سے بدظن کیا جاتا ہے جو اپنے غصب شدہ حقوق کے حصول کی جدوجہد کر رہی ہوتی ہے۔

19 / جون 1992ء کو مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کے خلاف شروع کیے جانے والے ریاستی آپریشن میں ریاستی طاقت کا بے دریغ استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ ایم کیو ایم کے خلاف میڈیا کو بھی جس طرح استعمال کیا گیا اسے کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ 1992ء کے فوجی آپریشن میں ایک طرف گھر گھر ریاستی مظالم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے تو دوسری طرف سرکاری ریڈیو اور ٹی وی بھی ایم کیو ایم کے خلاف زہر اگل رہا تھا، سرکاری ایجنسیوں کے خود ساختہ ٹارچر سیل ایم کیو ایم سے منسوب کر کے روزانہ ٹی وی پر دکھائے جارہے تھے، ایجنسیوں کے خریدے ہوئے لوگوں کے انٹرویوز نشر کئے جارہے تھے، ایم کیو ایم کا امیج خراب کرنے کے لیے اس کے حوالے سے خوفناک اور بھیانک کہانیاں پیش کی جارہی تھیں۔ اسی طرح ایک آدھ کو چھوڑ کر تقریباً تمام ہی اخبارات میں ایم کیو ایم کے خلاف جھوٹی، من گھڑت، زہریلی خبریں اور ٹیبل اسٹوریز شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کی جارہی تھیں، جعلی اور خود ساختہ ٹارچر سیلوں کی بڑی بڑی تصاویر اور ان کے حوالے سے انتہائی بھیانک اور خود ساختہ رپورٹیں نمایاں طور پر شائع کی جارہی تھیں جبکہ ان شر انگیز الزامات اور بہتان تراشیوں کے جواب میں ایم کیو ایم کی جانب سے جو تردیدی اور وضاحتی بیانات جاری کئے جاتے انہیں سرے سے شائع ہی نہیں کیا جاتا تھا اور جو بیانات شائع بھی کئے جاتے وہ بھی اس قدر غیر نمایاں اور اتنے مختصر کہ اس میں نہ وضاحت ہوتی تھی اور نہ الزامات کا تفصیل سے جواب ہوتا تھا، اس کے برعکس وہ لوگ جن کے پیچھے چار افراد نہیں تھے ان کے بیانات تفصیلی اور

نمایاں طور پر شائع کیے جارہے تھے۔ پاکستان کے ساتھ ساتھ غیر ملکی نشریاتی اداروں ، غیر ملکی اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں نے بھی 19 ر جون 1992ء کے آپریشن کے آغاز میں جس طرح کا جانبدارانہ کردار ادا کیا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ غیر ملکی نشریاتی اداروں نے بھی پاکستانی میڈیا کی طرح آپریشن کے حوالے سے ایم کیو ایم کے خلاف سرکاری ایجنسیوں کی تیار کردہ شرانگیز اور بے بنیاد رپورٹیں نشر کیں اور بین الاقوامی سطح پر ایم کیو ایم کا امیج خراب کرنے میں بڑا کردار ادا کیا۔ اسی طرح غیر ملکی اخبارات نے بھی ایم کیو ایم کے خلاف اسٹیبلشمنٹ کی پیش کردہ خوفناک کہانیوں کو رپورٹس کی شکل میں نمایاں طور پر شائع کیا جبکہ خبر رساں اداروں نے بھی خاص طور پر ایسی رپورٹیں اور تصاویر جاری کیں جن کی اشاعت سے دنیا بھر میں ایم کیو ایم کے بارے میں غلط تاثر قائم ہوا اور ایم کیو ایم کا امیج خراب ہوا۔ ان تمام غیر ملکی نشریاتی اداروں، اخبارات اور خبر رساں اداروں نے اپنی رپورٹوں اور خبروں میں حقیقی دہشت گردوں کی جانب سے سرکاری سرپرستی میں کھلے عام کی جانے والی دہشت گردیوں کا بہت ہی کم ذکر کیا۔ غیر ملکی میڈیا کے اس جانبدارانہ کردار کی روشنی میں اس حقیقت کو سمجھنا قطعی مشکل نہیں کہ ایم کیو ایم کے خلاف کیے جانے والے اس آپریشن کو غیر ملکی قوتوں کی بھی بھرپور تائید و حمایت حاصل تھی۔

اگر ہم 19 جون 1992ء سے قبل کے واقعات اور اخبارات کو سامنے رکھیں اور آج کے واقعات اور اخبارات کا جائزہ لیں تو ہم ایک ہی نتیجے پر پہنچیں گے کہ ایم کیو ایم اور مہاجروں کے بارے میں اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی، اس کے رویے اور طرزِ عمل میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ایم کیو ایم اور مہاجروں کے بارے میں اسٹیبلشمنٹ کی جو پالیسی 19 جون 1992ء کے وقت تھی وہی آج بھی ہے۔ آج بھی ملک کے تقریباً تمام ہی اخبارات ایم کیو ایم کے خلاف اسٹیبلشمنٹ کی تیار کردہ من گھڑت، بے بنیاد اور جھوٹی کہانیوں اور شرانگیز رپورٹوں سے بھرے پڑے ہیں۔ آج بھی ملکی و بین الاقوامی سطح پر ایم کیو ایم کا امیج خراب کرنے کے لیے خودساختہ ٹارچر سیلوں، اسلحہ اور دہشت گردی کی نت نئی کہانیاں پیش کی جارہی ہیں، اسٹیبلشمنٹ کے ایجنٹوں کے زہریلے بیانات اور انٹرویوز اسی طرح نمایاں کرکے شائع کیے جارہے ہیں ۔

یہ اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی ہوتی ہے کہ وہ جب کسی طبقۂ آبادی کو کچلنا چاہتی ہے اور اس کی آواز کو دبانا چاہتی ہے تو وہ اس طبقۂ آبادی کے خلاف کیے جانے والے ایکشن کو ملکی مفاد کا معاملہ بنادیتی ہے اور اس ایکشن کو درست اور جائز قرار دینے کے لیے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں ہے۔

This is in the larger interest of the country

یہ ایکشن ملک کے مفاد میں ہے اور اس میں حکومت کا کوئی مفاد نہیں ہے۔ 19 جون 1992ء کے آپریشن کے بارے میں بھی یہی کہا گیا تھا کہ "پاکستان کو بچانے کے لیے سندھ میں آپریشن ناگزیر ہے۔" وزیراعظم نواز شریف نے بھی یہ بیان دیا تھا کہ "فوجی کارروائی کے دوران کچھ دوستوں کو تکلیف ہو تو ملک کی سلامتی اور عوام کی بہتری کے لیے اسے صبر و تحمل سے برداشت کرلیں"۔ یعنی ایم کیو ایم کو کچلنا ہے، مہاجر عوام کو کچلنا ہے، مڈل کلاس لیڈرشپ کو ختم کرنا ہے، مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت کو ختم کرنا ہے لہٰذا سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) کے تحت ایکشن کرو اور اس ایکشن کو ملک کی سلامتی کا مسئلہ قرار دے دو۔ 1992ء کی طرح آج بھی جبکہ ایم کیو ایم کے خلاف ریاستی آپریشن کیا جارہا ہے تو اس ایکشن کو بھی ملک کے مفاد میں قرار دیا جارہا ہے اور میڈیا آج بھی وہی کردار ادا کررہا ہے جو اس نے 1992ء کے فوجی آپریشن کے وقت کیا تھا۔ میڈیا کا حالیہ کردار ایک بار پھر اس بات کا ثبوت فراہم کررہا ہے کہ میڈیا کل بھی اسٹیبلشمنٹ کے زیر اثر تھا اور آج بھی ہے۔

فوجی عدالتوں کا قیام اور میرٹ کا دعویٰ

(Establishment of military courts and claim of merit)

سندھ میں گورنر راج کے نفاذ کے چند روز بعد اسٹیبلشمنٹ نے اپنی سہ جہتی حکمت عملی کے تحت کراچی میں سمری ملٹری کورٹس بھی قائم کردیں تاکہ ایم کیو ایم کے رہنماؤں، منتخب

نمائندوں، کارکنوں اور ہمدردوں کو جھوٹے مقدمات کی بنیاد پر پھانسی، عمر قید اور طویل سزائیں دی جاسکیں اور یوں ایم کیو ایم کو ختم کردیا جائے۔ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف کا کہنا ہے کہ یہ فوجی عدالتیں کسی کے خلاف نہیں ہیں لیکن اس بات میں کسی شک وشبے کی کوئی گنجائش نہیں کہ ان عدالتوں کا مقصد مہاجروں کو ختم کرنا ہے کیونکہ 19 جون 1992ء کو سندھ میں شروع ہونے والے فوجی آپریشن کے بارے میں بھی یہی کہا گیا تھا کہ یہ آپریشن کسی جماعت یا قوم کے خلاف نہیں ہوگا لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ فوجی آپریشن صرف اور صرف مہاجر عوام اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کے خلاف کیا گیا اور آج بھی آرٹیکل 245 کے تحت جو سمری ملٹری کورٹس قائم کی گئی ہیں ان کے ذریعے بھی صرف مہاجروں اور ان کینمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو نشانہ بنایا جائے گا۔ اگر چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف کا یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ عدالتیں کسی کے خلاف نہیں ہیں تو پھر، کیونکہ بحیثیت چیف آف آرمی اسٹاف انہوں نے فوج کو سمری ملٹری کورٹس قائم کرنے کی اجازت دی ہے، اس لیے کیا جنرل پرویز مشرف صاحب قوم کو یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ 19 / جون 1992ء کو فوج نے جو اعلان کیا تھا کہ یہ آپریشن کسی جماعت کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ ڈکیتی، اغواء برائے تاوان، کارچوری اور دیگر وارداتوں میں ملوث 72 بڑی مچھلیوں کے خلاف کیا جائے گا تو 72 بڑی مچھلیوں کی اس فہرست میں شامل کتنے افراد کو گرفتار کیا گیا؟ سوائے ایم کیو ایم کے اور کس پارٹی کے خلاف آپریشن کیا گیا؟ کیا اس حقیقت سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ 72 بڑی مچھلیوں کے خلاف آپریشن کے نام پر صرف مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو نشانہ بنایا گیا؟ آج بھی یہ کہا جارہا ہے کہ میرٹ کی بنیاد پر صرف "کرمنلز" کے خلاف کارروائی کی جائے گی لیکن آج بھی کرمنلز کے خلاف ایکشن کے نام پر صرف ایم کیو ایم کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے اور صرف ایم کیو ایم کے بے گناہ رہنماؤں، منتخب نمائندوں، ذمے داروں اور کارکنوں کو گرفتار کیا جارہا ہے۔ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف صاحب قوم کو یہ بتائیں کہ دوسری پارٹیوں میں شامل کتنے کرمنلز کے خلاف اب تک کارروائی کی گئی؟ کیا دوسری جماعتوں کے تمام لوگ فرشتے ہیں؟ یہ کیسی میرٹ ہے کہ کارروائی صرف ایم کیو ایم کے خلاف کی جارہی ہے؟ آج کرمنلز اور دہشت گرد کا لفظ ایم کیو ایم سے منسوب

کردیا گیا ہے، ایم کیو ایم کا کوئی ایک رہنما، منتخب سینیٹر، ایم این اے، ایم پی اے، ذمے دار یا کارکن ایسا نہیں ہے جس پر دہشت گردی کا الزام عائد نہ کیا گیا ہو، جس کے خلاف دہشت گردی کے مقدمات قائم نہ کیے گئے ہوں۔ یہ بات کسی المیے سے کم نہیں کہ ایم کیو ایم کے رہنماؤں اور منتخب نمائندوں پر ان کی عمر، پیشے اور سماجی حیثیت کا لحاظ کئے بغیر جھوٹے مقدمات قائم کر کے انہیں "کرمنلز" اور "دہشت گرد" قرار دیا جاتا ہے لیکن جن لوگوں نے اپنے سرکاری منصب اور اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے قومی خزانے کو لوٹا، اس پر ڈاکا ڈالا انہیں کرمنلز نہیں کہا جاتا...... جن لوگوں نے سرکاری بینکوں سے اربوں، کھربوں روپے کے قرضے لے کر ہضم کر لیے انہیں کرمنلز نہیں کہا جاتا...... جن لوگوں نے دفاعی سازوسامان کے سودوں میں اربوں ڈالر کمیشن کھا کر قومی خزانے کو نقصان پہنچایا انہیں کرمنلز نہیں کہا جاتا...... قومی دولت کو لوٹنے والے اور ملکی معیشت کو تباہی کے دہانے پر پہنچانے والے ان لوگوں کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کی جاتی۔

اسی طرح آپ یہ دیکھیے کہ قتل کے واقعات اور بدامنی کو جواز بنا کر سندھ میں گورنر راج نافذ کر دیا گیا، آرٹیکل 245 کے تحت سمری ملٹری کورٹس قائم کر دی گئیں اور چیف آف آرمی اسٹاف کا کہنا ہے کہ یہ فوجی عدالتیں میرٹ کی بنیاد پر کارروائی کریں گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پنجاب میں جہاں سال 1998ء کے دوران دہشت گردی، تخریب کاری اور فرقے وارانہ فسادات میں ہزاروں افراد ہلاک ہوئے ہیں وہاں میرٹ کی بنیاد پر گورنر راج نافذ کیوں نہیں کیا گیا؟ میرٹ کی بنیاد پر لاہور میں فوجی عدالتیں قائم کرنے کی ضرورت محسوس کیوں نہیں کی گئی؟ وہاں بڑے پیمانے پر ہونے والی قتل و غارت، دہشت گردی اور تخریب کاری کی روک تھام کے لیے کوئی کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟ آخر یہ کیسی میرٹ ہے کہ بعض واقعات کو بنیاد بنا کر ملک کے ایک حصے میں تو ریاستی آپریشن شروع کر دیا جائے اور ملک کے دوسرے حصے میں وہی واقعات بڑے پیمانے پر اور زیادہ شدت کے ساتھ ہو رہے ہوں لیکن وہاں کارروائی نہ کی جائے؟ آخر اس عمل کو کیا نام دیا جائے گا؟

ایم کیو ایم دہشت گردی پر نہ کل یقین رکھتی تھی اور نہ آج یقین رکھتی ہے لیکن اسے دہشت گرد ثابت کرنے اور اس کے خلاف جاری ریاستی آپریشن کو درست اور جائز قرار دینے کے لیے

1992ء کی طرح ایک بار پھر کراچی میں جگہ جگہ سے جعلی اور خود ساختہ ٹارچر سیل نکالے جا رہے ہیں اور ایم کیو ایم کو بدنام کرنے کے لیے انہیں میڈیا پر بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے لیکن دوسری طرف پنجاب، سرحد اور بلوچستان میں وڈیروں اور جاگیرداروں نے جو اپنی نجی جیلیں بنا رکھی ہیں، انہوں نے جو اعلانیہ ٹارچر سیل قائم کر رکھے ہیں، ان نجی جیلوں اور ٹارچر سیلوں کو ختم کرنے کے لیے فوج میدان میں کیوں نہیں آتی؟ ہم ارباب اختیار سے سوال کرتے ہیں کہ ان نجی جیلوں کے خاتمے کے لیے آرٹیکل 245 کا استعمال (Invoke) کیوں نہیں کیا جاتا؟ ان کے لیے سمری ملٹری کورٹس قائم کیوں نہیں کی جاتیں؟ کیا آپ جاگیردارانہ نظام کے محافظ ہیں یا جمہوریت کے؟ ملک کے محافظ ہیں یا فرسودہ جاگیردارانہ نظام کے؟

Whether you are the protector of the fuedal system or the defender of the democracy or the country or defender of the prevailing medieval feudal system...?

آج قتل کے جھوٹے مقدمات کی بنیاد پر ایم کیو ایم کے رہنماؤں، منتخب نمائندوں اور کارکنوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے ان کے مقدمات فوجی عدالتوں میں بھیجے جا رہے ہیں اور کہا یہ جا رہا ہے کہ قتل اور دیگر جرائم میں ملوث لوگوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے ایم کیو ایم کے پندرہ ہزار (15000) سے زائد رہنماؤں، عہدیداروں، کارکنوں اور ہمدردوں کو ماورائے عدالت قتل کیا، انہیں اب تک گرفتار کیوں نہیں کیا گیا؟

Who were those, who killed more than fifteen thousand (15000) MQM leaders, office bearers, workers and sympathisers extra-judicially? Why have they not been arrested so far?

جناب! ایک نہیں، دو نہیں، سو نہیں، دو سو نہیں، پندرہ ہزار سے زائد ایم کیو ایم کے کارکنوں و ہمدردوں کو ماورائے عدالت قتل کیا گیا جو ریکارڈ پر موجود ہے۔ بے نظیر بھٹو کی حکومت کی برطرفی کے بارے میں صدارتی حکم نامے (Presidential Proclamation Order) کا

پہلا بنیادی نکتہ (First and Foremost Ground) ہی ماورائے عدالت قتل کے واقعات ہیں۔ مہاجر قوم چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف صاحب سے سوال کرتی ہے کہ پندرہ ہزار سے زائد معصوم و بے گناہ مہاجروں کو ماورائے عدالت قتل کرنے والے چھوٹے اور بڑے، مجرموں کو اب تک کیوں گرفتار نہیں کیا گیا؟ کیا ماورائے عدالت قتل کیے جانے والے ایم کیو ایم کے معصوم و بے گناہ کارکنان اور ہمدرد مہاجر نوجوان انسان نہیں تھے؟ کیا ان کا قتل، قتل نہیں تھا؟ اگر ایک سویلین کسی شہری کا قتل کرے تو وہ قتل کہلاتا ہے، اسی طرح اگر کسی شہری کا قتل فوج، رینجرز یا پولیس کا کوئی سپاہی کرے، افسر یا جنرل کرے، وہ بھی قتل کہلاتا ہے یعنی قتل، قتل ہوتا ہے چاہے کوئی سویلین کرے یا کسی سیکیوریٹی فورس کا کوئی اہل کار یا افسر۔ لہٰذا قتل کی جو سزا کسی سویلین کو ملے تو وہی سزا معصوم و بے گناہ شہریوں کا ماورائے عدالت قتل کرنے والے پولیس، رینجرز یا فوج کے اہل کاروں، افسروں، حکومت اور انتظامیہ کے اہل کاروں اور حکمرانوں کو بھی ملنی چاہیے اس لیے کہ قانون سب کے لیے برابر ہوتا ہے اور کوئی بھی اس سے ماورا نہیں ہے۔ ہم چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ مہاجروں کا قتل کرنے والوں کو گرفتار کر کے سزا کیوں نہیں دی گئی؟ جنرل پرویز مشرف صاحب! آپ صرف ملکی سرحدوں کے ہی محافظ نہیں بلکہ ملک کے شہریوں کی جان و مال کے بھی محافظ ہیں، شہریوں کو جان و مال کا تحفظ اور انصاف فراہم کرنا آپ کی بھی ذمے داری ہے۔

عمل اور رد عمل (Action and Reaction)

دنیا میں چند اصول ایسے ہیں جو انسان کے بنائے ہوئے ہیں البتہ چند اصول ایسے بھی ہیں جن کا تعلق فطرت سے ہے اور وہ سائنسی بنیادوں پر بھی ثابت ہو چکے ہیں مثال کے طور پر "ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے" یہ اصولِ فطرت ہے اور یہ اصول عظیم سائنسداں نیوٹن کے "تیسرے قانونِ حرکت" (Third Law of Motion) کی شکل میں سائنسی بنیادوں پر ثابت ہو چکا ہے۔

THE SUNDAY TIMES, 26 NOVEMBER, 1995

Slave trade florishes in Pakistan

ایک وڈیرے کی نجی جیل میں قید غریب ہاری، جنہیں زنجیروں میں باندھ کر رکھا گیا ہے

نیوٹن کے قانونِ حرکت کے مطابق "ہر ایکشن کا ری ایکشن ہوتا ہے اور یہ ری ایکشن ہمیشہ مساوی اور مخالف سمت میں ہوتا ہے"۔ اس اصول کے پیش نظر جب ہم سیاسی وسماجی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ سائنسی حقیقت سامنے آتی ہے کہ جب کبھی اور جہاں کہیں کوئی گروہ، کوئی قوم، کوئی حکومت، کوئی حکمراں یا حکمرانوں کا ایک اتحادی ٹولہ اپنے ملک یا دنیا کے کسی خطے میں کسی قوم کے خلاف، کسی طبقۂ آبادی کے خلاف، کسی ملک کے خلاف، کسی ملک کے شہریوں کے خلاف وہاں کے مروجہ قوانین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان کے خلاف ماورائے آئین و قانون ایکشن لیتا ہے تو اس کے اس ماورائے آئین و قانون ایکشن کے خلاف ماورائے آئین و قانون ری ایکشن بھی ہوتے ہیں۔ یعنی جب ماورائے آئین و قانون ایکشن کے ذریعے کسی طبقۂ آبادی کو کچلا جائے گا، اس کے حقوق غصب کیے جائیں گے، اس طبقۂ آبادی کو ماورائے آئین و قانون، ظلم وبربریت کا نشانہ بنایا جائے گا اور انہیں انصاف فراہم کرنے کا کوئی ادارہ اور کوئی ذریعہ اس خطے میں، اس ملک میں اور اس شہر میں موجود نہ ہو یا اگر موجود بھی ہو لیکن وہ اس مظلوم طبقے کو حق وانصاف فراہم نہ کر سکے تو جس طبقۂ آبادی کے خلاف ماورائے آئین و قانون ایکشن لیے جاتے ہیں تو وہ طبقۂ آبادی بھی پھر جواباً آئین و قانون کو ہاتھ میں لے لیتا ہے اور ماورائے آئین و قانون رد عمل کا اظہار کرتا ہے یہ کلیہ ہے۔ برطانیہ کی جتنی کالونیاں تھیں وہاں یہی ہوا، جہاں جہاں فرانس کی کالونیاں تھیں وہاں یہی ہوا اور خود سپرپاور امریکا آج جس پوزیشن میں ہے اس کا آئینی نظام ایک بڑی قتل و غارت، آپس کی جنگوں اور آگ اور خون کے عمل سے گزر کر ہی موجودہ پوزیشن میں پہنچا ہے۔

جب کسی ملک کی حکومت اور اسٹیبلشمنٹ اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والوں کو کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت نہ صرف دہشت گرد اور کرمنلز بنا کر پیش کرتی ہے بلکہ ان کے ساتھ دہشت گردوں اور کرمنلز کے جیسا سلوک (Treat) بھی کرتی ہے تو نیوٹن کے تیسرے قانونِ حرکت (Third Law of Motion) کے اصول کے تحت ہر ایکشن کا ری ایکشن ہوتا ہے۔ اگر ریاست اپنے جائز بنیادی و آئینی حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والے لوگوں پر دہشت گرد (Terrorist) اور مجرم (Criminal) کا لیبل لگا کر ان کے ساتھ وہ

سلوک کرے جو دہشت گردوں (Terrorists) اور مجرموں (Criminals) کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس کے لیے نہ عمر کا لحاظ کیا جائے اور نہ پیشے کا لحاظ کیا جائے۔ مثال کے طور پر نائن زیرو پر چھاپا مارا جائے تو 60 سالہ شعیب بخاری کی نہ بزرگی کا لحاظ کیا جائے، نہ ان کے کمزور جسم کا خیال کیا جائے، نہ یہ دیکھا جائے کہ وہ اسمبلی کے منتخب رکن ہیں اور سندھ اسمبلی میں ایم کیو ایم کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر ہیں بلکہ گرفتار کرتے ہی کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت ان کے ساتھ کرمنلز جیسا سلوک کیا جائے، انہیں پکڑتے ہی لاتوں، گھونسوں اور ڈنڈوں سے مارا جائے، بال پکڑ کر ان کا سر دیوار سے دے مارا جائے اور تھانے لے جا کر انہیں پیشہ ور مجرموں کی طرح برہنہ کر کے اور الٹا لٹکا کر بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا جائے اور انہیں چیرا بھی لگایا جائے۔

جب اسٹیٹ کسی تحریک کو کچلنے کے لیے اس میں شامل افراد کو نہ صرف دہشت گرد اور کرمنلز قرار دیتی ہے بلکہ ان کے ساتھ دہشت گردوں اور مجرموں جیسا سلوک کرتی ہے اور ریاستی طاقت کے ذریعے انہیں کچلنے کا عمل کرتی ہے تو فطرت کے اصول اور نیوٹن کے سائنسی قانون کے مطابق اس عمل کا ردعمل ہوتا ہے۔ ظلم کے عمل کے خلاف جب بھی ردعمل ہوتا ہے تو ہر انسان اپنی عمر کے مطابق ردعمل کرتا ہے۔ کیونکہ ردعمل کا تعلق انسان کے قد، کاٹھ اور جسمانی ساخت سے ہی نہیں بلکہ عمر سے بھی ہوتا ہے۔ مختلف چیزوں پر شیر خوار بچوں کا ردعمل، معصوم بچوں کا ردعمل الگ ہوتا ہے، نوجوانوں (Teenagers) کا ردعمل مختلف باتوں کے جواب میں مختلف ہوتا ہے۔ جب وہ جوانی میں قدم رکھتے ہیں اور ان کے باڈی ہارمونز پوری طرح کام کرنے لگتے ہیں تو مختلف واقعات، حادثات اور سانحات پر ان جوانوں کا ردعمل مختلف ہوتا ہے۔ جب انسان جوانی سے گزر کر بردباری کی عمر میں داخل ہوتا ہے تو مختلف باتوں، مختلف حادثات اور سانحات پر اس کا ردعمل مختلف ہوتا ہے اور جب وہ بڑھاپے میں قدم رکھتا ہے تو مختلف باتوں پر اس کا ردعمل، دیگر عمر کے لوگوں کے ردعمل سے قطعی مختلف ہوتا ہے۔ اب اس بات کی روشنی میں اس چیز پر غور کیا جائے کہ اگر کوئی شخص جھوٹے مقدمات میں گرفتار کیا جائے، اس کے ماں باپ صدرِ مملکت، چیف آف آرمی اسٹاف، چیف جسٹس سپریم کورٹ اور دیگر اربابِ اختیار کو ٹیلی گرام روانہ کریں، لیکن کوئی بھی ان کی داد فریاد نہ سنے، انہیں

انصاف فراہم نہ کرے، ان کے گرفتار شدہ بیٹے کو بازیاب نہ کرائے، ان کی دادرسی نہ کرے اور بلآخر ان کے بیٹے کو کسی عدالت میں پیش کیے بغیر انتہائی بے دردی سے تشدد کا نشانہ بنا کر ماورائے عدالت قتل کر دیا جائے اور اس قتل کو پولیس مقابلہ قرار دے دیا جائے تو بیٹے کے اس بہیمانہ قتل پر اس کے بوڑھے ماں باپ کا ردعمل یہ ہوگا کہ وہ آہ و بکا کریں گے، ماتم کریں گے اور بددعائیں دیں گے، لیکن اگر اس گھر میں کوئی جوان خون موجود ہوگا تو اس کا ردعمل ماں باپ کے ردعمل سے قطعی مختلف ہوگا۔

اسی طرح جب شہر میں پولیس مقابلوں کے نام پر بے گناہ افراد کا ماورائے عدالت قتل ہوتا رہتا ہے اور ان کی خبریں عوام میں پھیلتی ہیں تو ان میں بھی بزرگوں کا ردعمل مختلف اور جوانوں کے ردعمل کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ جب کوئی حکومت، کوئی اسٹیبلشمنٹ، کوئی پولیس یا کوئی سرکاری ایجنسی ایک طبقۂ آبادی سے تعلق رکھنے والے بے گناہ شہریوں کا بڑے پیمانے پر ماورائے عدالت قتل کرتی ہے یعنی ماورائے قانون کام کرتی ہے تو قانون فطرت کے تحت عوام بھی ماورائے آئین و قانون ردعمل ظاہر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جسے غلط اور ناجائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ عام حالات میں کوئی بھی شہری کسی بھی قانون نافذ کرنے والے ادارے کے کسی اہلکار (Law Enforcer) سے نہیں لڑتا لیکن جب اسٹیٹ مشینری کسی طبقۂ آبادی پر ظلم ڈھائے، حقوق کی جدوجہد کرنے پر اس طبقے کی پوری پوری بستیوں کے محاصرے ہوں، گھر گھر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں، نوجوانوں کو ہی نہیں بلکہ بزرگوں، خواتین اور بچوں تک کو ریاستی تشدد کا نشانہ بنایا جائے، ان کے ساتھ جنگی قیدیوں جیسا سلوک کیا جائے اور ماؤں بہنوں کی بے حرمتی کی جائے تو ریاستی تشدد کا یہ عمل جوابی تشدد کو جنم دیتا ہے اور پھر جن کے ساتھ یہ ظالمانہ سلوک ہوگا، وہ بلآخر قانون نافذ کرنے والوں کو مجرم اور دہشت گرد تصور کرتے ہوئے ردعمل کا مظاہرہ کریں گے۔

Ultimately they will react when they will consider all the law enforcers as criminals or terrorists

فطرت اور نیوٹن کے سائنسی قانون کے مطابق ریاستی تشدد کے ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے، اسٹیبلشمنٹ کے جو اہلکار حقوق کی جدوجہد کرنے والوں کو ریاستی تشدد کا نشانہ بنا رہے ہوتے

ریاستی دہشت گردی، اخباری تراشوں اور تصاویر کے آئینے میں

روزنامہ جنگ کراچی ـــــ 13 اگست 1998ء

نارتھ ناظم آباد میں دہشت گردوں کا حملہ تحریک کے 9 کارکن ہلاک

ایک نوجوان جان بچانے کیلئے بھاگا تو ظالموں نے اسکا تعاقب کرکے فائرنگ کا نشانہ بنایا، ہلاک ہونے والوں کی عمریں 15 سے 22 سال کے درمیان ہیں

[illegible]

روزنامہ قومی اخبار کراچی 4 20 جولائی 1998

عثمان آباد اور کورنگی کا محاصرہ گھر گھر تلاشی تھانے بھر گئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

روزنامہ جسارت کراچی ـــــ 21 جولائی 1998ء

کراچی محاصروں کی لپیٹ میں 1600 افراد حراست میں لے لئے گئے

رینجرز اور پولیس کی 350 چوکیاں بنادی گئیں، 15 یوم میں صرف 10 قتل اکا دکا افراد گرفتار، جدید ہتھیاروں کی برآمدگی میں ناکامی

پیر کالونی اور کورنگی کے مختلف یونٹوں کے محاصرے کے دوران گھر گھر تلاشی، نوجوانوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر نامعلوم مقام پر منتقلی

روزنامہ امن کراچی ـــــ 8 مارچ 1996ء

ایم کیو ایم کے 20 کارکنوں کو فروری میں جعلی مقابلوں کے دوران قتل کیا گیا

مہاجر نوجوانوں کی پکڑ دھکڑ کے ظالمانہ مناظر..... پولیس اہل کاروں کا سلوک اس امر کا گواہ ہے کہ مہاجروں سے ان کی نفرت اور عداوت اس طرح کے سلوک سے شروع ہو کر جعلی مقابلے پر ختم ہوتی ہے

The News, 12 September 1999"

Karachi:2 female activits of Muttahida Quami Movement lie crying on the road afer police used batons to prevent and anti Government rally on Saturday-AFP

گھر گھر چھاپوں کے دوران رینجرز کے اہل کار ایک نوجوان کو گرفتار کر کے لے جا رہے ہیں

ایک مہاجر ماں اپنے شہید لختِ جگر کا آخری دیدار کرتے ہوئے اُس کا ماتھا چوم رہی ہے

رینجرز نے کراچی کے علاقے عثمانیہ کالونی (لگبھار) کے محاصرے کے دوران مہاجر نوجوانوں اور بزرگوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر انہیں زمین پر عادی مجرموں کی طرح بٹھار کھا ہے

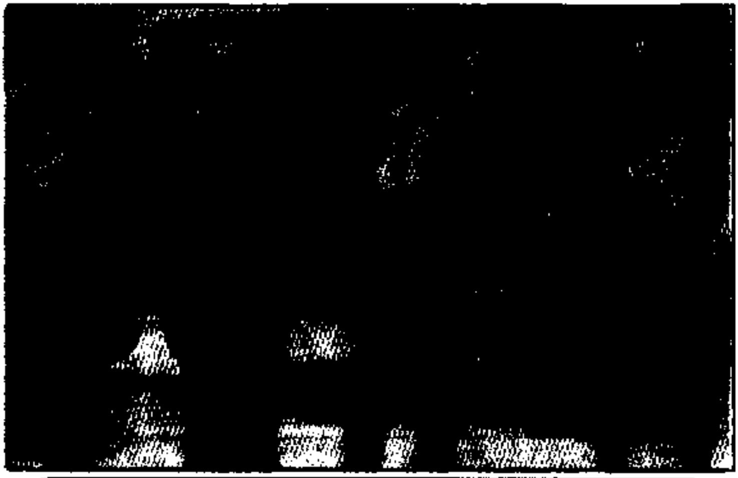

عثمانیہ کالونی (لگبھار) کے محاصرے کے دوران رینجرز کے اہلکاروں نے ایک مہاجر بزرگ سے ان کے کان پکڑوائے ہوئے ہیں

قائد تحریک جناب الطاف حسین کے بڑے بھائی 66 سالہ ناصر حسین (اوپر) اور بھتیجے 28 سالہ عارف حسین (نیچے) جنہیں مہاجر کش آپریشن کے دوران سرکاری ایجنسیوں کے اہلکاروں نے 5 اور 6 دسمبر 1995ء کو فیڈرل بی ایریا کراچی کے علاقے گلبرگ میں واقع ان کے گھر سے گرفتار کیا اور سرکاری حراست میں تین دن تک وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد 9 دسمبر 1995ء کو انتہائی بے دردی سے قتل کر کے ان کی نعشیں گڈاپ کے علاقے میں پھینک دیں

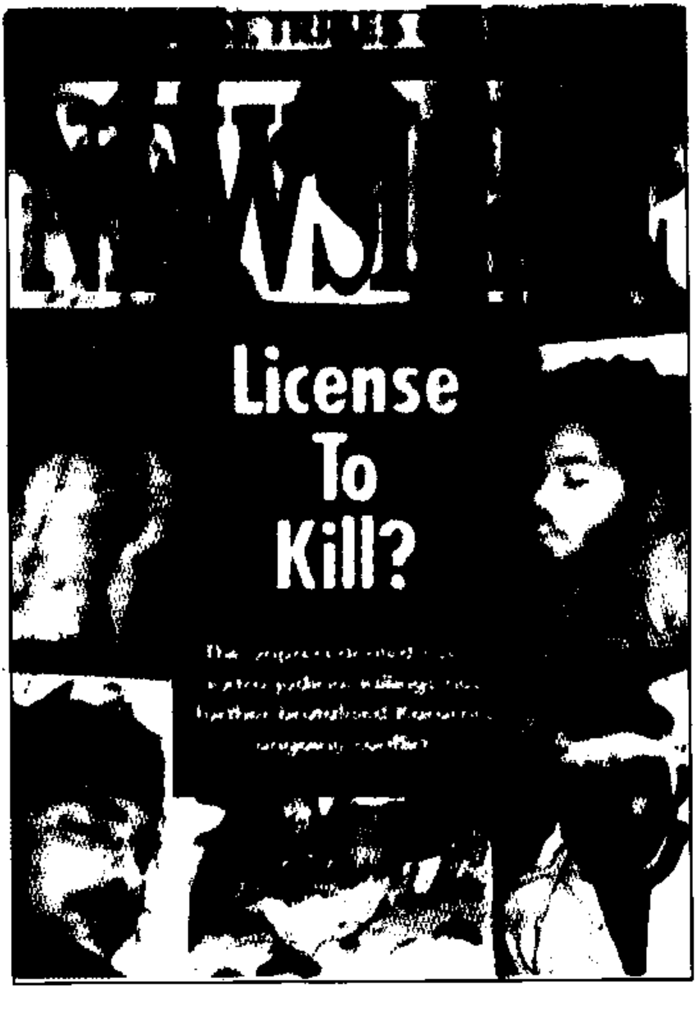
License
To
Kill?

Newsline January 1996

NEWSLINE

By Sameera Daudi

Terror Squads

Karachiites recount gruesome tales of murder, torture and extortion at the hands of law-enforcement agencies.

مہاجروں کی نسل کشی کا ایک اور منظر..... جعلی پولیس مقابلے میں شہید کیے جانے والے مہاجر نوجوانوں کی نعشیں ایک گلی میں پڑی ہیں

کراچی میں سرکاری اہل کاروں کی سفاکیت کا ایک کھلا ثبوت

16 فروری 1996ء کی رات تین بجے کراچی کے قصبہ اورنگی ٹاؤن کے علاقے فاروق کالونی میں لوگ گاڑیوں کی بھاری نقل و حرکت کی آواز سے جاگ پڑے ..... کچھ ہی لمحوں کے بعد رات کا سناٹا زبردست گولہ باری سے ٹوٹ گیا جو چند منٹ جاری رہی۔ تھوڑے وقفے کے بعد تنگ گلیوں میں بھی گولیوں کی آواز سنائی دی اس علاقے کے رہنے والے ڈر کے مارے اپنے گھروں کے اندر سمٹ گئے اور جب ایک دو افراد نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو پولیس نے انہیں واپس دھکیل دیا ایسا لگتا تھا کہ پولیس نے اس علاقے کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے اس رات پولیس نے 8 نوجوانوں کو گولی مار کر ہلاک اور 2 کو زخمی کیا ..... پولیس نے اس کارروائی کو ایک چھاپہ قرار دیا مگر علاقے کے مکین اور دو افراد نے جو بچ نکلے بڑی دردناک اور مختلف کہانیاں بیان کیں۔ ایک کا کہنا تھا کہ "ان قصائیوں نے میرے لڑکے کو ہلاک کر دیا۔ وہ زبردستی مکان میں داخل ہوئے اور میرے بچوں پر جو سوئے ہوئے تھے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی" (ماہنامہ "نیوز لائن" فروری 1996ء)

ریاستی دہشت گردی کی انتہا...... کراچی میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہل کاروں کی جانب سے ایم کیوایم کے ایک کارکن نعیم کے جلوسِ جنازہ کو منتشر کیے جانے کے باعث خواتین جنازے کو خود ہی آخری آرام گاہ لے جارہی ہیں...... نعیم کو قانون نافذ کرنے والے ادارے کے اہل کاروں نے فائرنگ کرکے ہلاک کردیا تھا(روزنامہ پرچم...... یکم دسمبر1995ء)

کراچی کے علاقے اورنگی ٹاؤن میں ایم کیوایم کے کارکن نصیرالدین کے جنازے کو اُن کی بہن اور دیگر خواتین کاندھا دے رہی ہیں(دی نیوز......3دسمبر1995ء)

ہیں انہیں عوامی رد عمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر عوام کی نظر میں ظلم کرنے والے ایسے تمام لوگ بھی کرمنلز اور انسانیت کے مجرم ہوتے ہیں۔ اس موقع پر عوام جو رد عمل کرتے ہیں اس کے ذمے دار عوام نہیں بلکہ اسٹیبلشمنٹ اور وہ ظالم حکمراں ہوتے ہیں جو معصوم عوام پر مسلسل مظالم ڈھاتے ہیں اور عوام کو احتجاج اور رد عمل پر مجبور کرتے ہیں۔ اگر چہ یہ کوئی خوش کن بات نہیں لیکن یہی حقیقت ہے اور حقیقت ہمیشہ تلخ ہوتی ہے۔ جس طرح بعض دوائیاں بہت کڑوی ہوتی ہیں لیکن وہی کڑوی دوائیاں مرض کا علاج ہوتی ہیں اس لیے مرض کے علاج کے لیے وہ کڑوی دوائیاں پینی پڑتی ہیں اسی طرح ریاستی مظالم کے عمل کے جواب میں عوام کا فطری رد عمل بھی ایک تلخ حقیقت ہے اور اس تلخ حقیقت کو ہمیں تسلیم کرنا چاہیے۔

ایک گہری سازش (A Deep Conspiracy)

اسٹیبلشمنٹ نے اپنی سہ جہتی حکمت عملی کے تحت جب 1992ء میں ایم کیو ایم کے خلاف فوجی آپریشن کا منصوبہ بنایا تو اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ بدترین ریاستی آپریشن شروع ہونے پر ایم کیو ایم کی قیادت ودیگر رہنما و کارکنان ملک سے باہر جا کر وہاں سے بھی تحریک کو جاری رکھ سکتے ہیں چنانچہ جب 1992ء میں مہاجروں اور ایم کیو ایم کے خلاف ریاستی آپریشن کا آغاز ہوا تو ایم کیو ایم کی قیادت نے ایم کیو ایم کے کارکنان اور مہاجر عوام پر ڈھائے جانے والے ان ریاستی مظالم کے خلاف دنیا بھر میں آواز اٹھانے اور دنیا کو ان مظالم سے آگاہ کرنے کے لیے لندن سے آئینی و قانونی جدوجہد شروع کردی، سندھ میں مہاجر عوام بالخصوص ایم کیو ایم کے کارکنان و ہمدرد مہاجروں پر ڈھائے جانے والے ریاستی مظالم میں شدت پیدا ہوئی تو دنیا کو ان مظالم سے آگاہ کرنے کے لئے لندن سے ایم کیو ایم کی قیادت جو آئینی و قانونی جدوجہد کر رہی تھی اس میں بھی مزید تیزی آئی نتیجہ یہ ہوا کہ بین الاقوامی سطح پر ایم کیو ایم کے تنظیمی کام میں بھی اضافہ ہوا اور ایم کیو ایم نے لندن میں اپنا "انٹرنیشنل سیکریٹریٹ" قائم کرلیا۔

ایم کیوایم کو ختم کرنے کے لیے اسٹیبلشمنٹ نے جو حکمت عملی تیار کی تھی اس کے خاکے میں کہیں یہ بات شامل نہیں تھی کہ کراچی سمیت سندھ بھر میں جب ایم کیوایم کے تمام دفاتر پر قبضہ کرلیا جائے گا، تالے زیر و بند کرادیا جائے گا اور پورے پاکستان میں جب کہیں ایم کیوایم کا کوئی دفتر نہیں ہوگا تو لندن میں ایم کیوایم کا "انٹر نیشنل سیکریٹریٹ" قائم ہو جائے گا۔ اسٹیبلشمنٹ کے منصوبہ سازوں کے ذہنوں میں اس کا تصور تک نہیں تھا۔ ایم کیوایم کی قیادت اور رہنماؤں نے جلاوطنی میں رہتے ہوئے ایم کیوایم کے انٹر نیشنل سیکریٹریٹ سے دنیا کو کراچی سمیت پاکستان بھر میں ایم کیوایم کے رہنماؤں و کارکنوں اور مہاجر عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم، ان کی نسل کشی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے آگاہ کرنے کے لیے اپنی آئینی و قانونی جدوجہد جاری رکھی جس کے نتیجے میں انسانی حقوق کے بین الاقوامی ادارے اور جمہوری دنیا، مہاجروں کی نسل کشی، ان پر ڈھائے جانے والے ریاستی مظالم اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے آگاہ ہونے لگی۔ اس طرح ہزاروں مہاجر کارکنوں کے ماورائے عدالت قتل، مہاجروں کی نسل کشی اور ان پر ریاستی مظالم ڈھائے جانے کے باوجود ایم کیوایم کو ختم نہیں کیا جاسکا۔

جب اسٹیبلشمنٹ نے یہ دیکھا کہ مہاجروں کی نسل کشی اور تمام تر ریاستی مظالم اور زہریلے پروپیگنڈوں کے باوجود وہ ایم کیوایم کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو پارہی ہے اور پاکستان میں ریاستی مظالم اور تحریر و تقریر پر پابندی عائد ہونے کے باوجود ایم کیوایم کی آواز کو دبانا اس کے لیے ناممکن ہوتا جارہا ہے کیونکہ لندن میں قائم ایم کیوایم کا انٹر نیشنل سیکریٹریٹ بین الاقوامی سطح پر ایم کیوایم کی جدوجہد کا مرکز بن گیا ہے اور برطانیہ اور دیگر جمہوری ممالک میں جلاوطن ایم کیوایم کے رہنماو کارکنان دنیا بھر میں اپنے حقوق کی آواز بلند کر رہے ہیں جس کے نتیجے میں بین الاقوامی دنیا بھی مہاجروں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں اور ان کے جائز مسائل سے آگاہ ہورہی ہے اور بین الاقوامی سطح پر مہاجروں کا مقدمہ مضبوط ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس تمام صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے اس مرتبہ اسٹیبلشمنٹ نے اپنی کرمنلائزیشن پالیسی میں ایک اہم نکتے کا اضافہ کیا کہ لندن اور دیگر جمہوری ممالک میں ایم کیوایم کے جلاوطن رہنماو کارکنان جو آئینی و قانونی جدوجہد کر رہے ہیں اس جدوجہد کا

بھی کسی طرح خاتمہ کیا جائے۔

کرمنلائزیشن کے اس نکتے کے تحت اسٹیبلشمنٹ نے یہ پالیسی اختیار کی کہ ایم کیو ایم کے رہنماؤں، منتخب نمائندوں اور کارکنوں کو بین الاقوامی دنیا خصوصاً جمہوری ممالک کے سامنے بھی کرمنلز اور دہشت گردوں کے طور پر پیش کیا جائے اور دنیا کو یہ بتایا جائے کہ ایم کیو ایم صرف ایک دہشت گرد جماعت ہے اور وہ عوام کے حقوق کی کوئی جدوجہد نہیں کررہی ہے بلکہ صرف دہشت گردی کررہی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ نے یہ پالیسی اپنائی کہ ایم کیو ایم کے رہنما اور کارکنان جن جن ممالک میں صرف جلاوطن ہی نہیں بلکہ وہ وہاں رہ کر مہاجروں اور ایم کیو ایم پر حکومتی مظالم کے خلاف قانونی، آئینی اور جمہوری جدوجہد بھی کررہے ہیں، انسانی حقوق کی بین الاقوامی انجمنوں کو آگاہ کررہے ہیں اور پرامن احتجاجی مظاہرے بھی کررہے ہیں، ایسے جمہوری ممالک سے رابطہ کر کے ان کی حکومتوں کو ایم کیو ایم اور ایم کیو ایم کے رہنماؤں کے بارے میں جھوٹی، من گھڑت اور بے بنیاد رپورٹیں پیش کی جائیں اور ان حکومتوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ ایم کیو ایم کے لوگ دہشت گرد ہیں اور آپ کی حکومتوں نے ان دہشت گردوں کو کیوں پناہ دے رکھی ہے۔

اس پالیسی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس طرح ان جمہوری ممالک میں ایم کیو ایم کا تنظیمی کام بند کرلیا جائے اور وہاں مقیم ایم کیو ایم کے رہنماؤں و کارکنوں کو ان ممالک سے نکلوا لیا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے اسٹیبلشمنٹ نے یہ پالیسی تشکیل دی کہ ایم کیو ایم کا جو کارکن بھی گرفتار ہو اس پر سرکاری ٹارچر سیلوں میں بہیمانہ تشدد کر کے اس سے نہ صرف یہ کہ نہ کردہ جرائم کا اعتراف کروایا جائے بلکہ تشدد کے ذریعے اس سے جو بھی جبری بیان لیا جائے اس میں خاص طور پر لندن اور جمہوری ممالک کا نام ضرور شامل کروایا جائے جہاں ایم کیو ایم کے رہنما و کارکن جلاوطن ہیں، یعنی اس کارکن سے جبراً یہ ضرور کہلوایا جائے کہ ہمیں ہدایتیں لندن سے ملتی تھیں، ہم نے لندن کی ہدایت پر فلاں کو قتل کیا، لندن کے کہنے پر ہم نے یہ کیا، لندن کی ہدایت پر وہ کیا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ آج کل ایم کیو ایم کے جس کارکن کو گرفتار کیا جاتا ہے اس کو تشدد کا نشانہ بنا کر اسی قسم کا جبری بیان لیا جاتا ہے اور اس میں خاص طور پر لندن کا نام شامل کیا جاتا ہے تاکہ لندن میں ایم کیو ایم کے

انٹر نیشنل سیکر یٹریٹ پر قتل اور دہشت گردی کی ہدایتیں دینے کا الزام اخبارات میں مسلسل شائع ہوتا رہے اور یہ الزام اتنی مرتبہ اور اس قدر شدت سے لگایا جائے کہ ان بیانات کی بنیاد پر اسٹیبلشمنٹ ، حکومت کے ذریعے برطانوی حکومت کو یہ پیغام بھیجے کہ ایم کیو ایم کے تمام لوگ کہہ رہے ہیں کہ لندن کی ہدایت پر سب کچھ ہوا ہے اور آپ نے دہشت گردوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ چنانچہ اسٹیبلشمنٹ کی یہ کوشش ہے کہ اس طرح حکومت برطانیہ پر دباؤ ڈال سکے کہ وہ لندن میں ایم کیو ایم کی جلاوطن قیادت اور دیگر تمام کارکنوں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کرے۔ اسی طرح اسٹیبلشمنٹ ان دیگر جمہوری ممالک پر بھی جہاں ایم کیو ایم کے رہنما و کارکنان جلاوطن ہیں، دباؤ ڈالنا چاہتی ہے کہ وہ بھی اپنے یہاں مقیم ایم کیو ایم کے جلاوطن کارکنوں کو ملک بدر کردیں۔ اس پالیسی کے تحت اسٹیبلشمنٹ صرف ایم کیو ایم پر ہی الزامات نہیں لگاتی بلکہ ان الزامات میں جان بوجھ کر لندن کا نام بھی شامل کرتی ہے تاکہ اسٹیبلشمنٹ ، حکومتِ برطانیہ کو بار بار یہ جھوٹا تاثر دے سکے کہ جو کچھ بھی ہورہا ہے وہ ایم کیو ایم لندن کی ہدایت پر ہی ہورہا ہے۔
اسٹیبلشمنٹ کی اس پالیسی کا واحد مقصد یہ ہے کہ ہم لندن اور دیگر جمہوری ممالک میں بیٹھ کر اپنی تحریک اور قوم پر ڈھائے جانے والے مظالم سے دنیا کو آگاہ کرنے کے لیے انسانی بنیاد پر جو آئینی و قانونی اور پرامن جدوجہد کررہے ہیں اس کا خاتمہ کرایا جاسکے اور لندن یا کسی بھی جمہوری ملک میں مہاجروں کے لئے آواز اٹھانے والا کوئی بھی نہ ہو۔

پانچواں باب

ڈی مورالائزیشن

DEMORALIZATION

ڈی مورالائزیشن کیوں اور کیسے ؟

(Demoralization, How and Why ?)

"DEMORALIZATION" (ڈی مورالائزیشن) کا لفظ " DEMORALIZE " (ڈی مورالائز) سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں "مایوس ہونا، بددل ہونا" اس لحاظ سے ڈی مورالائزیشن (DEMORALIZATION) کے معنی ہیں مایوسی، بددلی۔ اسٹیبلشمنٹ نے مہاجروں اور ایم کیو ایم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے جو سہ جہتی حکمت عملی اختیار کی ہے اس کے تیسرے نکتے "ڈی مورالائزیشن" کے تحت اسٹیبلشمنٹ کی کوشش ہے کہ ایم کیو ایم کے رہنماؤں، کارکنوں، ان کے اہل خانہ اور رشتے داروں سمیت پوری مہاجر قوم میں شدید مایوسی اور تحریک سے بددلی پیدا کی جائے، انہیں مختلف ظالمانہ ریاستی ہتھکنڈوں اور پروپیگنڈوں کے ذریعے تحریک سے علیحدگی اختیار کر لینے اور جدوجہد ترک کر دینے پر مجبور کیا جائے۔ یعنی ایک طرف ان پر ریاستی مظالم کے پہاڑ توڑے جائیں اور دوسری طرف ان میں مایوسی پیدا کرنے کے لیے یہ پروپیگنڈے کروائے جائیں کہ "جدوجہد سے کچھ نہیں ہوگا، منزل ونزل نہیں ملے گی، حقوق نہیں ملیں گے، اسی طرح پکڑے جائیں گے، اسی طرح ماورائے عدالت قتل کیے جائیں گے، کچھ حاصل نہیں ہوگا" وغیرہ وغیرہ۔

اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی ہے کہ جو ایم کیو ایم میں شامل ہو اس پر قتل، اقدام قتل اور مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے بے تحاشا مقدمات بنادو تاکہ نئے آنے والوں کے لیے راستہ بند کیا جا سکے اور مزید پڑھے لکھے لوگ، دانشور، شاعر، ادیب، وکلا، ڈاکٹرز، انجینئرز جو ظلم وستم کے خاتمے کے لیے آواز اٹھانا چاہتے ہیں ان کی ایم کیو ایم میں شمولیت پر پابندی ہی نہیں بلکہ ایک ایسی دیوار کھڑی کر دی جائے کہ وہ ایم کیو ایم میں شامل نہ ہو سکیں کیونکہ جو شامل ہوگا خواہ ایم کیو ایم میں شامل ہونے سے قبل اس کی شیٹ کتنی ہی کلین کیوں نہ ہو، اس کی زندگی میں اس پر کبھی چھوٹے سے چھوٹا مقدمہ بھی قائم نہ کیا گیا ہو لیکن صورتحال ایسی بنادو کہ جیسے ہی وہ ایم کیو ایم میں شامل ہو اس پر قتل،

اور دہشت گردی کے بے تحاشا مقدمات بنادو تاکہ وہ خوف زدہ ہو کر بھاگ جائیں اور نئے آنے والوں کے لیے راستہ بند ہو جائے۔

چنانچہ جب حقوق کی جدو جہد کرنے والوں کے خلاف دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر ظالمانہ ریاستی آپریشن کیا جائے اور جو بھی پکڑا جائے اسے قتل کر دیا جائے تو اس سے لوگوں میں مایوسی پیدا ہو گی۔ ظاہر ہے کہ ایم کیو ایم کا کوئی بھی رہنما، ذمے دار، یا کارکن ہے تو اس کے والدین بھی ہیں، بیوی بچے بھی ہیں، بہن بھائی بھی ہیں، رشتے دار بھی ہیں اور دوست احباب بھی ہیں۔ جب ظالمانہ آپریشن کے دوران بات صرف ایم کیو ایم کے رہنماؤں، ذمے داروں اور کارکنوں تک محدود نہیں رہے بلکہ ان کی غیر موجودگی میں ان کے والدین، بھائیوں، رشتہ داروں اور دوست احباب حتیٰ کہ بیوی بچوں تک کو گرفتار کیا جائے۔ سرکاری ٹارچر سیلوں میں انہیں وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جائے، چھاپوں کے دوران ماں، بہن، بیٹیوں کی بے حرمتی کی جائے، ماں باپ، بہن بھائیوں، بیوی بچوں، رشتے داروں اور عزیزوں کو ریاستی آپریشن کا نشانہ بنایا جائے، انہیں ملازمتوں سے جبراً برطرف کر کے ان کا معاشی قتل کیا جائے، ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں تو تحریک کا جو بھی رہنما، ذمے دار یا کارکن ہے اس پر اس کے خاندان والے پریشر ڈالیں گے کہ " بھئی تم کدھر شامل ہو گئے ہو!...... ہمارا جینا حرام ہو گیا ہے ...... ہمارا سارا بسا بسایا گھر اجڑ گیا ہے...... سکون غارت ہو گیا ہے...... میاں چھوڑو کس چکر میں پڑے ہو!...... سکون کی زندگی گزارو!...... یہ ساری چیزیں چھوڑو!...... پورے خاندان کو تم نے مصیبت میں ڈال دیا ہے ...... پورے گھر کو مصیبت میں ڈال دیا ہے ...... پورے گھر کا چین اور سکون غارت ہو گیا ہے ...... آرام سے بیٹھو!...... دیکھو باپ کی حالت کیا ہے...... دیکھو ماں کی حالت کیا ہے...... دیکھو فلاں کی حالت کیا ہے...... دیکھو کھانے کو نہیں ہے...... نوکریاں نہیں ہیں...... گھر سے نکل نہیں سکتے...... اب کون کون کہاں کہاں جا کے رہے ...... ہم تو تحریک کا کام نہیں کر رہے ہیں...... ہم تو تحریک کے رہنما نہیں ہیں...... ہم تو ذمے دار نہیں ہیں...... تم تحریک کے ذمے دار ہو تو تم بھگتو ہم کیوں بھگتیں"۔ اس طرح یہ فضا قائم ہونے لگے گی اور اسٹیبلشمنٹ کی کوشش ہو گی کہ ظلم کا سلسلہ اتنا

وسیع کر دیا جائے کہ صرف رہنما اور کارکن پر ہی مظالم نہ ڈھائے جائیں بلکہ اس کے خاندان والوں کو اور دوست احباب کو بھی تنگ کیا جائے۔ اس طرح اس رہنما اور کارکن کے حوالے سے ہر فرد نہ صرف پریشان ہوگا بلکہ جب یہ پریشانی گھر گھر بڑھے گی تو عوام میں مایوسی کی لہر بھی دوڑے گی۔ عوام کے اندر ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے گا۔ پھر جب رہنماؤں کو گرفتار کیا جائے گا، کارکنوں کو گرفتار کیا جائے گا، فوجی عدالتوں سے کسی کو پھانسی کی، کسی کو دس سال کی، کسی کو عمر قید کی، کسی کو 14 سال اور کسی کو 27 سال کی سزائیں دی جائیں گی تو آخر کار (Ultimately) عوام میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے گا یہاں تک کہ بعض کارکنوں کے خاندان والے خصوصاً ماں باپ حکومت سے رابطہ کریں گے، حکومت ان سے ڈیل کرے گی کہ آپ اپنے بیٹے کو ایم کیو ایم سے یا فلاں فلاں پارٹی سے علیحدہ کرا دو اور ہماری پارٹی میں شامل کروا دو تو آپ کے بیٹے کو معاف کیا جاسکتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس ڈی مورالائزیشن (Demoralization) کی فضا سے نکلنے اور اپنی اولاد کو بچانے کے لیے بعض والدین حکومت سے سمجھوتا کرنے پر تیار ہو جائیں گے کیونکہ ہر ماں کی خواہش ہوتی ہے، ہر باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا سکون سے رہے، آرام سے رہے اور خطرات سے محفوظ رہے۔

جب کسی تحریک کے رہبر یا لیڈر کو عوام سے دور کرا دیا جاتا ہے اور ایسا کرنے کے باوجود تحریک ختم نہیں ہوتی تو پوری قوم کو آئسولیٹ کر کے بھیانک ریاستی ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے تاکہ قوم میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) ہو۔ اس میں مایوسی پھیلے، وہ ان حالات سے مجبور ہو کر تحریک سے علیحدہ ہو جائے اور غلامی کو قبول کر لے۔

یہ تینوں نکات ایک دوسرے سے منسلک ہیں یعنی آئسولیشن، کرمنلائزیشن اور ڈی مورالائزیشن (All three points are interconnected) جب تحریک کے لیڈروں اور ذمے داروں کو کرمنلز کہہ کر اور پوری پارٹی کو کرمنلز کہہ کر یا تو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیا جائے یا انہیں جلاوطنی (Exile) میں جانے پر مجبور کر دیا جائے اور پھر دہشت گردوں کے خلاف ایکشن کے نام پر کئی کئی دن تک بستیوں کے محاصرے کیے جائیں جس کے دوران بچوں کو دودھ نہ ملے ......

بیماروں کو دوا نہ ملے...... وہ ڈاکٹر کے پاس نہ جاسکیں......اس دوران لوگ انتقال کر جائیں...... یہاں تک کہ میتیں گھروں میں پڑی رہیں اور انہیں دفنانے تک کی اجازت نہ ہو...... محاصروں کے دوران گھر گھر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جائیں...... گھروں کا سامان لوٹ لیا جائے...... ماؤں، بہنوں، بہو اور بیٹیوں کی بے حرمتی ہو تو ظلم وستم کے اس ماحول میں متاثرہ خاندان مدد کے لیے کسے پکاریں...... ؟انصاف طلب کرنے کے لیے کہاں جائیں...... ؟کس سے فریاد کریں...... ؟ایم کیو ایم کا کوئی رہنما، کوئی ذمے دار موجود نہیں ہے......ایم کیو ایم کی لیڈر شپ موجود نہیں ہے...... بہت سوں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا اور باقی ماندہ جلاوطن یا روپوش ہیں......اب مظلوم خاندانوں کو مدد کون فراہم کرے...... ؟ ظاہر ہے کہ جب متاثرہ خاندانوں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا......ان کو انصاف فراہم کرانے والا کوئی موجود نہیں ہوگا...... متاثرہ افراد کے زخموں پر مرہم رکھنے والا کوئی نہیں ہوگا......ان کی دلدرسی کرنے والا کوئی نہیں ہوگا ...... ان کی مدد کرنے کے لیے ایم کیو ایم کا کوئی ذمے دار موجود نہیں ہوگا...... تو ایسی صورت میں عوام میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) کا پیدا ہونا اور مایوسی کا پھیلنا فطری عمل ہے۔ بے قصور مہاجروں یا کسی بھی کمیونٹی پر مسلسل ہونے والا ظلم وجبر ان میں عمومی طور پر ڈی مورالائزیشن کو جنم دے گا۔

Persistant act of brutalities and atrocities inflictedupon innocent Mohajirs or any community will generally create demoralization

جب اسٹیبلشمنٹ نے دیکھا کہ شعیب بخاری ایڈووکیٹ ایم کیو ایم کی جانب سے لوگوں کو قانونی امداد فراہم کرتے ہیں تو انہیں گرفتار کرلیا گیا، قاضی خالد ایڈووکیٹ بھی قانونی امداد فراہم کرتے ہیں لہٰذا ان پر بھی مقدمات بنادیے جائیں تاکہ انہیں بھی گرفتار کیا جاسکے اور اس طرح ایم کیو ایم کے لیگل ونگ کی کمر توڑ دی جائے۔ اسی طرح جب لیڈروں، منتخب نمائندوں، ذمے داروں اور کارکنوں کو جیلوں میں بند کر کے اور جھوٹے مقدمات میں سمری ملٹری کورٹ اور دیگر خود ساختہ عدالتوں سے سزائیں دلوائی جائیں۔ انہیں سزائے موت، 30 سال، 20 سال، اور 15 سال کی طویل اور سخت سے سخت سزائیں دی جائیں، ان پر انصاف وقانون کے دروازے بند کردیئے جائیں، سزا پانے والے

کارکنوں کے والدین پر بھی انصاف کے دروازے بند کردیے جائیں اور وہ اپنے بچوں کے لیے کہیں سے انصاف حاصل نہ کرسکیں تو ایسی صورت میں سزا پانے والے افراد اور ان کے اہل خانہ میں یقینی طور پر ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے گا۔ یہ بات گھر گھر آگے بڑھے گی اور بالآخر ڈی مورالائزیشن کی لہر پوری کمیونٹی میں پھیلے گی۔ ریاستی مظالم اور خوف وہراس کی وجہ سے ایک طرف عوام میں مایوسی پھیلے گی تو دوسری طرف اس صورتحال کے نتیجے میں تحریک کے جو لیڈر یا ذمے دار جیلوں میں ہوں گے ان کے حوصلے ٹوٹنے لگیں گے۔ ایسے میں اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے ان اسیر رہنماؤں اور ذمے داروں کو پیشکش کی جائے گی کہ معافی نامہ لکھ کردے دو اور حکومتی پارٹی میں شامل ہو جاؤ تو سزا معاف کروادی جائے گی عوامی سطح پر بھی "عام معافی" (General Amnesty) کا ایک پیچ بھی لایا جاسکتا ہے کہ جو بھی ایم کیوایم سے علیحدگی کا اعلان کرے گا اس کو معافی دے دی جائے گی، اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی خواہ اس پر کتنے ہی مقدمات کیوں نہ قائم ہوں۔ اسٹیبلشمنٹ نے یہ سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) اختیار کی ہوئی ہے کہ مہاجروں کو سب سے آئسولیٹ کردیا جائے پھر کرمنلائزیشن پالیسی کے تحت انہیں دہشت گرد اور جرائم پیشہ قرار دے کر ان کے خلاف ریاستی آپریشن کیا جائے، انہیں دیوار سے لگادیا جائے اور ان پر اتنا ظلم کیا جائے، اتنا ظلم کیا جائے، اتنا ظلم کیا جائے کہ کوئی کسی کے آنسو پونچھنے والا نہ ہو، کوئی مدد کرنے والا نہ ہو اور کوئی انصاف فراہم کرنے والا نہ ہو۔ ایسی صورت میں ایم کیوایم کے لوگوں کیلئے دو ہی راستے رہ جائیں گے کہ وہ یا تو ایم کیوایم چھوڑ دیں یا ساتھ رہیں۔ ساتھ رہے تو گرفتاری ہوگی، سمری ملٹری کورٹس سے پھانسی، عمر قید یا کوئی اور بھیانک سزا ملے گی اور انصاف بھی کہیں سے نہیں ملے گا۔ جب یہ صورت حال ہوگی تو لامحالہ تحریک کے ذمے داروں، کارکنوں، ہمدردوں اور بہی خواہوں (Well wishers) میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پیدا ہوگا اور جب قوم ڈی مورالائز (Demoralize) ہو جائے گی تو اسٹیبلشمنٹ من مانے فیصلے کرواکر قوم کو آسانی سے غلام بنالے گی۔ یہ ہے اسٹیبلشمنٹ کی مختصر اور گھناؤنی پالیسی۔ اسٹیبلشمنٹ کی اس پالیسی پر اگرچہ بھرپور ریاستی وسائل کی مدد سے عمل ضرور کیا جارہا ہے لیکن کیونکہ یہ پالیسی مصنوعی (Artificial) ہے، فطری (Natural) نہیں ہے۔

اس لیے اس کے استعمال سے کسی قوم کو وقتی طور پر تو دبایا جاسکتا ہے لیکن ختم نہیں کیا جاسکتا۔

حقوق کی دیگر تحریکیں اور ایم کیو ایم

(Other movements for the rights and the MQM)

اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے جو سہ جہتی حکمت عملی (Three Pronged Strategy) تیار کی گئی ہے وہ صرف ہمارے ہی خلاف پہلی بار استعمال نہیں کی جارہی ہے بلکہ دنیا بھر میں جہاں جہاں حقوق کی تحریکیں چلی ہیں ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے اور قوموں کو غلام بنانے کے لیے وہاں کی اسٹیبلشمنٹ یا حکمراں طبقے کی جانب سے یہی سہ جہتی حکمت عملی اختیار کی جاتی رہی ہے۔ ان کے خلاف بھی آئسولیشن (Isolation) کرمنلائزیشن (Criminalization) اور ڈی مورالائزیشن (Demoralization) کی پالیسی اپنائی گئی۔ مثال کے طور پر اگر ہم یاسر عرفات اور فلسطینی عوام کی جدوجہد کو لیں تو یاسر عرفات اور فلسطینی عوام کے بارے میں بھی ان کی مخالف اسٹیبلشمنٹ یعنی انٹرنیشنل کمیونٹی کی یہ متفقہ پالیسی تھی کہ انہیں آئسولیٹ (Isolate) کیا جائے اور انہیں کرمنلز کے طور پر ٹریٹ (Treat) کیا جائے۔ اس پالیسی کے تحت فلسطینیوں کو پوری دنیا سے کاٹ کر علیحدہ کردیا گیا، حتیٰ کہ انہیں عرب ممالک تک سے آئسولیٹ کردیا گیا۔ دنیا کے سامنے ان کی تصویر ایسی بھیانک بناکر پیش کی گئی اور ایسی صورتحال بنادی گئی کہ کوئی ان سے بات نہیں کرتا تھا۔ ان کے لیے بھی ایسے حالات پیدا کردیے گئے کہ لیڈر کہیں تھے اور عوام کہیں تھے۔ پھر ان پر چاروں طرف سے ریاستی مظالم کے پہاڑ توڑے گئے اور ان کا قتل عام کیا گیا تاکہ وہ خوفزدہ اور مایوس ہوجائیں اور ان میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے۔ اسی طرح اگر ہم ساؤتھ افریقا میں نیلسن مینڈیلا اور افریقی عوام کی جدوجہد کی مثال لیں تو نیلسن مینڈیلا کی تحریک بھی کچلے ہوئے افریقی عوام کے حقوق کی تحریک تھی اور اسے کچلنے کے لیے ساؤتھ افریقا کی نسل پرست

اسٹیبلشمنٹ نے وہی سہ جہتی حکمت عملی اختیار کی۔ آئسولیشن (Isolation) کی پالیسی کے تحت سیاہ فام افریقی عوام کو زندگی کے تمام شعبوں سے علیحدہ کردیا گیا، انہیں سب سے آئسولیٹ کردیا گیا، انہیں سب سے کاٹ کر رکھ دیا گیا اور ہر طرح سے ان کا آئسولیشن (Isolation) کیا گیا۔ انہیں محض انتظامی و حکومتی معاملات سے الگ نہیں کیا گیا بلکہ پوری دنیا سے آئسولیٹ کردیا گیا۔ کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت نیلسن مینڈیلا اور ان کے ساتھیوں پر جھوٹے مقدمات قائم کیے گئے، نیلسن مینڈیلا کو 27 سال قید کی سزا دے دی گئی، ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرکے جیلوں میں ڈالا گیا اور دنیا کو ان کی یہ تصویر پیش کی گئی کہ یہ آزادی کی جدوجہد کرنے والے یا سیاسی ورکرز نہیں ہیں بلکہ یہ محض دہشت گرد اور مجرم ہیں۔

They are not freedom fighters, they are not political activists but they are terrorists and criminals

حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والے سیاہ فام افریقی عوام کے خلاف بھی ساؤتھ افریقا کی اسٹیبلشمنٹ نے یہی پالیسی اختیار کی کہ نیلسن مینڈیلا کو جیل میں ڈال کر ان کو عوام سے جسمانی طور پر (Physically) آئسولیٹ کردیا۔ جب لیڈر جیل میں ہوگا تو وہ اپنے لوگوں کی مدد کرنے کے لیے جسمانی طور پر موجود نہیں ہوگا، بقیہ لیڈرشپ کو بھی آئسولیٹ (Isolate) کرنے کے لیے جیلوں میں قید کردیا جائے گا یا جلاوطن ہونے پر مجبور کردیا جائے گا اور پھر عوام پر ریاستی مظالم ڈھائے جائیں گے، جب لوگ قتل ہوتے رہیں گے، جیلوں میں جاتے رہیں گے، اسی طرح ظلم ہوتا رہے گا اور ظلم کا نشانہ بننے والے عوام کی داد رسی کرنے والا کوئی نہ ہوگا تو عوام میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے گا اور جب لوگوں میں ڈیمورالائزیشن (Demoralization) پھیلے گا تو وہ مسلسل مظالم سے تنگ آکر وقتی طور پر اپنی جدوجہد سے یا تو دستبردار ہوسکتے ہیں یا پھر شدید مایوسی کے عالم میں کنارہ کشی اختیار کرسکتے ہیں۔

آئرلینڈ میں آئرش عوام کے حقوق کی جدوجہد کو کچلنے کے لیے انہیں بھی سہ جہتی حکمتِ عملی کے تحت آئسولیٹ کیا گیا اور کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت انہیں بھی دہشت گرد قرار دے کر

ان کے خلاف بھی ریاستی طاقت استعمال کی گئی، ان کے ساتھ بھی یہی پالیسی اختیار کی گئی کہ ان کو مجرموں اور دہشت گردوں کی طرح ٹریٹ کیا جائے۔ آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کی طرح نہیں کیونکہ یہاں کوئی جنگ یا جدوجہد نہیں ہو رہی بلکہ صرف جرائم ہو رہے ہیں اور یہ لوگ آزادی کی جدوجہد کرنے والے نہیں بلکہ محض جرائم پیشہ لوگ ہیں۔

There is no war, there is no struggle but there is only crime. These people are not freedom fighters but they are criminals

کرمنلز اور دہشت گرد کا لیبل لگا کر آئرش تنظیم "شن فین" (Sinn Fein) کے لیڈروں کے خلاف برسوں تک انتقامی کارروائی کی گئی، ان کے رہنماؤں و منتخب نمائندوں کو بولنے کی اجازت تک نہیں تھی، برطانوی ٹی وی پر "شن فین" کے لیڈروں کا نام لینے اور تصویر دکھانے پر پابندی تھی اور ان کے لیے بھی حکومت کی جانب سے ہمیشہ یہی کہا جاتا تھا کہ ہم ان سے کوئی بات چیت یا مذاکرات نہیں کریں گے کیونکہ یہ لوگ مجرم اور دہشت گرد ہیں۔

We will not talk with terrorists, we will never start negotiations with them because they are criminals.

آئرش عوام کی جدوجہد کو کچلنے کے لیے بھی یہی حکمت عملی اختیار کی گئی کہ ان کے رہنماؤں و کارکنوں کو جیلوں میں بند کیا جائے، آئرش لیڈروں اور کارکنوں کو عوام سے دور کر دیا جائے، ان سے رابطہ ختم کر دیا جائے، اور جب ایسی صورتحال میں ان کے عوام کے خلاف ریاستی آپریشن کیا جائے گا اور کوئی عوام کی مدد کرنے اور ان کی رہنمائی کرنے والا نہیں ہوگا تو ان کے عوام میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے گا اور وہ تحریک سے دور ہو جائیں گے۔ اگر غور کیا جائے تو جو اسٹریٹجی اور جو پالیسی افریقی عوام کے خلاف اختیار کی گئی، آئرش عوام کے خلاف اختیار کی گئی، فلسطینی عوام کے خلاف اختیار کی گئی، وہی اسٹریٹجی اور وہی پالیسی مہاجر عوام اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے اختیار کی گئی ہے۔ ایم کیو ایم کے خلاف بدترین فوجی آپریشن کیا گیا، ایم کیو ایم کی لیڈرشپ، اس کے رہنماؤں و کارکنان کو جلاوطن اور

روپوش ہونے پر مجبور کیا گیا، متعدد کو قتل کیا گیا۔ انہیں جیلوں میں ڈال کر ان کا آئسولیشن کیا گیا اور ان پر ریاستی مظالم کے پہاڑ توڑے گئے لیکن جب تمام تر ریاستی مظالم کے باوجود عوام کو ڈی مورالائز (Demoralize) نہیں کیا جاسکا تو اسٹیبلشمنٹ نے کراچی میں ایم کیو ایم کے معصوم و بے گناہ کارکنوں اور ہمدردوں کے ماورائے عدالت قتل کی شکل میں مہاجروں کی نسل کشی (Genocide) کا عمل شروع کر دیا، معصوم و بے گناہ مہاجروں کی لاشوں کے انبار لگادیے گئے۔ چند ہی مہینوں میں شہر کے قبرستانوں میں اس بڑی تعداد میں قبروں میں اضافہ ہوا کہ قبرستانوں کے زمینی رقبے وسیع ہو گئے۔ مہاجروں کی نسل کشی (Genocide) کا یہ عمل اسی لیے کیا گیا کہ مہاجروں میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے اور وہ قتل عام اور مسلسل ریاستی مظالم سے تنگ آکر ایم کیو ایم کا ساتھ چھوڑ دیں اور حقوق کی جدوجہد سے دستبردار ہو جائیں لیکن خدا کے فضل سے کارکنان اور مہاجر عوام کو ایم کیو ایم سے الگ نہیں کیا جاسکا۔

دعوتِ فکر

میری ماؤں، بہنو، بزرگو اور تحریکی ساتھیو!

اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمت عملی پر کہنے کو تو اور بھی بہت کچھ ہے لیکن میں اس بات کو بھی اچھی طرح محسوس کر رہا ہوں کہ کئی دنوں سے مسلسل اس موضوع پر مستقل لیکچرز ہو رہے ہیں اور آپ تمام ساتھی مائیں، بہنیں، بزرگ اور دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے افراد بھی مستقل ان لیکچرز کو اٹینڈ (Attend) کر رہے ہیں۔ مجھے اس بات کا بھی بخوبی احساس ہے کہ آج کے ٹیکنیکل، سائنسی اور جدید صنعتی عہد میں انسان کی مصروفیات بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں لہٰذا اب میں اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمت عملی سے متعلق جاری گفتگو کا اختتام کرنا چاہتا ہوں تاکہ اور دیگر اہم موضوعات کو بھی آئندہ کے لیکچرز میں زیرِ بحث لایا جاسکے۔ میری ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ میں انتہائی سادہ اور عام فہم زبان میں مختلف موضوعات پر اظہارِ خیال کروں تاکہ عام آدمی بھی اہم

معاملات اور واقعات سے آگاہ ہو سکے اور انہیں بآسانی سمجھ بھی سکے۔ اب یہ اور بات ہے کہ میرے بیان کردہ خیالات سے کتنے لوگ اتفاق کرتے ہیں اور کتنے لوگ اختلاف کرتے ہیں یا میرے خیالات اور میری سوچ و فکر پر تنقید کرتے ہیں۔ میں مثبت تنقید کو اصلاحِ احوال کا ایک ذریعہ سمجھتا ہوں اور اس پر کبھی ناراض نہیں ہوتا اور نہ ہی ناک بھوں چڑھاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ مثبت تنقید میری سوچ و فکر اور خیالات میں اصلاح کر سکے یا پھر مجھ پر، میرے خیالات پر اور میرے فکر و نظریے پر تنقید کرنے والے لوگ آنے والے وقت میں میری سوچ و فکر اور خیالات سے اتفاق کریں۔

بہر حال زمانۂ ازل سے حقوق سے محروم انسانوں کی جدوجہد کو کچلنے کے لیے حکومتیں، قوتیں اور وہاں کی اسٹیبلشمنٹ جو طریقے اپناتی ہے اسے میں نے "سہ جہتی حکمت عملی" (Three Pronged Strategy) کا نام دیا ہے اور اس کی تین جہتوں یعنی آئسولیشن، کرمنلائزیشن اور ڈی مورالائزیشن کو بیان کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بہت سے لوگ حقوق کی تحریکوں کو کچلنے کے لیے میری بیان کردہ "سہ جہتی حکمت عملی" یعنی Three Pronged Strategy سے اتفاق نہ کریں۔ بہر حال میں اپنی دانست میں یہی سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی 50 سالہ تاریخ میں مڈل کلاس سے ابھرنے والی سیاسی جماعت ایم کیو ایم کو ختم کرنے کے لیے پاکستانی اسٹیبلشمنٹ نے سہ جہتی حکمت عملی اختیار کی ہے جو تین جہتوں یعنی آئسولیشن، کرمنلائزیشن اور ڈی مورالائزیشن پر مشتمل ہے۔

معزز حاضرین! مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ نے جو بھیانک پالیسیاں تشکیل دیں وہ آج تک ان پالیسیوں پر عمل پیرا ہے۔ لہٰذا میں نے اپنا قومی فرض سمجھتے ہوئے ضروری سمجھا کہ اسٹیبلشمنٹ کی ان بھیانک پالیسیوں اور ان کے مقاصد سے عوام کو آگاہ کر سکوں اور گزشتہ دنوں سے آج تک دیے جانے والے لیکچرز میں میری یہی کوشش رہی کہ میں عوام کے سامنے ایسے حقائق لا سکوں، بیان کر سکوں جنہیں پڑھ کر یا سن کر عوام اپنے ذہنوں سے سوچیں کہ میں نے جو کچھ اور جس انداز میں بیان کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط۔ میں نے انتہائی سادہ زبان میں اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمتِ عملی کو بیان کرنے کی اپنی

ذہنی استعداد کے مطابق کوشش کی ہے اور اپنے ان لیکچرز میں اسٹیبلشمنٹ کے بھیانک کھیل، پالیسیوں اور اسٹیبلشمنٹ کے گھناؤنے مقاصد سے عوام کو آگاہ کیا ہے اب ان پر غور کرنا، انہیں سمجھنا اور ان کی روشنی میں اپنی رائے قائم کرنا یا فیصلہ کرنا عوام کا کام ہے۔ میری اپیل ہے کہ دانشور، ادیب، کالم نگار، پروفیسرز خصوصاً پولیٹیکل سائنس کے اساتذہ اور طلبا، حقوق کی تحریکوں کو کچلنے کے لیے اسٹیبلشمنٹ کی ان بھیانک پالیسیوں کا جو وہ سہ جہتی حکمت عملی کے تحت اختیار کرتی ہے، بھرپور مطالعہ کریں تاکہ وہ بآسانی سمجھ سکیں کہ کس طرح دنیا بھر میں اسٹیبلشمنٹ حقوق کی تحریکوں کو کچلنے کے لیے سہ جہتی حکمت عملی اختیار کرتی ہے اور پاکستان میں اسٹیبلشمنٹ نے مڈل کلاس سے جنم لینے والی واحد جماعت ایم کیو ایم اور اس جماعت کو بنانے والے مہاجروں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے سہ جہتی حکمت عملی پر کس طرح عمل کیا اور آج تک کر رہی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ کی اس سہ جہتی حکمت عملی کا مقصد صرف ایک نکاتی ایجنڈے کی تکمیل ہے یعنی کہ مہاجروں اور مہاجروں سے جنم لینے والی مڈل کلاس جماعت ایم کیو ایم کو کس طرح صفحۂ ہستی سے مٹایا جائے اور اس ایک نکاتی ایجنڈے کے تین پہلو یا تین جہتیں ہیں اور وہ آئسولیشن، کرمنلائزیشن اور ڈی مورالائزیشن ہیں جنہیں میں نے اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمت عملی کا نام دیا ہے۔ میں آخر میں اس بارے میں بھی کچھ کہنا چاہوں گا کہ "مایوسی گناہ ہے"...... بہت بہت شکریہ! آپ سے درخواست ہے کہ چند منٹ مزید بیٹھیں اور "مایوسی گناہ ہے" پر بھی میرے خیالات سن لیں...... شکریہ!

مایوسی گناہ ہے

اسٹیبلشمنٹ نے اپنی سہ جہتی حکمت عملی کے تحت گزشتہ سات برسوں کے دوران مہاجروں اور ان کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے ہر قسم کا ریاستی حربہ و ہتھکنڈہ اختیار کیا، لیکن تمام تر ظالمانہ ہتھکنڈوں اور ریاستی جبر کے باوجود وہ نہ تو ایم کیو ایم کو ختم کر سکی، نہ مہاجر عوام کو ایم کیو ایم کی حمایت کرنے اور اس کا ساتھ دینے سے روک سکی اور نہ ہی ریاستی ظلم و بربریت

کے ذریعے مہاجر عوام کو ڈی مورالائز (Demoralize کر سکی۔ اپنے تمام تر سابقہ ہتھکنڈوں میں ناکامی کے بعد اسٹیبلشمنٹ نے ایک بار پھر ایم کیو ایم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے اور مہاجروں کی جدوجہد کا خاتمہ کرنے کے لیئے سرے سے بدترین ریاستی مظالم ڈھانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ آئسولیشن کی پالیسی کے تحت آج بھی مہاجروں کو دیگر قومیتوں سے کاٹا جارہا ہے، کرمنلائزیشن کی پالیسی کے تحت ایم کیو ایم کے رہنماؤں، منتخب نمائندوں، ذمے داروں اور کارکنوں کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کر کے گرفتار کیا جارہا ہے اور بستیوں کے محاصرے کر کے، گھر گھر چھاپے مار کر ایم کیو ایم کے بے گناہ کارکنوں کو ہی نہیں بلکہ ان کے والدین، بھائیوں، حتیٰ کہ بیوی بچوں تک کو گرفتار کیا جارہا ہے، ملازمتوں سے جبری برطرفی کے ذریعے مہاجروں کا معاشی قتل کیا جارہا ہے اور مختلف طریقوں سے ان پر ریاستی ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں تاکہ اس طرح مہاجر عوام میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے اور وہ مسلسل ریاستی ظلم و ستم سے تنگ آکر ایم کیو ایم سے علیحدگی اختیار کرلیں اور اپنے حقوق کی جدوجہد سے دستبردار ہو جائیں۔

اسٹیبلشمنٹ کی اس سازش کو جب ہم سمجھ چکے ہیں کہ ان کا مقصد ہمیں ڈی مورالائز (Demoralize) کرنا ہے اور ہم یہ بھی جان چکے ہیں کہ اسٹیبلشمنٹ عوام کو حقوق کی جدوجہد سے دستبردار کرانے کے لیے کس کس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے، کس طرح کے ہتھکنڈے پہلے استعمال کیے، اب کیا کر رہی ہے اور آئندہ مزید کیسے کیسے ہتھکنڈے استعمال کرے گی، اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم مایوس ہو جائیں۔ تو اب جبکہ ہم نے اسٹیبلشمنٹ کے تمام سازشی ہتھکنڈوں کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے تو ہمیں کسی بھی صورت میں مایوس (Demoralize) نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ڈی مورالائزیشن (Demoralization) کو، مایوسی کو گناہ تصور کرنا چاہئے۔ میں قوم کے ایک ایک دانشور، ادیب، شاعر، ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، لیکچرر، صحافی، وکیل، تحریک کے ایک ایک رہنما، ایک ایک ذمے دار، ایک ایک ساتھی، ایک ایک ہمدرد اور قوم کے ایک ایک فرد سے کہتا ہوں کہ وہ اسٹیبلشمنٹ کی سازشوں کو سمجھے اور جب سازشوں کو سمجھ لیا ہے تو ہمیں کسی بھی قیمت پر مایوس نہیں ہونا چاہئے، کسی بھی طور پر بددل نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسٹیبلشمنٹ کی مہاجر

کش پالیسیوں اور سازشی ہتھکنڈوں کے خلاف متحد رہنا چاہئے، منظم رہنا چاہئے اور جرات وہمت، عزم وحوصلے اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی جدوجہد جاری رکھنی چاہئے۔

ہمیں اسٹیبلشمنٹ کے دیگر ہتھکنڈوں کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس کے ایجنٹوں کی جانب سے عوام میں مایوسی پیدا کرنے کے لیے کئے جانیوالے پروپیگنڈوں اور ان کے مقاصد کو بھی سمجھنا چاہیے۔ مثلاً عوام میں مایوسی پھیلانے کے لیے عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ "حقوق کب ملیں گے...... ؟ منزل کب ملے گی...... ؟"۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حقوق کبھی ملا نہیں کرتے بلکہ جدوجہد کے ذریعے حاصل کیے جاتے ہیں اور کسی بھی تحریک کو دو سال، پانچ سال یا دس سال میں حقوق حاصل نہیں ہوتے بلکہ حقوق کے حصول کے لیے، مشن ومقصد کے حصول کے لیے، منزل کے حصول کے لیے طویل اور صبر آزما جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اپنی جان، اپنے مال اور اپنی خواہشات کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر طویل جدوجہد اور بیش بہا قربانیوں کے بعد حقوق کی تحریکیں اپنے مشن ومقصد میں کامیابی حاصل کرتی ہیں اور اپنی منزل پر پہنچا کرتی ہیں۔ نیلسن مینڈیلا اور افریقی عوام نے پچاس سال سے زائد عرصے تک سخت اور مسلسل جدوجہد کی تب جاکر انہیں حقوق حاصل ہوئے، آئرش عوام اپنے حقوق کے حصول کے لیے سو سال سے جدوجہد کررہے ہیں، فلسطینی عوام کی جدوجہد بھی پچاس برس سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ کشمیری عوام کو بھی حق خودارادیت کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے پچاس برس گزر چکے ہیں اور ان کی جدوجہد آج بھی جاری ہے۔

افریقی، فلسطینی اور آئرش عوام کی طویل اور مسلسل جدوجہد ہمارے لیے ایک مثال ہے، وہ حریت پسند تمام تر ریاستی ظلم وبربریت، قتل وغارت اور ریاست کے تمام تر ظالمانہ ہتھکنڈوں کے باوجود ڈٹے رہے، ان کے حوصلے نہیں ٹوٹے، انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور ثابت قدمی کے ساتھ طویل عرصے تک اپنے حقوق کی جدوجہد جاری رکھی۔ ان کی اسی مسلسل جدوجہد اور ثابت قدمی کا نتیجہ ہے کہ وہی یاسر عرفات جنہیں کل تک دہشت گرد کہا جاتا تھا آج ان کا نام عزت سے لیا جارہا ہے۔ وہ امریکا جو کل تک فلسطینی سربراہ یاسر عرفات سے بات کرنے کے لیے تیار نہیں تھا اور انہیں

دہشت گرد کہتا تھا آج وہی امریکا ان ہی یاسر عرفات سے بات چیت کر رہا ہے اور اب امریکی صدر، یاسر عرفات سے ہاتھ ملاتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ وہی مغربی ممالک جو کل تک یاسر عرفات کا نام سننے کو تیار نہ تھے آج یاسر عرفات کو اپنے ہاں دورے پر بلارہے ہیں اور انہیں "گارڈ آف آنر" پیش کر رہے ہیں۔ کل تک افریقی لیڈر نیلسن مینڈیلا کو دہشت گرد کہا جاتا تھا، انہیں 27 سال قید کی سزا دی گئی تو پوری دنیا خاموش تھی، کسی نے افریقا کی سفید فام نسل پرست حکومت سے نہیں پوچھا کہ تم نے حقوق کی جدوجہد کرنے والے افریقی لیڈر کو دہشت گرد کہہ کر 27 سال تک قید کیوں رکھا؟ نسل پرست انتظامیہ کے ظالمانہ اقدامات پر اقوام متحدہ کی جانب سے کوئی ایکشن نہیں لیا گیا لیکن آج انہیں نوبل پرائز دیا جارہا ہے۔ کل تک شن فین (Sinn Fein) کے لیڈروں کو بھی دہشت گرد کہا جاتا تھا، ان کا نام تک سننا گوارا نہ تھا، ان کا نام لینے اور تصویر تک ٹی وی پر دکھانے اور اخبارات میں شائع کرنے پر پابندی تھی لیکن آج اسی شن فین سے مذاکرات کیے جارہے ہیں، آج شن فین (Sinn Fein) کے لیڈروں کو دنیا بھر میں بلایا جارہا ہے۔

دراصل آمر حکومتیں ہوں، ڈکٹیٹر ہوں یا بڑی طاقتیں ہوں، وہ کسی بھی قوم کے حقوق کی جدوجہد کو کچلنے اور اس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے ایک ہی جیسی اسٹریٹجی کے تحت ایکشن لیتی ہیں لیکن جب ان کی اسٹریٹجی کے الٹے نتائج برآمد ہوتے ہیں اور تمام تر کوششوں کے باوجود ان آمرانہ حکومتوں و طاقتوں کو ان کی خواہش کے مطابق مقصد حاصل نہیں ہوتا اور وہ کسی تحریک یا جدوجہد کو ختم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر اس تحریک اور قوم کو تسلیم کرنے کا مرحلہ آتا ہے اور پھر ان قوموں کی جدوجہد کو تسلیم کرنا پڑتا ہے، قوموں کو ان کے حقوق دینے پڑتے ہیں اور پھر حقوق کی جدوجہد کرنے والے جن لوگوں کو "دہشت گرد" اور "کرمنلز" کہا جارہا ہوتا ہے ان کا نام عزت سے لیا جانے لگتا ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ آپ چند سو افراد کو تو ختم کرسکتے ہیں لیکن کسی طبقۂ آبادی کو یا کسی قوم کو ریاستی طاقت یا گولہ بارود سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔

دنیا کی حالیہ تاریخ میں چلائی جانے والی حقوق کی تحریکوں کا اگر ہم جائزہ لیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حقوق کی یہ تحریکیں سو سال اور پچاس پچاس سال تک جاری رہیں تب کہیں جاکر انہیں اپنے مقصد

میں کامیابی حاصل ہوئی، اور اگر ان تحریکوں کی جدوجہد سے ایم کیو ایم کا موازنہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایم کیو ایم نے صرف بیس سال کے عرصے میں ملکی وبین الاقوامی سطح پر جو مقبولیت اور قبولیت(Acknowledgment) حاصل کی ہے۔ اس کے نظریے، مشن و مقصد اور مہاجروں کے مسئلے کے بارے میں بین الاقوامی سطح پر جتنی آگاہی(Awareness)پائی جاتی ہے۔ جس طرح اسے سمجھا جارہا ہے اور 20 سال کے عرصے میں جتنی کامیابیاں ایم کیو ایم نے حاصل کی ہیں، اتنے قلیل عرصے میں اتنی زیادہ کامیابیاں کوئی اور تحریک حاصل نہ کرسکی۔

بہر حال اب ہم حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کی سہ جہتی حکمت عملی، اسکی سازشوں اور ان کے مقاصد کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ ہمارا آئسولیشن(Isolation) کر کے کرمنلائزیشن (Criminalization) کی پالیسی کے تحت ہم پر ریاستی مظالم ڈھائے جارہے ہیں تاکہ ہم میں مایوسی(Demoralization) پھیلے۔ ہم مایوس ہو جائیں، اپنی جدوجہد ترک کردیں اور اس طرح ہماری تحریک ختم ہو جائے۔ دراصل اسٹیبلشمنٹ اور ظالم وطاقتور حکمراں ہمیشہ یہی سمجھتے ہیں کہ انسانوں کو بے دردی سے قتل کرنے سے، ان کا خون بہانے سے اور ریاستی ظلم وبربریت کا بازار گرم کرنے سے حقوق کی جدوجہد کرنے والے عوام میں مایوسی پیدا ہوگی اور ان میں ڈی مورالائزیشن (Demoralization) پھیلے گا لیکن تاریخ انسانی یہی بتاتی ہے کہ جب بے گناہ انسانوں کا خون بہتا ہے تو اس سے ڈی مورالائزیشن (Demoralization) کے بجائے ہمت پیدا ہوتی ہے۔ بے گناہ انسانوں کے قتل عام اور ریاستی ظلم وبربریت سے تھوڑا بہت ڈی مورالائزیشن (Demoralization) ضرور پھیلتا ہے، مایوسی کی لہر ضرور آتی ہے لیکن اس ظلم وبربریت کے نتیجے میں معصوم وبے گناہ انسانوں کا جو لہو بہتا ہے تو اس سے ماحول(Environment) میں، فضا(Atmosphere) میں ایسی مثبت شعاعیں(Positive Rays) نکلتی ہیں جو ظالموں کے خلاف حریت پسندی کے جذبے کو مزید بڑھاتی ہیں اور جس سے مزید حریت پسند پیدا ہوتے ہیں۔ شہیدوں کے لہو سے نکلنے والی مثبت شعاعیں ظلم کے ستائے ہوئے لوگوں میں توانائی پیدا کرتی ہیں ......انرجی(Energy) پیدا کرتی ہیں، حرارت پیدا کرتی ہیں۔ جب لہو بہتا ہے اور بے حساب بہتا ہے

تو پھر لہو کا بہنا کبھی بھی رائیگاں نہیں جاتا۔ تاریخ انسانی میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ ہمارے شہیدوں کے لہو کی برکت ہے کہ تمام تر ریاستی مظالم کے باوجود ایم کیو ایم کو ختم نہیں کیا جاسکا۔ ظلم کا طویل سلسلہ جہاں ایک طرف لوگوں میں تھوڑی مایوسی پیدا کرتا ہے وہاں شہیدوں کا لہو دوسرے لوگوں میں حرارت بھی پیدا کرتا ہے اور شہیدوں کا یہ لہو دوسرے انسانوں کے صرف لہو میں ہی حرارت پیدا نہیں کرتا بلکہ ان کے ذہنوں کے سوئے ہوئے خلیوں (Cells) کو بھی کھولتا ہے۔ شہیدوں کا یہ لہو منزل سے لاتعلق اور منزل سے بے خبر جدوجہد کرنے والوں کے ذہنوں کے خلیوں کو اس طرح کھولتا ہے کہ جب ان کے ذہن کھلتے ہیں تو انہیں اپنے لیے سمتیں، اپنے راستے اور اپنی منزل بھی نظر آنے لگتی ہے۔ پھر اس منزل کی تلاش میں وہ راستے بھی بناتے ہیں، وہ ان راستوں پر چلتے ہیں اور پھر ان راستوں پر چلتے ہوئے بالآخر ایک دن وہ اپنی منزل کو پالیتے ہیں، وہ منزل ان کی حتمی فتح ہوتی ہے اور ظالم کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے موت ہوتی ہے۔ لیکن ہم صرف نعرے لگا کر اور اپنے عزم کا اظہار کر کے منزل پر نہیں پہنچ سکتے بلکہ اس کے لیے ہمیں اپنے اندر ہر قسم کی قربانی کا جذبہ پیدا کرنا ہوگا۔ ہم یہ نہ سوچیں کہ پہلے کوئی اور فرد قربانی دے بلکہ تحریک میں شامل ہر فرد میں یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ پہلے میں قربانی دوں، بعد میں دوسرا دے۔ آپ یہ انتظار کیوں کریں کہ پہلے کوئی اور قربانی دے۔ آپ کیوں نہیں؟ صرف دوسرے ہی کیوں؟ آپ کیوں چاہتے ہیں کہ دوسرے ہی آگے آئیں؟ آپ خود کیوں آگے نہیں آتے؟

آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم جو جدوجہد کررہے ہیں وہ اپنے لیے نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کی بقا اور ان کے بہتر مستقبل کے لیے کررہے ہیں۔ زندہ قومیں، باغیرت قومیں اور غیرت کی زندگی گزارنے کی آرزو رکھنے والی قومیں یہ نہیں دیکھا کرتیں کہ ہمارا کیا بنے گا۔ بلکہ وہ صرف یہ کہتی ہیں کہ ہمارا جو بھی بنے، ہمارا جو حشر ہوتا ہے ہوجائے لیکن ہماری آنے والی نسلوں کا وہ حشر نہ ہو اور وہ اس حشر سے ہمیشہ کے لیے محفوظ رہیں جس حشر اور سلوک کا ہم شکار ہو رہے ہیں، ہم نشانہ بن رہے ہیں جب کسی قوم کا ہر فرد اپنی آنے والی نسلوں کی بقاء کے لیے خود کو قربانی کی پہلی صف میں شامل کرنے کے لیے تیار ہوجاتا ہے تو ایسی صف کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اور یہ کلیہ ہے، یہ اصول ہے کہ ''جب

کسی قوم کے افراد میں اجتماعی طور پر ہر قسم کی قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے یا جس دن کوئی قوم اجتماعی طور پر مرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے اسی دن سے اس کی حتمی بقا شروع ہو جاتی ہے...... اور جو قومیں مرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں ان قوموں کو کوئی مار نہیں سکتا...... موت انہیں آتی ہے جو موت کا خوف کھاتے ہیں...... موت ان سے بھاگتی ہے جو مرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں"۔ یہ قدرت کے بنائے ہوئے کلیے ہیں اور اگر ہم قدرت کے ان کلیوں کی روشنی میں انسانی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہمیں یہی نظر آئے گا کہ جو قومیں مرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں وہی بقا پاتی ہیں، وہی سلامت رہتی ہیں اور وہی فاتح بن کر تاریخ میں ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ اگرچہ آج ظلم کا سلسلہ جاری ہے لیکن ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ عزم و حوصلے، ثابت قدمی اور مستقل مزاجی سے جدوجہد جاری رکھنی چاہیے اور اس بات پر کامل یقین رکھنا چاہیئے کہ ہماری آخری فتح کا وقت آئے گا، آئے گا اور ضرور آئے گا، ہم اپنی منزل پر ضرور پہنچیں گے اور ایک روز ہم بھی فاتح بن کر ابھریں گے...... انشاء اللہ۔

☆☆☆☆☆

MQM